

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232839

UNIVERSAL
LIBRARY

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

واقعا میرا

مُكَلَّمٌ رَاقٍ فَاقَا يُوقِيهِمْ مَطْبُوعٌ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا خالق ارض و سما کو سراور ہر جسے انتظام ہدایت وین انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ و السلام کے قبضہ اختیار میں دیا اور
 اللہ ام امور دنیا کے واسطے شایان باوقار کو پیدا کیا اور لائق درود و سلام وہ مقرر موجودات صاحب لواک محبوب انبیا پاک پر
 جسکے انتخاب ہدایت نے بنی آدم کو ظلمت جہالت سے بچایا اور اسے تقرر رکھایا بعد حمد و ثناء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے بندہ حقیر بقصید امید و ارادت رب غفور محمد عبد الرحمن عفا عنہ دلہ حاجی محمد روشن خان مرحوم و غفور غفر اللہ و لوہ
 خدمت میں ارباب فضل و کمال کے عرض کرتا ہر کہ زمانہ حال میں کثرت رواج زبان اردو سے اکثر اہل مہد کو رغبت کتب اردو و کتب
 نظر آتی ہے اسی فطر سے اصر نے چاہا کہ کچھ واقعات شایان نامدار اردو میں انتخاب کرے اور یہ اجاب کرے چنانچہ تاریخ احمد تعین
 لطیف کتاب ستیاب دیر سے نظیر عطا در قدح خوش تحریر منشی صاحب الکرام صاحب مرحوم کی فارسی میں نظر آتی حالات مسیح
 و مسیح سے فیض پائی منشی صاحب مجموع نے بحاربات احمد شاہ و زمانی اور حالات حضرت عظیم المرتبت اور ذکر حکام
 ترکستان و شمار منازل وراثت و تہرات بہت صحیح تحریر فرمایا اور جو کچھ امام الدین حسینی نے ایک مدت تک افغانستان میں
 رکھ کر ملک شایان درانیہ کمال تحقیق سند بارہ سو بارہ ہجری و عہد سلطنت زمان شاہ کاک کہ کتاب تاریخ میں لکھا تھا مع اکثر روایات
 صحیح تسلیم فرمایا اور باقی حالات تا آخر سلطنت شاہ سو سو و تہ زبانی نقات معتبر و ساری کمال تحقیق کامل دریافت و تالیف کتاب
 فرمایا جب احقر کی طبیعت میں یہ آیا کہ اگر یہ حالات درانیہ اردو میں ترجمہ ہو کر چھاپے جائیں تو شائقین تواریخ کو اس کے دلچسپ سے
 کیفیت حاصل ہو پس حسب خواہش خاکسار صاحب سیدی کو بی میر و ارث علی صاحب سیدی نے اس کا ترجمہ کیا اور
 واقعات و زمانی نام رکھ دیا ناظرین پر تمکین سے التماس ہے کہ اس کی سیر لطف ادھیائیں اور مولف صاحب اور
 عاجز کو دعا سے خیر سے یاد فرمائیں +

بیان نسب سلاطین درانیہ

سمجھا جائے کہ تیس عبدالغنی نامی ایک شخص تاجا بنی اسرائیل سے اوس کے باپ دادا کا نسب مینا بن بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پہنچتا ہے اور تیس مذکور زمانہ پہنچا آخر الزمان پہلی صدی قبل مسیح میں مشرق اسلام ہوا اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے شترجن اور یقین اور غرضت سے سب سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام شرف الدین جبکہ لقب شرمین تھا دوسرا ناصر الدین شہور بہرستین شرف الدین سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے شترجنی و تریٹین و بھرج و مینا و دو لڑکے تریٹین کے ایک لڑکا پیدا ہوا ابدال نام کہتے ہیں کہ پہلے اوس کا نام کچھ اور تھا جب وہ خدمت میں خواجہ ابو احمد اہل بیتی قدس اللہ سرہ کی پہنچا اور اہل خدمت گزاری میں مشغول ہوا ایک دن اونھوں نے مہراں ہو کر اوس کو ابدال کا خطاب دیا اور اوس کے حق میں دعا کے میر کی تہ سے وہ ابدال مشہور ہوا اور اولاد اوس کی ابدالی کہلاتی پٹھان لوگ اپنے روزمرہ میں ابدال کو اول کہتے ہیں ابدال سے دو لڑکے پیدا ہوئے نیرنگ اور پنج پانچ نیرنگ سے تین لڑکے پیدا ہوئے پوپل و اگلو و بارت کا پوپل سب سے بڑا تھا اوس سے چھ لڑکے پیدا ہوئے اسماعیل اور حسن اور باجی اور بادو اور غنیمت اور قلندہ اور باجی کے پانچ لڑکے تھے سب سے بڑا صلحہ اور صالح اور علیخان اور رینیکٹ اور دو لڑکے صدو کے دو لڑکے تھے ایک کا نام خواجہ نصر کہ وہ بڑا عابد اور خدا بند تھا سب پٹھانوں نے اوس کی فرمانبرداری اختیار کی اور اوس کو بہت سی مذربینا دوتے تھے احمد شاہ بادشاہ درانی اسخی نصر بن صدو کی اولاد سے ہے اور نصر کو بنظر اوس کی بزرگی کے اوس ملک کے لوگ خواجہ کہتے تھے اور بادشاہ مذکور کو صدو راجی چونکہ ہم سے سب پٹھان لوگ ساتھ خواجہ نصر صاحب بادشاہ موصوف کے اعتقاد رکھتے تھے بسبب اوسی عقیدت کے بادشاہ محمد کو بعد نادر شاہ کے تحت سلطنت پر بٹھایا اور اوس کی اطاعت کو ذریعہ سعادت تصور کیا دوسرا لڑکا صدو کا کامران تھا کہ اوس کی اولاد کو کامران خیل کہتے ہیں اور جب محمد الدولہ وفادار خان دارالمہم سلطنت زمانہ بادشاہ کا ہے الغرض تمام قوم پٹھانوں کی احمد شاہ کو سعادت مند جا کر میرٹھ طبع فرمان اور مستحق یافتگی رہتی تھی اور اب تک اس خاندان سے لڑائیاں کیں جیسا کہ دینی کرنا بہت مجاہداتے ہیں اور اولاد بزرگوار احمد شاہ درانی کی کہ بادشاہ ہوئی اوس کی اطاعت اور فرمان برداری بدل دجان کرتے ہیں

بیان آنے نادر شاہ کا بقصد شترجن خراسان اور آٹخا ز سلطنت احمد شاہ درانی

جب نادر شاہ سلف نے مذہبیت ایران سے فراغت حاصل کی تب یہ ارادہ کیا کہ سلطان مغلیہ کو زیر و بر کرے اور قندہار کو کہ وہن عظیم اوس گروہ کا ہے اسے جیتنے میں لائے چونکہ سلاطین غلیہ اوس وقت میں بہت آرام طلب ہو گئے تھے اور غلاؤ اوس کے سبب اپنی اتفاقی اور خلاف تھا اور قوم ابدالی فوج ہرات میں سکونت رکھتی تھی ۲۹۰ھ ہجری میں عبداللہ خان صدوزی ٹیٹا حیات سلطان احمد شاہ احمد شاہ درانی کا ساتھ اپنے بیٹے محمد زمان خان اور سب پرستہ داروں کے ملتان سے اگر ہرات میں ملک و فتح کل قوم ابدالی کا کہ تخیسٹا ساتھ بزرگ گھر تھے ہاتھ اوس طرح حکومت ہرات کی رکھتا تھا عباس قلی خان شاہ ملوک شاہ حسین معصومی بادشاہ ایران کیطرح سے حاکم ہرات تھا جب آٹخا ز علیہ حال عبداللہ خان مذکور سے آثار و شاہ کے مشاہدہ کیے تب اوس کو اور اوس کے لڑکے کو قندہار قزلباشان ہرات نے بہم ہر عباس قلیخان کو بغیر بل کر دیا تب عبداللہ خان فرصت پا کر قندہار سے بھاگ گیا اور کہہ دو شاہ پر جا کر اپنی قوم کو جمع کر کے متوجہ ہرات ہوا بعد فرمان حاکم ہرات ایک فرخ شہر سے ٹکڑا عبداللہ خان سے لڑا اور گرفتار ہوا خان مذکور نے شہر ہرات کو محاصرہ کر کے اوس کے ہوا ہوا ہون کو برج خیلین کی راہ سے شہر میں داخل کیا اور اس محاصرے میں بہت سے آدمی مارے

کے قتل ہوئے اور اہل شہر لوٹے گئے اور تمام شہر ہرات اور قلعہ خزاہ کو محمود غزنوی ہارمی سے قتل رکھتا تھا وہ بھی اوس کے قبضے میں آیا پھر محمود غزنوی ولد میر دلیر بادشاہ قندھار سے پرچی کشتی کی اوس وقت ایک شخص اسماعیل خان نامی غزنوی پورا حمراہ سے قلعے سے نکل کر چلا آیا اور ماہر لکھا اور قلعہ محمود کے ہاتھ نہ آیا ایک مدت اسی طور سے گزری کہ فوج امیر کی فتویٰ ہرات میں اگر قوم ابدالی کو شکست دیتی تھی مبالغہ نہ خود بادشاہ نے قندھار سان کا کر کے فوج ہرات میں بھیجا کیا اس وقت میں سردار اور دلیر ہرات سے زمان خان پیر دولت خان ابدالی نے عبدالعبد خان صدر دینی جواحد شاہ کو قید کر کے قتل کیا اور ابدالیوں نے الدیار خان ابدالی برادر محمود خان کو قتل سے لاکر ہرات کا سردار کیا اور سب ابدالیوں نے اتفاق کر کے زمان خان مذکور کو ہرات سے نکال دیا جب بادشاہ ہرات میں پہنچا پھر ابدالیوں نے اراکانی شریعت کی کیلن میں کارزار میں حاجی مشکین خان ابدالی نے اپنے جاسوس کو ملایا کہ تو جاکر خبر تحقیق لاکر لانا کہ کس صفت میں استاد ہوئے اور کیا لباس پہننے ہوئے پھر قومن آج شہقت اور بھلا کر اپنے کو اوس تک پہنچاؤں اور ایک کارغانیان نملو میں لائوں یا تو اس آفت اور مصیبت سے نجات پاؤں گا یا اپنی جان کو اپنی قوم پر فدا کر دیا جاسوس نے جب ارکان ابدالیہ سے لگا لگا کیا تب مشکین خان کمال حیات اور شجاعت سے گھبرائے پر سوار ہوا اور برسی جبر وکد سے نادر شاہ تک پہنچا ایک نیزہ مارا کہ اوس نیزہ سے کے زخم سے یا فون نادر شاہ کا مجمع ہوا آخر جب اس ابدالی کو قتل ہوا تو دم ابدالی نایابی علیہ سے عاجز پڑے اور قوم ابدالیہ شیعہ علی و رسول و ایمانی اور توانی ریش فوج ہرات کے نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب الدیار خان سردار قوم ابدالی تھا رہ گیا تو وہ بھی مجبور ہو کر نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا نادر شاہ نے حکومت ہرات کی بدستور الدیار خان کو عنایت کی اور خود فوج ابدالی کو ہمراہ لیکر متوجہ قندھار و قبیضہ حسین علیہ کا ہوا علیہ مذکور قلعہ قندھار میں میٹھ رہا جب قلعہ غنشی سے عاجز آیا تب اپنی بی بی بہن بنت نام کو کہ نہایت عاقبتی مسیحہ سوار کے نادر شاہ کے پاس بھیجا کہ ان طلب ہوا جب نادر شاہ بادشاہ نے اوس کو ان دہی تب وہ تمام سرداروں کو لیکر نادر شاہ کے پاس حاضر ہوا اور بت سی غدر خواہی کی نادر شاہ نے سب کے حال پر ہمراہی کر کے مع اوکھی اولاد اور اقربائے روانہ نادر شاہ کیا کہ اوس ملک میں جاکر سکونت اختیار کریں اور ذوالفقار خان ابدالی و ربیعانی اور اسکا احمد خان کو قید علیہ میں تھا اوسکو بہت سرفراز فوج کے اور شاہ پر ہ لائق حال ہر شخص کے مقرر کر کے مازندران میں مقرر کیا بعد اسکے قلعہ اور شہر قدیم قندھار کو ویران کر کے قلعہ اور شہر موسوم بہ نادر آباد نام لکھے اپنا دارالحکومت قرار دیا اور قیدیان ابدالی کو حسب درجہت الدیار خان ابدالی کے اور قیدیان قندھار کو اپنی مرضی سے رہائی دیکر اوسکے وارثوں تک پہنچا دیا اور حکومت قندھار کی عبدالغنی خان الکوڑی کو لیکر حکم کیا کہ قوم ابدالی فوج خراسان اور نیشاپور سے کوچ کر کے قندھار اور اوس کے محلات میں سکونت اختیار کریں اور غلج و سبکلی سیاسی اوسکے نیشاپور میں رہا کریں تب سے ریاست اور وطن قوم ابدالی کا قندھار ہوا مگر نہ سابق اسکی ریاست اور وطن ان لوگوں کا خزانہ تھا نادر شاہ بعد بندوبست قندھار کے ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر کابل میں وارد ہوا کابل میں نے اوسکا مقابلہ کیا تب نادر شاہ نے حکم کیا کہ کوپ کو بہار لگا کر گودا مارا شریعت کو آخر کا شاہ درگاہی رہیں کابل نے عاجز آکر نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان حاجی تب نادر شاہ وہاں سے متوجہ نیشاپور ہوا نادر شاہ کی طرف سے حکم پڑا تھا اوسنے قوم کو دینی و غیرہ کو متفق کر کے درخبر کا تہذیب کیا اور سب سے جنگ ہوا نادر شاہ نے بسبب بند ہونے درہ کے ایک مہینے چند روز اس طرف درہ کے قوت کیا آخر سردار نامی ایک پٹھان درگ زخمی نے نادر شاہ کو ساتھ بارہ ہزار سوار کے اوس راہ سے کہ امیر تیمور کو قندھار میں پہنچا یا تھا نادر شاہ کے لشکر پر پہنچا دیا نادر شاہ پہلے لڑا بعد اوس کے شکست کھاکر اور زخمی اور گرفتار ہو کر نادر شاہ کے حضور میں آیا چند روز اوسے نادر شاہ نے نظر بند رکھا بعد اوسکے حکومت فوج ایران اور کابل کی اوسکو عنایت کی جو کچھ وارد ہوا نادر شاہ

شاہجہان آباد میں بہت مشہور ہوا اسکے لکھنے کی کچھ حاجت نہیں اس قدر واسطے اظہارِ قوم ابدالی کے کہ احمد شاہ درانی منہجیہ اوکے تھا لکھا گیا اور ابتدائین بزرگان احمد شاہ مٹان سے کہ وطنِ قدیم اوکھا تھا ہرات میں جا کر سردارِ اودیس قوم کے ہوئے اور بعض کے نزدیک تو احمد شاہ کا بھی مٹان میں ہوا عہدِ طفولیت میں اپنے والد بزرگوار احمد زمان خان کے ساتھ ہرات اور قندھار میں پونچا اور حضورِ نادر شاہ مین اوکے ہاتھ سے بڑے بڑے کامِ ظہور میں آئے اور ہمیشہ نادر شاہ کے حضور میں حاضر رہتا تھا اور نادر شاہ اوس سے بہت راضی اور خوش تھا چنانچہ اکثر دربارِ عام میں سب املا کے سامنے کما کرتا تھا کہ سنئے ایران و قزاقان و ہندوستان مین کوئی مرویدِیک خصلت مثل احمد شاہ ابدالی کے نہ کیا اور کبھی اوکو بغیر تین چار سوار ابدالی تجربہ کار کے باہر نہیں جانے دیتا تھا ایک دن نادر شاہ کرسی نہ نگار پر بیٹھا تھا اور احمد شاہ اوکے سامنے بااوب بٹھا تھا نادر شاہ نے اوسکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے احمد آگے آج یہ حقِ باطن بھانپ کر میرے نزدیک آج اب بہت نزدیک پونچا تب اوس سے فرمایا کہ اے احمد خان! کہہ کہ بعد میرے یہ سلطنت چکو ملگی مناسب ہے کہ میری اولاد کے ساتھ بہت سلوک اور اچھی طرح سے پیش آگاہی احمد خان نے عرض کیا کہ (قرابتِ محرم) اگر میرا تعلق نہ ہو تو حضور نے تین حاضرین کو کچھ حاجت ایسی باتوں کے فرائض کی نہیں ہے نادر شاہ نے کہا کہ مجھ کو یقین کامل ہے کہ تو بعد میرے بادشاہ ہو گا پس چکو چاہیے کہ میری اولاد کے ساتھ نیکی کرے اور میرے حقوق بھول نہ جائے آخر کو ایسا ہی ہوا چنانچہ بعض لوگ اس ضمن میں کہی گونا نادر شاہ کی کرامات پر چل کر تے ہیں ہر حال احمد شاہ کا نام نادر شاہ کو ہمیشہ منظور رکھا اور اسے اولاد کے ساتھ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اور شہنشاہ کو با حقیقہ ارشاد کرتے میرزا بن خاں خاں میرزا بن نادر شاہ کہ فاطمہ سلطان بیگم دختر سلطان حسین صفوی کے بیٹ سے تھا دیکھا آپ محمد اور سعادون اور سکندر رہتا تھا اور تیمور شاہ ابن احمد شاہ نے بھی اس عہد اور قول پر قائم ہو کر میران شاہ و میرزا کو اوسکی قوم کی قید سے چھڑا کر شہدِ مقدس میں پونچایا اور تیمور شاہ شاہ و میرزا کی ایک اولاد کو بموجب درخواست اوکے بھائیوں کے اپنے عقید میں لایا اور اوکو اپنی سب بیبیوں کا سردار بنایا اور ہمیشہ اولاد نادر شاہ کی تعظیم اور خاطر داری بخوبی کیا کرتا تھا ۱۳۰۰ ہجری تک اسطر حکام سلوک خاندان احمد شاہی سے پسندت اولاد نادر شاہی کے جاری تھا +

بیانِ جلوسِ احمد شاہ ابدالی کا تخت سلطنت خراسان پر

چونکہ مزاجِ نادر شاہ پختہ تحقیق ہو چکا تھا کہ اپنے فرزندِ خاں میرزا کے نہایت وحشت اور غصہ غالب ہو گیا تھا یہاں تک کہ توڑنا اور افشاں کے سیکڑوں آدمیوں کو ہر روز نیکی قتل کرتا تھا اس سبب سے اوسکی قوم مایوس ہو کر اعلیٰ علیٰ خاں حاکمِ ہرات سے سازش کر کے نادر شاہ کے قتل پر اکامد ہوئی چنانچہ نادر شاہ کا قہر آباؤ میں کہ دو کوس جوستان سے ہو کر دو تھاب کیش بگیا بہن حماد علی افشاری شہنشاہِ ہجری میں محمد خان قاجار پیر دہلی اور موسیٰ بیگ لیلیٰ افشار خاں بانی اور کوہ بگ افشار رومی اہلِ جلال و جلال قمر قلوئی محمد علی خان افشاری بکلی باشی و غیرہ کو نگہبان اور پاسبان خیمہ نادر شاہ کے تھے نصف شب کو داخل خیمہ خواجہ بگو سر نادر شاہ کاٹ کر کے اوکے لشکر میں پھینکا جب اس حال سے ایک شخص ملازم نادر شاہی نے احمد شاہ ابدالی کو آگاہ کیا کہ اب وہ تین ہزار سوار ابدالی بیکر صبح کے وقت گردہ افشار اور فتنہ انگیزان قتل ہشیہ سے لوٹا اور ان سب کو نہایت دے کر سبیل و کسباب نادر شاہ کا لیکر روانہ قندھار ہوا قتل قتل ہو کر تین برس قبل قتل نادر شاہ سے ایک درویش عابد شاہ نام رہنے والا سہرکانا نادر شاہ کے لشکر میں دار و دروازا کا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے نیچے گڑی کے بنا کر نادر شاہی

لکڑیوں پر کھڑے کرتا تھا اور سچی کے گھنٹہ سے بنا کر اون غیوم کے آگے باندھ کر اچھا جب احمد شاہ نادر شاہ کے سلام کو اس کے پاس سے جاتا اور اس فقیر کو بھی سلام کرتا تب یہ فقیر اس سے کہتا کہ انکو احمد خان میں تیری سلطنت کا ہتھام کر رہا ہوں احمد خان کو اس بات سے اس فقیر کی کھینچ میں بڑا مصداق تھا جس روز نادر شاہ قتل ہوا اور احمد شاہ سب مال و متاع اور شاہ کا اوس کے دشمنوں سے بچا کر اور حق پرورش بادشاہ موصوف کا بچا کر قندھار کو چلا تو اس فقیر کو بھی اپنے ساتھ لے لیا جب احمد شاہ دو منزل لشکر نادر سچی نکل گیا تب اس فقیر نے کہا کہ اے احمد شاہ اب تو بادشاہ ہو جاؤ اسنے کہا کہ اے حضرت میرے پاس سامان اور سلطنت کا کمان بھی کہ میں بادشاہ ہوں تب اس فقیر نے ایک چوڑی مٹی کا بنا یا اور احمد شاہ کا ہاتھ پکڑ کر اوس پر بٹھایا اور کہا کہ تیرا تخت پادشاہت پر اور تھوڑی سی سبب گھاس لیکر اوس کے سر پر رکھ دی کہ یہ تلخ بادشاہی پر اور قبادشاہ و درانی ہوا اوس دن سے احمد شاہ نے اپنی قوم کو کہ ابدالی کی ملکاتی تھی درانی لقب یا اور اپنا نام احمد شاہ درانی رکھا اور وہ جو تین چار ہزار آدمی اوس کے ساتھ تھے انھیں شاہ و فی خان مٹی کی کوپنا زریہ کے خطاب شرف لوز کا یا اور سردار جہان خان کو غانم خان مٹی کی مہر پڑ پڑا اور شاہ پند خان کو امیر شکر پنا اور اسی طرح سے ہر شخص کو بقدر اوسکی ریاست کے خدمت پر دل کی اور وہاں سے کوچ کوچ فوج حرات میں پونچھا اور سرت کے شہر اور قلعہ کو چھوڑ کر نادر بادشاہ میں وارد ہوا اور سب عدم تعرض کا مہارت سے یہ تھا کہ اوس کو اپنے ہمراہیوں پر اعتماد تھا اور یہ مہین جانتا تھا کہ ان میں سے کون مجھے موافق ہے اور کون مخالفت اتفاقا قلعہ خانی خان آتے ہی سردارانِ نادری سے اون پر نادر خان حاکم کابل و پشاور اپنے ملک کا حاصل لیکر نادر شاہ کے واسطے لیے جاتے تھے جب قندھار میں پونچے تو واسطے رفعِ مائدگی راہ کے چند روز وہاں مقام کیا اس آئنا میں احمد شاہ بھی وارد قندھار ہوا فقیر نے بوجہ حکم احمد شاہ کے خیر قتل نادر شاہ کی اور خوشخبری سلطنت احمد شاہ کی تمام اہل شہر کو پونچا لی چنانچہ تمام خزانہ اموال ہمراہی ناصر خان کا ہاتھ کے قبضے میں آیا اور ناصر خان وغیرہ چند روز نظر بند رہے بعد ازاں پندرہ ہجری بھگے بھاگ گئے اور بقول بعض بوجہ حکم احمد شاہ کے رہائی پاکر پشاور میں پونچے اور وہاں کچھ اپنی فوج جمع کر کے قندھار و نادر کیا احمد شاہ نے قندھار میں جلوس شامہ کر کے ہر ایک کو اپنے امیر و نادر فقہوں سے مرتبہ اور منصب بلند عطا کر کے خلعت فاخرہ اوس دینے اور کھانہ مرصع عنایت فرمائے اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا سکہ پر یہ شعر تھا **سے حکم شہزادہ قادیان و بیچون با احمد بادشاہ** چ کہ زن سیمین از موج ہای تہا بہ + اور اپنی مہر میں یہ عبارت کعدانی (الحکم شہزاد قادیان احمد شاہ و درانی) اور طاوس کی صورت اپنی مہر میں کعدانی تھی اور صورت انگوٹھی کی مستندہ اور متیل مینی گول کچھ لانی درانی غائبانی گئی تھی ایک شخص نقادی ناصر خان سے نقل کر آیا ہے کہ میں ایک روز مہر او ناصر خان تندر بار بار احمد شاہ و درانی میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ احمد شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور ایک درویش بڑا برہنہ تمام جسم خال اکودہ اوس کے پاس لیٹا ہے ہر وقت اپنے ہاتھ سے احمد شاہ کے کان اور ناک پکڑ کر کہتا ہے کہ اے احمد خان تو نے دیکھا کہ میں نے تجھے بادشاہ کر دیا اور احمد شاہ کمال نینار سے اپنا سر جھکائے اوس سے کچھ باتیں کرتا جو میں نے سنا ہے لوگوں سے حال اور نام اوس درویش کا پوچھا وہ بولے کہ نام اس درویش کا صابر شاہ ہے اور یہی درویش بعد چند روز لہا ہون پر آیا اور مخدوموں کی طرح ہر گلی اور کوچے میں پھرتا تھا اور باوازن کہتا تھا کہ میں نشان اور علم احمد شاہ و درانی کے یہاں کھڑے کروں گا غور فکر اسی زمانہ میں شہزاد خان بن خان بہادر کریم خان صوبہ دار لاہور نے بسبب جہالت اور نادانی کے اوس درویش کو قتل کر لیا احمد شاہ و درانی بعد قتل صابر شاہ کے اوس کے عزیز و اقارب کے ساتھ بہت سلوک اور احسان اور عزت اور توقیر اور ان کی کرتا تھا شہزاد خان چند روز میں سرگردان اور پریشان ہو کر مر گیا اور درویش بکینا کے کھن

نہا چنانچہ کہ کے سہارن پور کی راہ سے اپنے وطن کو چلا گیا ثوابِ قمر الدین خان وزیر تمام مال و کسباب اپنا خانقاہ عہدہ
اور فیض احمد خان پسرانِ روسیہ مذکور کے چچو کر آپ جریدہ و سچ متوجہ باچھوڑا کہ ہوا شاہ درانی نے یہ خبر سکر سر ہند میں پہنچ کر تمام مال
و کسباب اور قلعہ پر قبضہ کر لیا علی محمد خان کو دونوں کو بھی اپنے قبضہ میں لے کر اپنے چچو کر سردار عبداللہ خان اردو باغی کو سندھ کا حاکم
کر کے بارادہ مقابلہ لشکر ہندوستان روانہ ہوا ثوابِ قمر الدین خان یہ خبر سکر سر ہند کی طرف چلا دو دونوں لشکروں کا مقابلہ
قبضہ مالو پور کے سر ہند سے چھ کوس پر واقع ہوا چند روز لڑائی رہی کمبختی شکستہ مذکور پھر اردو پیش اپنے ساتھ لیکر فوجِ درانی سے
مقابلہ ہوا آخر کو تابِ شہرِ درانی ناکار بھاگا اور اپنے وطن چھوڑ دیا اور اسکو بڑی دردی حاصل ہوئی اس سبب کے
توہمِ راجپوت کا قاعدہ پر کہ جب زرد لباس پہن کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں پھر میدان سے نہیں جاتے ہیں الغرض سولہ روز تک
قمر الدین خان اور شاہِ درانی سے لڑائی رہی ایک روز صبح سے شام تک مقابلہ ہوا اور ہزاروں آدمی طرفین سے کام آگئے دوسرے
روز اتفاقاً ایک گولہ توپ خانہ درانی سے ثوابِ قمر الدین خان کے نیچے میں پونچھا اور ثواب کا کام تمام کیا یہ واقعہ بھی عجیب
قدرت الہی سے سمجھا جاسیے کہ گولہ کئی ہزار نیچے چھو کر اوسیکے نیچے میں جا پڑے اس حال میں الملک میر منو بھاؤ دیکر کہ اپنے
باب کی لاش پر گرے وہ زاری کرنے لگا تب احمد خان پنجابری منصوبہ دار شاہی کہ مر دلیہ اور صاحب تبرہ تھا اوسنے پسر وزیر کو
شہیہ دیکر کہا کہ یہ وقت گریہ و زاری کا نہیں ہے مر دون کی طرح ہمت کر کے غنیمت سے لڑو اور اسکو شکستہ دینا چاہیے اور فوج کو بھیجا کہ
سب سردارانِ فوج کو جمع کر کے فوجِ درانی کا مقابلہ کیا اور بڑی لڑائی واقع ہوئی و رانیوں نے کئی چھکڑے بان کے چھوٹی
صوبہ دار لاہور میں پائے تھے اور طریقہ اوسکے چھوڑا دے کا معلوم نہ تھا موندہ بانوں کا اپنی فوج کی طرف کر کے سب میں آگ
لگا دی اوس آگ سے تمام لشکرِ درانی پریشان ہو گیا اون لوگوں نے کبھی بان نہ دیکھی تھی اسی سے اپنی زبان میں کہتے تھے
کلایں بلاست از بند توتان آمد شاہ کوشاہ کو سیکوید و شاہ مارا بیجو بیلقندہ تمام فوجِ درانی بان کے صدر سے منتشر ہو گئی احمد شاہ
درانی قزاقوں کی حماقت دیکھ کر اپنے غلاموں کو ساتھ لیکر روانہ ولایت ہوا اور عبداللہ خان اردو باغی سر ہند سے فوج
درانی کو جمع کر کے لاہور میں پونچھا اور لشکرِ ہندوستان سے کوئی تدبیر نہ بڑھی کہ شاہِ درانی کے لشکر پر دست انداز ہوں مگر
میر منو معین الملک فوجِ درانی کا چچو کر لاہور میں پونچھا احمد شاہ شاہ ہزادہ سچ اپنی سب فوج کے دارالخلافہ شاہِ جہان آباد کو پھیل
اٹھائے راہ میں خبر ملی کہ محمد شاہ نے رعلت کی پہلے سب سے یہ خبر ثوابِ صفدر جنگ کو پونچھی تھی اوسنے شاہ ہزادہ
کے پاس جا کر کلماتِ تقریب کہہ کر نگہداری افروغ کر کیا کہ تختِ سلطنت حضرت کو مبارک ہو شاہ ہزادہ نے ثوابِ صفدر
کو عہدہ وزارت عنایت کیا پہلے یہ شخص میر آتش تو چنانہ بادشاہی صوبہ دار ملک واقع ملا و شہر کا حکام میر منو کو صوبہ دار لاہور
اور ملتان کا مقرر کیا میر منو معین الملک نے لاہور میں ٹھہر کر تمام ملک پنجاب پر قبضہ کر کے وہاں کا انتظام بخوبی کیا اور
احمد شاہِ درانی سے اپنے تمام مال و کسباب کے دھل قندہ صادر ہو اور جو فوج اونی کہ سر ہند میں رہی تھی وہ بھی قندہ صادر ہو گئی

بیانِ قصد احمد شاہِ درانی کا دوسری بار بارادہ تسخیر ہندوستان اور پھر جانا پنجاب سے

جب یہ خبر قندہ حارین شاہِ درانی کو معلوم ہوئی کہ ثوابِ قمر الدین خان وزیر گولہ کی ضرب سے مارا گیا اور محمد شاہِ بادشاہ
ہندوستان اپنی موت سے قضا کی بہت افسوس کیا کہ اگر یہ خبر محکو ہندوستان میں معلوم ہوتی تو میں ہرگز قندہ حار کو نہ کرتا
اور وہاں کی سلطنت پر قبضہ نہ کرتا ہر حال پھر احمد شاہِ درانی نے کسباب اور سامانِ لڑائی کا مہیا کر کے قصد ہندوستان کیا

اور تاج لاہور میں پونجا میرٹھو معین الملک صوبہ دار لاہور سامان جنگ کا طیار کر کے اڑائی کا آمادہ ہوا اور گورہ مل کھتری اپنے دیوان کو بہت سی فوج دیکر طرف شاہ ورہ کے کوہنگوس لاہور سے اوس بار دیو یا راوی کے واقع پر فوجت کیا دیوان مذکور جنگ اخیر میں مارا گیا اور فوج معین الملک کی بھاگ کر دھل لاہور چوٹی یہ حال دیکھ کر معین الملک نے پھر قندھاری کا شاہ و فوجا سے لکھا اور جیسلا شاہ ولی خان وزیر کے تین چار آدمی اپنے رفیقوں سے ساتھ لیکر احمد شاہ درانی کے پاس حاضر شاہ نے انہوں سے طرافت کے معین الملک سے پوچھا کہ اگر میں تیرے ہاتھ آتا تو میرے ساتھ دیکر اسلام کرتا دے کہ میں آپ کا سر کاٹا اپنے بادشاہ کے پاس بھیجتا پھر بادشاہ نے کہا کہ اب تو میرے اختیار میں عین تیرے ساتھ کیا اسلام کروں اوسے عرض کیا کہ اگر آپ رحیم المرحلہ میں تو مجھے بخش دیجیے اور اگر آپ ظالم اور برجمین تو قتل کیجیے بادشاہ کو یہ بہت گولی اوسکی بہت پسند آئی اور اوس کے حال پر پیرمان ہو کر فرزند خان بہادر ستم مند خطاب دیا اور خلعت فاخرہ اور کئی گھوڑے خاص اور شمشیر وغیرہ عنایت فرمائی اور چند سپاہی اوس کے ہمراہ کر کے حکم کیا کہ کوئی شخص بھاری فوج کا لاہور میں نہ آجائے اور وہاں رہنے والوں پر کوئی کسی طرح کا غلام کرے معین الملک نے نذرانہ لائق حضور بادشاہ کے داخل فرما دیا اور بادشاہ کی طرف سے سند جدید صوبہ داری کی حاصل کر کے بدستور لاہور میں حاکم رہا اور اسی سفر میں صوبہ بلتان کا بھی انتظام واقع ہوا پھر احمد شاہ ملک پنجاب سے پھر کد اہل قندھار ہوسے اور یہ دونوں صوبہ یعنی لاہور اور بلتان داخل ممالک محروسہ درانیہ ہوسکے احمد شاہ نے قندھار میں جا کر شہر آباد کیا دیکو ویران کر کے ایک یا شہر حکما نام اشرف البلاد احمد شاہی لکھا آباد کیا پھر ایک ہی شہر قندھار میں آباد ہوا اور سہرات کے خراسان کے سب شہر میں دن عمدہ اور بہتر ہو وہ بھی احمد شاہ درانی کے قبضے میں آیا اور شہر مقدس کو مع تعلقات شاہنشاہ میرزا نادر شاہ کے پوسنے کے بجائے کیا بعد چند سال مراجعت احمد شاہ سے طرف قندھار کے معین الملک نے مرض حریفہ میں مبتلا ہو کر لاہور میں رحلت کی اور غلامانی بیگ زوجہ معین الملک نے سب ملک اور فوج پر قبضہ کیا بھکاری خان ولد روشن الدولہ طرہ بانخان مرحوم کو کہ مختار اور دارالمہام سرکار معین الملک کا تھا اس قہمت سے کہ اسے میرے شوہر کو زہر دیا اور قتل کیا اور تمام بانی اور ملکی کا انتظام کرنے لگی اسی عرصے میں آدینہ بیگ خان ملک و آب سے وارد لاہور ہوا غلامانی بیگ نے اوس سے شوہر کو کہ دوست فوج شاہی بدریغہ سر دار جہان خان خانن خانان بہادر قندھار سے طلب کیے ان وجہ سے ریاست اور صوبہ داری لاہور میں خلل اور فتنہ واقع ہوا +

بیان توجہ احمد شاہ درانی کا تیسرے مرتبہ طرف ہندوستان کے اور شاہجہان بابوین

داخل ہونا

جب خبر معین الملک میرٹھو کی اور برجمین ہونا انتظام لاہور اور ملک پنجاب کا احمد شاہ درانی نے سنا تو بہت سنا لکھ کر قندھار لاہور میں وارد ہوا غلامانی بیگ زوجہ معین الملک بدریغہ سر دار جہان خان شاہ نو معینوں کے پاس ہوا اور انکے لشکر میں شامل ہوسے اور شاہ مدوح کو کچ بکوج سرسند کی راہ ملازم رحمت اور بے تکلف فوج شاہجہان آباد میں آ پونچھے فوج پنجاب الدولہ بہادر شاہجہان سے ٹکرا کر قتل کرنا لے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوسے اور عداد الملک غازی الدین خان وزیر نے مع عالمگیر شاہی بادشاہ نے ہندوستان کے شاہ کے استقبال کو جا کر تعظیم زیدہ کہ اس کو شاہجہان آباد سے طرف سرسند کے ہندوستان بادشاہ سے ملاقات کی بادشاہ

مردم کمال اخلاق اور افتاد سے پیش آیا چنانچہ عالمگیر ثانی اور شاہ موعود متفق و اخلافت شاہجہان آباد میں داخل ہوئے
تب احمد شاہ دہانی نے ہولہ سردار جہان خان کے انتظام الدولہ خانخانان سپہ قمر الدین خان وزیر سے چالیس پکاس لاکھ روپیہ لیا
اور فرمایا کہ اگر اس قدر روپیہ مجھ کو دے تو میں عمدہ وزارت اور دارالمہامی ہندوستان کا وکسوت عینت کروں انتظام الدولہ کو دے دوںے باوجود
طلب مکر سبب خست اور بخل کے دینا روپیہ کا قبول کیا تب سردار جمع کو کہ واسطہ اور میری انتظام الدولہ کا تھا اس کے انکار سے بے نیاز
اور نا راض ہوا اور محمد خان خواجہ بہت فرمایا کہ اس شخص کا مال وہ سبب تلاش کر کے خزانہ شاہی میں داخل کرادو اس کے سرکانات
کھدو اور اڈال چنانچہ اس کے اڑتھن و کھدو سے سرکانات انتظام الدولہ کے ایک سرکان میں دکر در روپیہ کی انشرفیان ایک حصہ
میں نکلیں اور قریب ایک کروڑ روپیہ کے اور سبب مثل جواہر ت اور طوفان طلائع و لغوی بھی ہاتہ آیا یہ سبب خزانہ شاہی میں داخل ہو
بعد اس کے بعلاج عالمگیر ثانی چوکی پر دو سبب امیر دن اور تاجون کے دروازے پر بٹھایا گیا کہ ان سب سے روپیہ تحصیل کر کے داخل
خزانہ شاہی کریں مغلانی یکم کو جو میر منو کہ سب امر سے شاہجہان آباد کے حال سے بخوبی واقف تھی اس نے ہر شخص کا حال سردار جہان
سے مفصل بیان کیا اور سب اہل دولت کا گھر لٹوایا نصف و صا قمر الدین خان کا مال و سبب جزو دخل ضبط کر لیا اور شولہ پوری بکری و بچہ
قمر الدین خان مرحوم خوش دامن اپنی کو قید کر کے کمال جبر و تکلیف سے روپیہ اور جواہر ت وغیرہ حاصل کیا الغرض بہت کچھ مال
اسباب ارباب دولت شاہجہان آباد کا اس وقت سے شاہ دُرانی کو دلویا اور تمام نفع و زانیہ دولت و زر سے لالہ مال ہوئی تھیں
چالیس روز کے شاہ دُرانی نے شاہجہان آباد میں قیام کیا اور حضرت یکم صاحبہ و خرمحمد شاہ کو جہان صاحبہ علی سے تھی نصب صلاح
عالمگیر ثانی اپنے عقید میں لایا اور عالمگیر ثانی کی خدمت کا عقد تہذیب شاہ اپنے فرزند کے ساتھ کہ اس کے رابطہ و قربت و یکاگی کا خاندان
تہذیب سے استوار کیا اسی ضمن میں حکم قتل شہر تہذیب کا سردار جہان کو دیا گیا سردار نے گورنے متحرک میں ہذا تمام بات وہاں کے بھائیوں
کے توڑوٹے اور سکڑوں ہندوؤں کو قتل کیا بعد ازاں ملک غازی الدین خان شاہ دُرانی کے خوف سے شہر تہذیب چلا گیا پھر تھوڑا سا
عرب میں سردار جہان خان حسب احکام تہذیب سے متناقصہ بارگاہ شاہی ہوا پھر شاہ ولی خان وزیر کو حکم ہوا کہ تمام مال و سبب
تہذیب اور لون کا ضبط کر کے کہتے ہیں کہ سب اعدا و الملک شاہجہان آباد سے بھاگ کے بھرت پور میں تھی جو اب تہذیب میں لوٹ مار ڈرا
ہوئی اور فوج قاہرہ قریب بھرت پور اور اکبر آباد تک پہنچ گئی تب عدا الملک بھرت پور سے بھاگ کر فرخ آباد میں پونچھا شاہ ولی خان
تہذیب کی ضبطی کر کے شاہجہان آباد میں آیا حاصل شاہ دُرانی نے کسی امیر اور رئیس کے گھر میں ایک تنکا بچھوڑا اور سب کا مال و
اسباب لوٹ لیا پھر عالمگیر ثانی کو بدستور سلطنت دہلی پر برقرار رکھنے انتظام الدولہ سپہ قمر الدین خان کو وزیر عالمگیر ثانی کا مقرر کیا
اور نواب خیم الدولہ کو امیر لاسلا جا کر بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور آپس میں قابل بہت سال و سبب ایک سال ایشیت وجہا
روانہ ولایت جواہر ت میں عبد الصمد خان محمد زنی کو حکومت سرحد کی اور سر فراز خان افغان کو سرداری و دہلی کی عینت کی اور خود
دار اسطنت لاہور میں پہنچ کر تہذیب شاہ اپنے لشکر کے کو حاکم لاہور کر کے سردار جہان خان سپہ سالار کو لاسلا جا کر بھرت پور کے حکم دیا کہ بھرت
شریف لوگ لاہور اور ملک پنجاب کے ہم پونچیں اور کو نوکر رکھو اور بند خان عدو زنی ملانی کو صوبہ داری کشمیر کی بخشی اور تہذیب
میں ہونچا سیکڑوں سکھوں کا قتل کیا اور ہزاروں مکان گردا گرد تہذیب ہوا

بیان واقع ہونا خلل و فقور کا ملک پنجاب اور تمام ہندوستان میں

جب پنجاب کے لوگوں اور امیر دن نے دیکھ کر شاہ دُرانی ولایت کو گیا تب اوہینہ بیک خان کہ مرصاحب تہذیب اور اہل جرات

تھا اور سب سردار اس فوج کے اوکو مانتے تھے وہ شاہِ درانی کے خوف سے کوشان شمالی میں جا چھپا تھا اور منتظرِ وقت تھا اب وہ موقع دیکھ کر فوج اور توپخانہ اور سامانِ لڑائی کا ہم پونچھا کر تیمورشاہ اور سرزبان خان کے مقابلے کو آیا اور طرین میں خوب جنگ جعلی واقع ہوئی جب سردار جہان خان نے بسببِ قلتِ فوج اور بے اعتمادی لوکاران جدیدِ سندھ وستان کے فوجِ عرب غلاب ہونا ممکن نہ کیا تب مجبور ہو کر تیمورشاہ کو ساتھ لیکر لاهور سے نکل جا رہا تھا امین آباد میں جا کر مورچہ بنا کر منتظر ہو گئے فوج کا تھا کہ ادینہ بیگ خان داخل لاهور ہوا اور خواجہ مرزا جہان کو اپنی طرف سے صوبہ دار لاهور کا مقرر کر کے آپ سرزبان خان کے نزدیک نہر کرنے کو کہ شاہِ درانی نے اوکو حکومت دوباب کی عنایت کی تھی روانہ ہوا اور بہت سے سکھ اپنے ساتھ لیے غنیمتِ سرزبان خان کے قریب جائزہ ہر کے ادینہ بیگ خان سے شکست کا حش کھائی پھر ادینہ بیگ خان ابیدنہ دستِ دوباب کے روانہ سندھ ہوا اور دارالخلافہ شام جہان آباد میں یہ مشاہیر باہو اکھ عا و الملک نے شاہِ درانی کا قندہار چلے جانا غنیمت سمجھ کر ٹپے ٹپے سردارانِ دکن قوم مرہٹہ کو مثلِ لٹخوار و صوبہ دار پٹھان و راجہ و قبا ئیل کو سپہ سالار اور چھانچھوکار کا حکم طلب کیا اور سوچ ل جاٹ کو کو بسببِ ضعفِ سلطنتِ سندھ وستان کے بہت سے ملک ہندو قبضہ کر کے فرعونِ باسامان ہو گیا تھا متفق کر کے قبا ئیل عا و الملک سے نوابِ مذکور اور خلیفہ دار پر دلی میں پونچھا اور مستعد جنگ ہو انجیب الدولہ فوجِ غنیمت سے قلعہ بند ہو کر آمادہ جنگ ہوا اور عا و الملک نے سر دارانِ مرہٹہ کو شہر کا محاصرہ کر کے توپِ مندوق سے لوٹا شروع کیا اور مرہٹوں نے سندھ دیکر ادینہ بیگ نے انجیب الدولہ کو پینہ دم دیا کہ چھوٹے کچھ کام نہیں نکالو چاہیے کہ دلی کو چھوڑ کے اپنے ملک کو چلے جاؤ کوئی تسمہ زخم ہوگا انجیب الدولہ مجبور ہو کر سمان پور کو روانہ ہوا عا و الملک نے سر دارانِ مرہٹہ داخل شہر ہوا اس عرصے میں ادینہ بیگ خان بھی سر زمین پونچھا اور عا و الملک سے وعدہ خواہ کر کے مرہٹہ کی فوج اپنی مدد کے واسطے لائی کچھ سر دارانِ دکن بھی فوج کر کے ساتھ داخل ام سر ہند ہوئے عبدالصمد خان مخمڑی کہ احمد شاہِ درانی کی طرف سے حاکم سر ہند اور یہ شخص شجاعی اور لبر تھا اور دیوانہ مشہور تھا اپنی قلتِ فوج اور کثرتِ مخالفت کا خیال نہ کر کے آمادہ جنگ ہوا اور وقتِ ادینہ بیگ خان نے بھی سر ہند میں پونچھا اور مرہٹوں سے شریک ہو کر عبدالصمد خان کو شکست دیا گرفتار کیا مرہٹوں نے سر ہند اور اسکے گرد و پیش کے شہروں کو خوب لوٹا اور پھر تمام فوج کو ہمراہ لیکر متوجہ لاهور ہوئے و بعدِ بدولت کے مقامِ چار محال پر کہ جہان شہزادہ تیمور اور سر دار جہان خان تعین تھے اونپر حکم کیا شہزادے اور سردار نے ہر چند جراتِ کستمانہ کی مگر قہمیا ہنوسے ناچار اس خیال سے کہ ہمارے پاس فوجِ قلیل ہے اور سنے لوکاران کا کچھ اعتماد نہیں ہے ایسا انوکھ کین شہزادہ گرفتار ہو جائے ضعفِ شب کو اپنے آدمی ولایت کے ہمراہ لیکر شہنوں کا بھانہ کر کے ولایت کو راہی ہوا اور دیسے سندھ اور کے پشاور میں پونچھا جب یہ حال غنیمت کو معلوم ہوا تب انکے شاہی اور سپاہِ ہندوستانی پہنچ کر کہ بہت سے آدمیوں کو قتل کیا کھنوں نے مسلمانوں کو پکڑ کے امرت سکنا ٹال پکڑا کہ شاہِ درانی نے اوکو خاک اور کوڑے سے بھرا دیا تھا جو دم صاف کر آیا اور مسلمانوں کو بہت اڑادی اور انکو قتل بھی کیا ادینہ بیگ خان اور مرہٹوں نے دریائے الہ پونچھ کر دنا پٹیل کو ساتھ فوجِ نیکو کھٹ پرتھر کیا اس نظر سے کہ فوجِ ولایت کی اور سنے پانے اور ملک پنجاب اور سندھ وستان بھر اوکے قبضے میں نہ آئے باقی سردار اور مرہٹہ میں خان مذکور سر ہند میں پونچھے اور دکن ہو چکا حکومتِ سر ہند کی صدیق بیگ خان کو دیکر ادینہ بیگ خان دوباب کو کچھ گیا اور سر دارانِ مرہٹوں نے سندھ وستان میں اگر بے وقت عا و الملک نوابِ انجیب الدولہ کو مقامِ سکر تال میں محاصرہ کیا اور مستند و مشا و عظیم اطرافِ ممالکِ سندھ وستان میں برپا ہوا +

آغا احمد شاہ درانی کا چوتھی بار ہندوستان کے باوجود کثیر واسطے تفتیش و تادیب سرکشان شریک

جب شاہ درانی نے سنا کہ سردار جہان خان مع شہزادہ تیمور لاپور سے بھاگ گئے اور سرحد فوج کثیر سے دارالخلافہ دہلی میں آکر خلیج الدولہ کو سرحدوں سے متعلق کیا تو یہ خبر انھیں عجیب و غریب معلوم ہوئی کہ شاہ کو کڑا اہمال و مبالغہ ہو اور نہایت عجب و شکر و ابرار کی ہندوستان کی طرف توجہ ہو جاوے سرحدوں نے خبر آنے سے شاہ درانی کی فوج تو سب خوف کھا کر دریائے گنگا اور پنجاب کو چھوڑ کر سرحدوں میں اپنے گھر روانہ ہوئے شاہ جہان آباد ہوئے اتفاقاً اسی عرصے میں آدین بیگ خان نے وفات کی عمال الملک اور مرشد ایک مدت دراز تک نواب خلیج الدولہ سے ملائکہ کے اور باوجود کثرت فوج کے مرشد خلیج الدولہ پر غلبہ نہ پاتے تھے یہاں تک کہ عمال الملک نے نواب خلیج الدولہ کو گنگا کی آب پاشی پر آکر ہمارے سرحد کی طرف توجہ دلائی اور آپ تفتیش ہو کر اس چٹان کو گنگا نکال دیں اور اس سلطنت کا انتظام کریں اور خلیج الدولہ نے بھی نواب موصوف کو گنگا کی پانی سے احمد شاہ درانی کو ولایت سے بلایا تو سب یہ خبر کو آپ اس وقت میں جاری ہو کرین اور جب شاہ درانی یہاں تشریف لائیں تو اس نے ملاقات کیجیے کہ یہ بات چار سے اور کھار سے حق میں بت بہتر ہو نواب خلیج الدولہ مرد صاحب عقل و شہرہ رختا اور جانتا تھا کہ عمال الملک غازی الدین خان آدمی بد طبیعت اور غصہ آری چنانچہ ایک بار گنگا زرخاں اور بہت سی فوج ہندوستان کی واسطے برسی ریاست نواب موصوف کے لایا تھا کہ نواب نے دانشمندی کی راہ سے نواب سداوند خان سپر علی محمد خان بیگ سے کہ آپ میں پیڑی بولی تھی اور بیعت اخوت باندھنا تھا اور دوسرے سرداران روپیہ مثل حافظ رحمت خان اور وندی خان جانی پچا زاد و حافظ مومن اور سردار خان تبتی اور فتح خان خانان ان سب کو اپنے ساتھ متفق کر کے شہر و نادر عماد الملک سے اپنی ریاست کو چھوڑ دیکھا تھا اسی سبب سے عماد الملک کے قول پر اعتبار نہ کیا اور خلیج الدولہ کی موافقت کو یوں نہ سمجھا کہ جنگ میں حسن بھی چنانچہ سکریٹل میں پہونچا کہ خلیج الدولہ کا شریک ہو اتنا خلیج الدولہ کا خلیج الدولہ کی مدد اور دولت سے مرہون کو نہریت دیکھتا تھا اور سے جب شریک ہونا تھا خلیج الدولہ کا خلیج الدولہ کے ساتھ اور وار د ہونا احمد شاہ درانی کا لاپور تک عماد الملک اور مرہون نے سنا تو یہ سب شاہ جہان آباد میں پہونچے آئے اور بہت جلد عزیز الدین محمد اور علی گڑھی تالی بادشاہ ہند اور انتظام الدولہ سپر علی الدین خان وزیر کو اس عداوت سے کہ وہ دونوں شخص احمد شاہ درانی سے ملے ہوئے ہیں اور میری برائیاں شاہ موصوف کو لکھا کرتے ہیں کہ اوپر سے قتل کر دیا اور جنگ اور مرشد ایک فوج جوار سب لشکر سے انتخاب کر کے سہارن پور سے شاہ درانی کے مقابلے کو روانہ ہوا اور بہاب اپنا دہلی میں بھیجا جب مرشد کو دربار سے عہد کر کے متعلق کچھ پورہ کے پونچھا دبان و قاضی مل و مرشد سے کہ ان کے سوا دوسرے ہونا تھا ملاقات ہوئی کہتے ہیں اس مرشد نے بھی اپنا اسباب ساتھ صدیق بیگ خان حیدر آباد سرحد فریق اپنے گھر روانہ ہوا شاہ جہان آباد کی تھا محاصل نواب خلیج الدولہ ہمارا در سکا تال سے اسے صوبہ اودھ میں پھرنے اور شاہ درانی نے مرہون کا مقابلہ کیا جب مرہون نے اپنے میں طاقت اڑنے کی فوج ولایت کے ساتھ دیکھی تو سب شاہ جہان میں چلے آئے اور احمد شاہ درانی مع اپنے لشکر کے سہارن پور کو روانہ ہوئے خلیج الدولہ نے سکا تال سے استقبال کر کے ملاقات کی شاہ درانی نے نعت اور گلوں کا تازی عنایت فرمایا بعد چند روز کے سب چٹان ملک گڑھ کے مثل حافظ رحمت خان ہمارے مع اپنے فرزند عنایت خان اور وندی خان وغیرہ شاہ درانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حکم شاہ یہ سب لوگ شاہ جہان

کروانہ ہوئے وہاں مرہٹوں نے شہر سے باہر جن کے کنارے پرسکرا اور مورچاں بنا ڈھا تھاجب یہ چچان وہاں پہنچے تو باخدا با
 وائی شریع ہوئی چونکہ یہ روپیہ پادہ تھے اور مرہٹہ لوگ سوار اس سبب سے روپیہ اس کے مقابلے سے عاجز آئے ناگامی غیرت
 حمیت سے میدانِ نین چھوڑا جب یہ حال شاہ درانی کو معلوم ہوا تو شاہ نے اکتی روکے لیے فوج بھیجی اور انکو زبورک مارنے کا
 حکم کیا فوج نے انکو کلاہہ بکار زبورک مارا شریع کیا اور دوسری طرف سے کشتی غلامان صفت شکن فوج شاہی کے جن سے ان کے
 اور مرہٹوں کے اوپر لکھا آخرو کعبہ شک بندوق نوب تلوار کی آئی اور ڈاٹھیل اس لڑائی میں مارا گیا چھانوں نے اسکا سر کا
 شاہ درانی کے پاس بھیج دیا اور جھنگراو کہ سردار گدہ مرہٹوں کا تھا وہ زخمی ہوا اور نہراون مرہٹے زخمی اور قتل ہوئے اور فوج
 شاہی قیام ہوئی عہد الملک اور ب مرہٹے عاجز گدہ صلی سے بھاگ کر کبیر میں صلی جاٹ کے پاس پہنچے اور حوٹہ درانی قتل
 شاہجہان آبا جو سے فوج درانی نے دہلی واپس پر دست درازی شریع کی اور لوٹ پرستہ ہوئے چنانچہ مین دریک یہ آفت شہر میں
 رہی اہل شہر کا سبب اور حریت دانوں کے ہاتھ سے بہت کم محفوظ رہی آخر کو پوتھے روز شاہ درانی کے حکم سے تمام فوج شہر کے
 باہر جاتھری اساصل جہد قتل ہونے مالگیرانی کے اصلاح نواب نجیب الدولہ مہار کے اشرافین فرزند ارشد جلال الدین شاہ عالم شانی
 معروف عالی گوہرین مالگیرانی کو کہ سبب فقہہ دیکھی عماد الملک غازی الدین خان کے اس ملک سے صوبہ بار اور بنگالہ کی طرف چلا گیا
 غازی الدین خان فیصلہ دانا بزار دیکرت پٹھانوں اور سکوا و غلبہ نام عالی گوہر شاہ عالم کے جاری کیا چو شانادہ سو سو منے شاہ درانی
 سے ملاقات کی شاہ نے بہت شفقت اور عنایت خندادہ دیدہ کے حال پر فرامی اور عہدہ راجہ خندستان کے ضل راجہ بے پروا واد
 وغیرہ خبردار ہونے شاہ درانی کی شاہجہان آبا میں سکندر نذیر اور کھیل بھیکری صلی فرمان جو سے پھر فوج درانی متوجہ تھوڑے کلے ہر گولہ
 مین کاس شہر کا مقام ثابت گدہ تھا اور جو صلیان نے اسکا نام آرام گدہ لکھا تھا پو پھچی اور رسولہ رذنی محنت مین اس شہر کو قبضہ مین لاسے لپا
 بھی بہت سالوں کا سبب موجب مل جاٹ کا سرکاشا ہی مین داخل ہوا حافظ رحمت خان حسب التماس عہد الملک اور سوج مل جاٹ کے
 شاہ درانی کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ جرم ان سب کامعات کرائے اس اثنا مین موسم برسات آ پونچا شاہ درانی سٹے سرداران
 افغانہ کٹر کے نواب شہر مین لشکر کی چھاونی کی کسی مقام مین نواب شجاع الدولہ اور نواب احمد خان نکیش باون ہزاری فوج آبا کو سے
 ملاقات شاہ درانی کے واسطے وارد ہوئے جب ملاقات کے نواب شجاع الدولہ نے خطاب فرزند خانی پایا

بیان آنے لشکر مرہٹہ کا بقصد جنگ ساتھ احمد شاہ درانی کے اور بھباؤ

کاسیہ سالار ہو کر مع اور سرداران مرہٹہ کے آنا

جب موسم برسات گزر گیا تب فوج دکن کی نہایت کثیر اور بے شمار کل سازد سامان اپنی لاکر کے احمد شاہ درانی کے مقابلے کے
 لیے نواح شہجہان آبا مین پونچھی اس فوج مین بڑے بڑے سردار نامی تھے خصوصا امیر سرداران ناموہ جنوب رویا اور بے سالا
 قوم مرہٹہ کا بھانوام اور سواس راوٹیا باجی راوٹا کہ سردار کل قوم مرہٹہ کا تھا اور جھنگراو اور سوبارہار راوٹا شہر بہار دیشا
 باجی راوٹا کہ کامان اسکی اور خود بھی مسلمان تھا سوہٹلے کہ ہندو مین رحمہ کہ کہو کہ اسلمان عورت کے پیسے بدلا جوتا ہر وہ
 مسلمان رہتا ہر اور اہم ہر مین کامان راوی کہ اسکا تھا فوج سوار اور بارہ پلیٹن کہ ہر پلیٹن مین نہراہا ہی ہندو قحاق کی رکھتے
 تھے اور زانی اوکی بطور اہل جنگ کے تھی اور یہ اہم مین خان ایک مرد جری اور شجاع کے تمام دکن اور قوم مرہٹہ مین جات اور بہادری
 اسکی مشہور تھی اور سوان کے اور سرداران مرہٹہ بھی مثل سیدہا وغیرہ اور پندرہ سو توپ کہ گولہ انداز اس کے اکثر گزیر تھے اور

بارہ ہزار رات اور کئی ہزار پٹے باز کہ فتنہ بازی میں نہایت کامل اور شاق تھے غلامیہ کے شمار اور اپرادون کا حساب سے خارج تھا جب یہ سب لشکرِ قریب دارِ اصفاف شاہجہان آباد کے پونجاہی عدا و الملک اور صبحِ جل جاث نے قلعہ دہلی کا محاصرہ کیا اور چاکدار پر قبضہ کر لیں اوس وقت میں نواب حسن الملک یعقوب علی خان کہ قلعہ دار تھا وہ قلعہ کی حفاظت کر کے ٹرنے میں مشغول ہوا اور یہ یعقوب علی خان چند پشت سے شاہجہان پورین کہ دہلی سے جانبِ مشرق قریب ڈیرہ سوکوس کے چوکا سکونت رکھتا تھا اور قبل کے واسطے سوال جواب کے حافظ الملک رحمت خان بہادر کی طرف سے شاہ و لیجان وزیر احمد شاہ درانی کے پاس آیا تھا اب اس عرصہ میں وزیر موصوف نے منظرِ محرمی کے کرد و فون بامی زنی تھے اوسکو بادشاہ درانی کے پاس لیجا کر قلعہ دار شاہجہان آباد کا کردار بہت جب مرہٹوں نے یعقوب علی خان اور قلعہ شینان پر محاصرہ سے کام ننگ کیا تب خان دنگور نے حمل اپنی تکلیف اور سختی کا اثر فوجِ مخالف کی شاہ درانی اور شاہ ولی خان وزیر کو لکھی تہ حسب ارشاد شاہ درانی فوجِ معلوت وقت کے قلعہ دکنیوں کے حوالے کیا اس ضمن میں عدا و الملک اور صبحِ جل جاث کہ وہ اسکی معلوم نہیں ہو دہلی سے کوچ کر کے بھرت پور اور کبیر کی طرف گئے اور مرہٹوں نے شاہجہان آباد کا بندوبست کر کے ایک شخص کو قلعہ دار بان کا مقرر کیا بھاؤ مرہٹہ کی نخواست اور غور سے اکثر انبیان پرانے پانچا کو مدفع اور قتل شاہ درانی اور سب بچھانوں کے وسوسہ راکو با دشاہ ہندوستان کو دینا اور یہ طوط کہ ہمارے ساتھ ہو جانے مسجد میں رکھکے عبادت خانہ ہندوؤں کا مقرر کر دینا اور یہی آواز اذان کے ناموس بیکارے کا ہر حال حق قاطع نے اوس سب کو اسیا نیت و نابود کیا کہ کیا نام و نشان باقی نہا بعد اسکے کل سردار دکن مع فوج کچھ بچے مین حکمر کے اور خوب لڑکے اوس قلعہ کو اپنے قبضے میں لائے عبدالصمد خان محمد زنی اور سیان قطب شاہ وغیرہ سرداران ناموسیب و غازی نجابت خان خیلاریں کنبہ کچھ اور اوس نے وقت پر پہنچنے فوجِ مرہٹہ کے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تھا اور ان کو قلعے کے اندر راہ ندی اس سب سے یہ لوگ بعض قید اور قتل ہوئے آخر کو نجابت خان بھی پڑی زلت و غوری سے مارا گیا جب خبر پوش مرہٹوں کی کچھوہ پر اور سختی اور تکلیف سردارانِ درانیہ کی شاہ درانی کو پہنچی تب اوسنوں نے انوپ شہر سے مع نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان اور فیض اللہ خان پسر علی محمد خان و میل کے واسطے تنبیہ اور مسرت دینے قوم مرہٹہ کے کوچ کیا جب لشکر شاہی مقامِ پاکپٹ میں پہنچا معلوم ہوا کہ سب سردار مرہٹوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے اس سبب سے بادشاہ کو بڑا ملال اور بے چارہ ہوا چاہے بہت جلد جانا اور تھے مرہٹوں کو خواب کرے مگر سببِ قربانیم بارش کے دریا بہت بڑھا ہوا تھا اور بہم پہنچا کشتیوں کا سردست ممکن ہوا تب شاہ درانی دیا کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور ایک تیر تکرش سے کالالا درگچہ آیتین و آتین حمیدی چھوٹ کر تیر پر دم کر کے دریا میں ڈال دیا پھر چار ہزار سوار غلام کو قریب شاہ کے کپڑے تھے اور کچھوہ کیا کہ ہم اللہ کیلک گھڑے دریا میں ڈالکر اور جاؤ اور اوس کنارے پر چوکیا کھڑے ہو کر فوجِ تربیت کی بشار چکیں گے حلقے میں پڑی جو چنانچہ سوارانِ غلام نے حسب ارشاد گھوڑے دریا میں ڈال دیے اور بے تحلف عبور کر کے کہتے ہیں کہ بانی دریا کا گھوڑے دکن زمین و دگر کرک تھا پھر حکمران ہر سوار ایک پیادے کو مع کچھ سپاہ کے اپنے پیچھے بھاگا اور سبب اسبابِ اچھوہوں پر کھڑا درجائین چنانچہ سب پیادوں کو سواروں نے اپنے پیچھے بھاگا کر دیارے پار کر دیا بلکہ مردمِ ہندوستانی بھی اسی طرح باقبال احمد شاہ درانی ہم اللہ کی برکت سے دیا گئے

میان آغاز جنگِ فوجِ درانی اور مرہٹوں کا

جب تمام فوج اور لشکر احمد شاہ درانی کا اللہ کی قدرت سے دریا سے عبور کر گیا شاہ درانی نے حکم دیا کہ دو ایک روز لشکر کچھ بنادو

نیکو کر سے نیکو کر سچکے بھڑ جائیں تاکہ سب کے ہوش و حواس درست ہو جائیں اور عرض جب لشکر شاہی قریب سے سنبھلے
پونچا خبر کی کہ پنجیس ہزار سردار سرسے منکھ اور ساوکی فوج میں برہم پیش بھی چپے مہین شاہ کے گھوڑے سے اوڑھ کر اور زمین پوش
پر چیکے ترتیب فوج کا حکم دیا شاہ پسند خان کہ جوان نہایت خوشنود اور دروست تھا ہاتھ باندھے ہوئے شاہ کے آگے کھڑا تھا شاہ نے
وہ اوس سے فرمایا کہ شاہ پسند خان آج ان مرہٹوں کی تہذیب و تادیب ترسے دے پھر خان مذکور داب بجالایا اور اپنے سواروں کے
ساتھ کہ قریب چار ہزار کے ہون گے روانہ ہوا اور مرہٹوں سے جا کر مقابلہ کیا اور خوب لڑائی واقع ہوئی آخر کو مرہٹے تاب نہ لاکر بھاگ گئے
شاہ پسند خان نے کئی سر مرہٹوں کے گلو کر شاہ کے حضور میں لکڑاٹے شاہ نے اس فتح کو شگون نیک خیال کیا اور خان مذکور کو بہت
تحسین و آفرین کی خان مذکور نے عرض کیا کہ قباہ عالم کجوا اس قوم کا طریقہ جنگ بخوبی معلوم ہوا اب انشا اللہ حق تعالیٰ فضل بھی
اور آپ کے اقبال سے میں ان سب کو قتل کر دوں گا جب اس نہایت کی خبر بھاؤ وغیرہ سرداران کو بھیجی کہ پونجی وہ لوگ کچھ پورے
کوین کر کے زمین کنال اور پانی پت کے کہ دہلی سے جا لیں کوس جانب مغرب پر پونجے درایون نے بموجب حکم شاہ کے کہ رویش
لشکر مرہٹوں کے مذکور کہ شروع کی تب انھوں نے گردا پنے لشکر کے ایک گہری خندق کو دوسرے سنگر بنایا اور اونچے اونچے دھڑے
بنکارا اسکے اوپر توپیں لگائیں شاہ درانی مصلحتاً چند کچھ بھجوان کی طرف چلے گئے اور کچھ سباب ناقص جیسے پونے پٹے نئے اور پٹے
اور میل ڈبلے اپنی فروگاہ لشکر میں چھوڑ گئے ہندوستانی اور کھیتی آدمی کہتے تھے کہ شاہ درانی اسی طرح آہستہ آہستہ اپنی ولایت کو بھانگ
جب یہ خبر مرہٹوں کو پہنچے کہ بادشاہ بہت سے گھوڑے اور سباب اپنا فروگاہ لشکر میں چھوڑ گیا پھر ان لوگوں نے ازراہ علی کے وہاں
گھوڑے اور میل اور سباب جو کچھ پاس پایک خوش خوش روانہ ہوئے سردار جہان خان بہادر سپہ سالار بموجب حکم کے ایک جنگل
قریب اوس مکان کے میں فوج گھاٹ لگائے ہوئے بیٹھا تھا یکایک اس گروہ پر گرسے سب کو قتل کیا اور جتنے آدمی کا سباب ہونے
آئے تھے ان میں سے ایک بھی بچا نہ بچا اتفاقاً نواب شجاع الدولہ بہادر کمین اوس راہ سے گذرے سپہ سالار کو دیکھ کر سلام علیک
کر کے کہنے ہم وہاں بیٹھ گئے اور کہتے ہوئے سرور کا شام کیا قریب بیس ہزار سرور کے شمار میں آئے سردار جہان خان نے وہ ب
سر حضور شاہ میں گذرانے اس طرح سے ہر لڑائی میں دو تین ہزار مرہٹے قتل ہوتے تھے اس درمیان میں جو سردار ہندوستانی کرشنک
لشکر شاہ تھے انکو خبر پونجی کہ گونبد پتیت نامی ایک سردار بموجب حکم بھاؤ وغیرہ سرداران مرہٹہ کے شاہ جہان آباد سے واسطے ہونے
ملک اور مال اور قبائل چٹانوں اور نواب شجاع الدولہ کے چالیس پچاس ہزار فوج لیکر روانہ ہوا چوتھے لوگ اس حال کے دریافت ہونے
سے کمال مضطرب ہوئے اور حضور شاہ میں عرض کیا شاہ نے ازراہ بندہ نوازی واسطے حفظ ملک اور سنگ و ناموس سرداران مذکور کے
ہمارے ہم وطنان اور حاجی کریم داد خان درانی کو کہ اوسی عرصے میں برہم لیٹا رفتہ جا رہے پونجے تھے ارشاد کیا کہ تم اسی وقت اپنے
ہمارے ہم وطنان کو ساتھ لیکر جاؤ اور گونبد پتیت کا سر کل اس وقت میرے پاس حاضر کر جس وقت شاہ نے یہ حکم دیا تھا ایک ہزار نو کچھ
باقی تھا وہ دونوں سرداران نے چھ جاسوس اور پانچ سو سالار نواب غنایت خان اور حافظ الملک سے برہم کی کے واسطے ہمارے اوصاف میں
چاہے ہزار ہزار ہر اپنی بھلی بھلائی روا نہ ہوئے اور جو عبور و پاسہ جس کے نام سے کچھ کے وقت ان لوگوں نے پونجی قتل کرنا شروع کیا اور پتیت
مذکور کا سر اور اٹھارہ ہزار اور سو اسکے ہماریوں کے کاٹ کے دوسرے روز قریب سے پھر گونبد پتیت میں گذرانے اس سب سے متنبی
سب سرداروں کی ہونی کو انکی حرکت اور آہ و اون و موزیوں کے ہاتھ سے محفوظ رہی پھر شاہ بھاؤ اور سپاہ ولایت میں لڑائی شروع ہوئی پھر
لشکر ہندوستان اور ولایت سے جو ہر شاہ تھے اپنے مورچوں میں نہایت ہوشیار اور مستعد رہتے تھے ایک دن رات کے وقت بہت سا
خبر دہلی سے بھاؤ کے لشکر کو آگیا تھا یکایک گڈ مرہٹوں کا گذرانے کے ہوا تھے یہ سب بات آتے چلے لادو بتاریکی شب کے لشکر شاہی کے

پٹانوں کے مورچے پہرہ میں ہونے لگا ان کے زبان و کسمین پر بچاؤ کو ان کے لشکر کا سردار غریب خان نے جب زبان مرچا سی اور ان کے کھلے ہونے لگے اس شور و غوغا میں درانی بھی جمع ہو کر پٹانوں کے شریک ہوئے اور ان کے ہونے لگنے کے ساتھ خیمے بے قیامت ہو گئے اور کل خزانہ سپاہ شاہ کے ہاتھ آیا ایک دن رات کے وقت فتح خان کا ردی بھائی امراہم خان کی دی کا فوج اور پٹانہ لیکر شب غوغا میں اپنے کے اور اسے لشکر شاہ پر آیا اور گڑھ اور کماندوستانی پٹانوں کے مورچے پر چڑھا لشکر کا ردی خیمہ دار ہو کر اس سے ڈرے قریب تیس نشان اور چھ مہرب قریب اور اس کے لشکر شاہی کے ہاتھ لگی اور وہ بھاگ کر نامہ اور پٹانہ اپنے لشکر میں پونچھا ایک دن کا گڑھ کو کر پٹانہ لوگ ہماری نواب عنایت خان اور نجیب الدولہ نے مرہٹوں کے سنگرمین داخل ہو کر درانی شریع کی اور بہت سے مرہٹوں کو قتل کر کے اولیٰ بازار سے گزریے اور پٹانہ نے مین جا کر تو پون پر پیچھے کے دن بھانا اور پٹانہ بھائی کا نامہ شروع کیا ایک قریب چالیس پاس ہزار سوار ہند لگاتار سے نکلے سب پٹانوں کو اپنے سنگرمین میں جمع کر کے پٹانہ اور تیرہ مارنا شروع کیا اس روز ہر چند کہ پٹانہ خوب اپنے کے قریب کثرت فوج ہونے کے لیے پڑی بہت سے قتل ہوئے پٹانہ قریب چھ ہزار پہلے لازم نواب نجیب الدولہ اور سوار کا نامہ آئے فقط پٹانہ پیا دے زخم کھائے ہوئے اور خون چکنا ہوا دن بھانے ہوئے اور ناپتے ہوئے ان کے لشکر سے نکلے نواب شجاع الدولہ کو ان کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے کے قریب تھا ان لوگوں کا حال دیکھ کر خوب ہوا اور ان کی جات اور سوار ہی پر آفرین کی عاتق الملک سبب بیماری سرسام کے آپ اس لڑائی میں حاضر تھا مگر نواب عنایت خان بن دوزخے خان عاتق الملک کے چچا کا بیٹا اپنی فوج ہماری کے ساتھ ہر کاب شاہ بکرا رہا ہے نمایاں کرتا تھا اکثر ہندوستانی سرداروں سے ان لڑائیوں میں اچھے اچھے کا نام ملتا رہا انے اور یہ لوگ میدان میں ثابت قدم رہے کتے ہن کا احمد شاہ درانی باوجود فوج قلیل کے مرہٹوں سے لڑ کر اوپر غالب آیا اور ہر چند ہندو مرہٹے اور بہت سے ان کے سردار قتل ہوئے ہر چند کہ اولیٰ فوج اور

پٹانہ نہ دوسرے زیادہ تھا

بیان قتل ہونے بھاؤ کا اور شکست دیکھنا کی

جب پانچ مہینے برابر فوج احمد شاہی اور مرہٹوں سے لڑائی رہی فوج شاہی نے رسمہ طے کی اور دواؤ گھاس سب ملنے مرہٹوں پر نکل پڑا اس سبب سے مرہٹوں کے لشکر میں اس قدر غلطی وغیرہ کا ہوا کہ جاوڑوں کی ٹوٹان میں پیکر کھاتے تھے اور ان کے گھوڑے اور بھوکوں کے مضی بیکار ہو گئے نہ دانیہ میر قاتل گھاس اس سختی سے بہت ہلاک بھی ہو گئے تب مرہٹے تنگ آ کر میدان میں آئے اور خوب دل توڑ کے لڑے پٹانہ ایک روز نواب عنایت خان سردار شاہی اپنے ہمراہیوں کو لیکر مرہٹوں کے مقابلے میں آیا اور خوب لڑا آخر کار سبب کثرت فوج مرہٹوں کے اور لشکر میں گھر گیا شاہ نے حاجی عطا سے خان کو اوکلی مرد کے لیے بھیجا حاجی عطا نے مرہٹوں کی فوج پر حملہ کیا حسب اتفاق حاجی کے ایک گولی لگی اور اسی وقت جان دی تب شاہ نے بہت قتل حاجی کے ایک دستہ غلاموں ہزار سوار کا لیکر گدگے دوسرا دھرمی سینک باشی کے لشکر مرہٹے پر بھیجا ہنوز وہ دستہ نظر شاہ سے غائب ہوا تھا کہ دوسرا دستہ بھی بھیجا یہ دستہ بھی پیش نظر تھا کہ تیسرا دستہ ہزار سوار کا روانہ کیا اسلئے سے لئی دستہ متواتر ایک بعد دوسرے کے روانہ کیے پہلا دستہ ایک سو اس اور وغیرہ سرداران مرہٹوں میں سوار کی طرقت قریب تین سو باقی کے تھے گیا اور اس لشکر کے قریب پہونچ کر بندہ دوسری کے شکست کر کے چکر لگایا پھر دوسرا دستہ بھی پہونچا اس نے بھی اسلئے گویاں مار کر گردش کرائی پھر تیسرے دستے نے بھی پہونچا اور اسی طرح گویاں مارا تیسری تب سب لشکر مرہٹوں کا درجہ دم بہ دم چکر لگایا اور بھاؤ اور لیکس را اور بہت سردار گویوں کے زخم سے مرے گئے اور باقی

گوئیوں کے زعم اور ہندو قوم کی آواز سے سب بھاگ گئے اور اپنے لشکر کی طرف پھرتے سب لشکر کو پال کر دیا پھر سب دستہ ہا ہی شاہی نے تلواریں کھینچی مرہٹوں کو قتل کرنا شروع کیا سب موہٹے دست پا ہو کر باوجود کمال جمعیت کے بھاگ اڑے اور شکست فاش کھائی الغرض اس سلاطین میں اس قدر مرہٹوں کی بغاوت ہوئی کہ کبھی کسی نے دیکھی تھی بدینی مقتولوں کی لاشیں چالیس پچاس کوس کے گرد زمین پر ہی تھیں کہتے ہیں کہ کوئی سردار مرہٹوں کا اس سلاطین میں زندہ نہ رہا گو گولہ مارا وہاں کہ اس کا موچہ فوج شجاع الدولہ اور فوج نجیب الدولہ کے موچے کے مقابلے میں تھا وہ البتہ اپنے سب ہراسیوں کو لیکر نکل گیا اور اپنی جان بچائی اور مہاجی سیندھیہ چچا دولت راو سیندھیکہ کا کہ شور بہ پیش تھا اور عہدائے اسے ہندوستان میں اقتدار عظیم حاصل کیا تھا وہ بھی زخمی ہو کر بھاگا ایک سوار نے لشکر شاہی سے ساتھ کوس تک اوسکھینچا کہ کے بندوں کی گولی اوسکے پاؤں میں مار کر گھوڑے سے گرا دیا اور اوسکے گھوڑے کا سارو پراں لیکر اپنے لشکر میں پھیرا اسی سبب سے مہاجی سیندھیہ ہمہ مدد و سرے آدمی کے چل نہیں سکتا تھا اور ایک پاؤں اوسکا پھل بیکار ہو گیا تھا اور شیر بہادری اپنی گردن پر زخم کاری کھا کر بھرت پوٹیا کمیر کی طرف بھاگ گیا ہر چند کہ سوچ میں جاٹے نشہ بہادری کے زخم علاج کرایا مگر وہ زخم اچھا نہ ہوا آخر کو لڑکھٹل ہو کر لڑائی میں دلائی لوگ ہر طرف مرہٹوں کا قاتل کرتے تھے یک قربان کسی مرہٹے کے قریب جا پونچھا وہ گھوڑی پر سوار تھا اوس مرہٹے نے اپنی گھوڑی کو اڑایا اور ایک جھٹ مکان سونی پت پر پونچھا یا وہاں سے چاہا کہ گھوڑی کو کوڑا کر دوسری طرف اتر جائے کہ دونوں اسلحے پاؤں ٹنڈیر پرا پھوٹے اور بٹنے کہتے ہیں کہ لوہے کی سیخ گھوڑی کے پیٹ میں لگ کر پڑ ہو گئی پس وہ گھوڑی اوسی دم بچان ہو گئی اور وہ مرہٹہ بھی گرے کر مریا سمجھا چاہیے کہ مرہٹے لوگ گھوڑیوں کی سواری کرکٹ نہیں کرتے ہیں اور اونکی گھوڑیاں بہت تیز را اور چالاک سو کوس کے دھاوے کی ہوتی ہیں لوگوں نے مت تک اوس گھوڑی کی لاش وہاں لگی ہوئی دیکھی اسراجمہر خان کا رہی بھی گرفتار ہو کر احمد شاہ درانی کے سامنے آیا شاہ نے اوسکے قتل کا حکم دیا فوجیوں نے چرند اور کسی شغاعت کی گشاہ نے قبول کی اور اوسکو قتل کر لیا سب یہ تھا کہ شاہ نے کسی بار اوسکو پنہاں بھی تھا کہ ہماری طاقت ملکہ اور مرہٹوں کا ساتھ چھوڑ دے مگر اوس نے نہانا تھا اصل اس سلاطین بہت سالانہ وہاب مرہٹوں کا شاہ درانی کے ہاتھ لگا کر فوج کے نقارے سنچے اور ہر ایک کوسہ داران لشکر سے بقدر اونکی ایامت اور جانفشانی کے طاقت عنایت ہوئے شاہ نے ازراہ کمال شفقت عنایت پسر عم حافظ الملک رحمت خان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ فوج تجھ کو مبارک ہو اور رحمت خدا کی تجھ پر اور تیرے باپ پر ہو عہدائے سب کے داران ہندوستان کی طرف تھوہ ہو کر فرمایا کہ اب ملک ہندوستان کا دہلی سے بنگال تک اور تمام دکن دشمنان دین سے پاک ہو گیا اب تم کو بھی بے سائش تمام عمارت کر کے میرے حق میں دعا کرو اور شجاع الدولہ کو کہ تمہاری قوم میں نہیں ہے اور سکون اپنے ساتھ لیے جاتا ہوں وہاں پونچا ایک ملک اوسکو عنایت کروں گا سب سردار خاموش ہو گئے مگر حافظ الملک نے عرض کیا کہ ہم میں اور فوج شجاع الدولہ کچھ غارت نہیں ہے اور وہ ہمہ شیعین وہو گارہتے ہیں اور یہاں صبح ہر حضور اوکو اپنے ہر ہا بیکار بہت سرفرازیوں کے مگر ہندوستان کے آدمی سب وہی کیسٹنگ کے لوگوں کی بڑی بیانی کی بات ہے کہ شاہ نے فوٹا کہ ہو کر فرزند بہادری سے عداوت نہیں ہے چہ ہتھیاری بہتری کے مناسب نہیں ہے کہ ہم لوگوں کی بڑی بیانی کی بات ہے کہ شاہ نے فوٹا کہ ہو کر فرزند بہادری سے عداوت نہیں ہے چہ ہتھیاری بہتری کے واسطے بات چہ بڑی کئی خراگہ قبول نہیں کرتے ہم جانو مگر یاد رکھو کہ ایک ذرا سا قہر بے باؤ گے اصل شاہ درانی سب سرداروں کی وحیثیت کے موافق استہ یا زکویر متوجہ ولایت ہوسے اور صوبہ داری سرحد کی زمین خان منند کو عطا فرمائی اور خود کو چہ کو بہ داخل قندہار

بیان توجہ احمد شاہ درانی کا پانچویں مرتبہ وسط مدو بشتگان قصبہ پٹنہ واقع پنجاب کے

کئے ہیں کہ لکھنؤ میں وہاں کی خواہش راحت میں تھے کہ کیا ایک نصف شب کو جاگ کر باہر آئے اور کسی کو خبر کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر تین سو سوار غلامان خاص کا ہیلو چوکی کے در دولت پر جا حاضر ہوتے تھے اور انکو ساتھ لیکر ہندوستان کو روانہ ہوئے وقت پہلے کے قیدیوں کو ارشاد کیا کہ اشرف المیزان شاہ ولی خان سے کہہ دینا کہ عبادت کے کوہنہ وستان میں چاہتا ہوں تم سب فوج لیکر میرے پاس بہت جلد حاضر ہونا شاہ ولی خان وزیر نے یہ بات سنی اور اسکو نہایت حیرت اور قہر ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ آیا کیا سالہ شاہ کو خوبا میں نظر آیا کہ تو راغب میرے سنے اس بے سامانی کے ساتھ جلد سے چوکنگہ یہ وزیر نہایت ذی شعور اور صاحب تدبیر تھا اسی وقت چار سٹھ فرماں اس مضمون کے سرداران فوج کے نام جاری کیے کہ پادشاہ بارادہ جہاد ہندوستان کو تشریف لے گئے ہیں انکو لازم ہے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی بہت جلد اپنے کے حضور میں حاضر ہو اور خود بھی اپنے ہمراہیوں کو لیکر روانہ ہوا شاہ بطور لغاری کوچ کوچ دیکھ سہندہ اور علم دیگر ہر کوئی فوج لاہور میں وارد ہوئے اس وقت میں شاہ کے پاس دس بارہ سو اسے زیادہ جمعیت نہ تھی جب شاہ نے دربارے راوی کے موجودہ ایک مسلمان دان کا رہنے والا شاہ کو لا شاہ نے پوچھا کہ کھ لوگ کہاں ہیں اس نے عرض کیا کہ سب کچھ پیاب کے جمع ہو کر قریب شہر اتنی ہزار آدمی کے قلعہ جٹا لہر پر امرت سر سے سات کوس کے فاصلے پر پہنچے ہیں اور اس قلعہ کو گھیر لیا ہے اور اذان دینے کی حالت کی ہے جو مسلمان پچاسے اپنی جان سے تنگ آئے ہیں پادشاہ یہ سنتے ہی جٹا لہر کی طرف روانہ ہوئے جب سکھوں کو یہ خبر ہوئی کہ شاہ درانی آ رہے ہیں سب سکھ محاصرے سے دست بردار ہو کھجالی اور ٹٹے ناک شاہی قلعہ میں آئے جب دیکھا کہ سب سکھ قلعہ چھوڑ کر کھجالی گئے حال ابھی شاہ درانی میان ملک بنین پہنچا یہ وہ جگہ تھی کہ شاید سکھوں نے اہل قلعہ کو قریب دبا کر محصور لوگ کھجالی جاکر دروازہ قلعہ کا کھول دین تب ہم درختا تلپن گھس کھس کھس کام تمام کرین آخر جا سو سن نے اہل قلعہ کو قریب کی کہ کچھ حال سکھوں کا مسلم بنین ہوتا ہے کہ کہاں گئے اور چاروں طرف کی کوس تک اور کھانام اور نشان بنین کے گر گیاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک شخص قتلہ و ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے اور دو شخص بنات کی چادر کا سایہ اس کے سر پر کیے ہوئے کھڑے ہیں اور وہ شخص جو بیٹھا ہے اس کے سر پر چار بیٹھ ہیں کہ حواسے اون بنیوں کے پہل رہے ہیں اور دس بارہ آدمی اور تھوڑی دور کہاں اب سے بندہ وقین اپنی ٹھوڑیوں سے لگائے ہوئے کھڑے ہیں جب سردار جٹا لہر نے یہ حال سنا اس نے معلوم کیا کہ یہ ضرور شاہ دین پناہ درانی کے ہے کہ جاری ہو کے لیے تشریف لایا ہے اس واسطے کہ یہ علامتیں اسی پادشاہ اولوالعزم کی ہیں پس سردار کو کچھ لوگ اپنی قوم کے معذہ و نیاز لمیوز مند اور ان کے لیکر حاضر ہوا دیکھا کہ فی الحقیقت شاہ درانی نیکہ لگائے بیٹھا ہے اور قریب دو سو سو اس کے روبرو اس کے پادہ حاضر ہیں تب سب دین نے شاہ کو درش کر کے مذہب دین اور موافق دستور اپنی ولایت کے شاہ کے آس پاس پھر سے اور عرض کیا کہ ایک ساعت قبل تشریف لائے حضور کے بیس ہزار سکھ قلعہ کا محاصرہ کیے تھے جب حضور کی خبر آمدنی تو سب سربراہ ہوا کہ کھجالی گئے اگر بنین کے کو بھی بہت دور گئے ہوں گے صلاح ہے کہ اگر اشرف شاہی قریب قلعہ کے ٹھہرے شاہ نے فرمایا کہ ہم بنین ٹھہرنے کے کچھ تمام خوف اور ہراس کا بنین کے سنے ہیں اہل قلعہ کیا دیکھتے ہیں کہ فوج شاہی بادشاہ سے غلامان صف شکن برابر پہلی آئی ہے یہ قریب شام شاہ دینخان و میر بی بی داخل لشکر ہوا اور درات تک قریب تین ہزار آدمی کے جمع ہو گئے شاہ نے اپنا نیمہ وہیں کھڑا کیا اور سچھ کھجالی قریب چھ ہزار سوار کے جمعیت ہو گئی جا سو واسطے خبر لانے سکھوں کے مقرر ہوئے شاہ ولی خان وزیر نے موقع دیکھ کر عرض کیا کہ قریب لانا حضرت کا ایسی عیلا اور اس بے سامانی کے ساتھ ملک دشمن میں صلحت سے خالی ہو گا میں اس پر اس میں اس پر اس سے مذمتی کا وہ آکاہ فرمائے کہ میرا علجان طبیعت رنج ہو شاہ نے فرمایا قریب نصف شب کے خواب میں مجھ کو زیارت جہاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محبوب سبحانی کی تعظیم ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے محمد بن عبد اللہ میرے چچا کے پاس

جلد اول سے اور پنجاب کو روانہ ہوا کہ کھنوں نے چٹا لد کے مسلمانوں کو نہایت تنگ اور عاجز کیا ہے میں نے جب حکم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا پھر حکم جو یہ بندہ آیا کہ میں اس حکم کی تعمیل میں فوراً ساجی توقف کر دوں اور منہج و لشکر کے ہم کر کے میں عرصہ بہت اس لیے محض غفلتِ خدا پر گریہ کر کے تعمیلِ حکم حضرت رسالت پناہ صلعم اوس وقت حرمہ روانہ ہوا اور منگو وہ حکم لکھا بھیجا اللہ شاہ نے دو تین روز قصبہ چٹا لد میں مقام کیا اسی عرصہ میں جاسوس خبر لائے کہ سب کچھ یہاں سے بھاگ کے خوش کوپ میں جا کر بٹھے ہیں اور زین خان ہند سب دوا بخت اور بھیک خان مالیری اور دوسرے سرداروں اوس فوج مثل فاضی خان بیچ قاسم خان وغیرہ کو محاصرہ کر کے تنگ کر رکھا ہے اور شکر اہل اسلام کا مہمت کم ہے شاہ نے یہ حال سن کر عجلت سے شخص زین خان کے پاس بھیجا کہ لکھا بھیجا کہ بزرگ مصلحت منو میں انتشار و امتدائی کل تیری دو کو پہنچتی ہوں اور بھیجی کے ساتھ کھنوں سے لڑا اگر قاتل فوج کا خیال کر کے تامل کرے گا تو تیرم ہوگا زین خان بجز و ریافت اس حکم کے جھٹکوا اپنے ہاڑیوں کو ساتھ لیکر میدان میں موجود ہوا اور کھنوں سے لڑنا شروع کیا لڑنا کھنوں نے بھی قریب بیس ہزار سوار کے زین خان کے مقابلے کو بھیجے اور جنگ ہونے لگی عین ادا میں ہی زین خان کو اپنی پشت پر گرد و باروں کی نظر آئی ڈرڈ اور لڑکان کیا کٹا یہ کھنوں نے ارادہ کیا ہے کہ دوسری طرف سے پہنچ کر دین خان کو غلوب کر لیں یہ بھیجا کہ ایک شتر سوار کو اس بات کی تحقیق کے لیے بھیجا کہ پھر جلد خبر لائے وہ شتر سوار آیا اور اسے خبر دی کہ کٹا شاہی کے سوار آتے ہیں یہ بات سن کر زین خان کو اطمینان ہوا اتنے میں ہی غلبہ پونچے اور انھوں نے اگر زین خان سے کہا کہ شاہ نے فرمایا ہے کہ زین خان سے کدو کر پنے سب کھنوں سے کہے کہ اپنے سر پر خواہ کسی درخت کے پتے یا نہر گھاس کھالیں اس واسطے کہ ہماری فوج قوم اور دیک بھر جھٹے کھم کیا ہے کہ بکے بدن میں لباس ہندی رکھوا دے کہ بکے بھاتا قتل کر دے اور پھر اسے آدیوں کی جھٹے علامت ادا سے کدھی کر کر دے میں اگر پھر اسے آدیوں کو بھی قتل کر ڈالیں پس جس شخص کے سر پر تانگی دفت کا یا نہر گھاس ہوگی اور کھنوں کی فوج کا آدمی بھیجا چھوڑ گئے چنانچہ سب ہریان زمین خان نے اس بات پر عمل کیا کہ درخت کے پتے یا نہر گھاس اپنے سر پر رکھ لیں ذرا دیر گذر کر ہی کہ فوج شاہی نے پہنچ کر کھنوں کو قتل کرنا شروع کیا اگر یہ کھنوں قریب آتی ہزار کے تھے کتاب مقابلے کی فوج شاہی سے نالائے اور شام تک بھاگ گئے فوج شاہی نے ادا قاتل کر کے قریب تیس ہزار کے کھنوں کو قتل کیا اور ان کا سر کاٹ کے شاہ کے حضور پیش شاہ بہ بے قلع و قمع کھنوں کے چند روز وہاں مقام کر کے بدستور وہ ملک زین خان کو دیکر خود راہ قندھار ہوئے

بیانِ توجہ فرمانا شاہ درانی کا چھٹی مرتبہ ہندوستان کو

جب پھر کھنوں نے جمعیت کر کے اور کھانا و باندھ کر کے مسلمانوں کو لوٹا اور اپلوں یا شروع کیا شاہ درانی اس حال کو سن کر پھر قندھار سے اس طرف کو روانہ ہوئے اور انہوں نے میں کہ دہلی سے سو کوس طوں لاہور کے پھر آئیں لائے اوس وقت میں سب چٹان ہندوستان کے لطیفیل شان و شوکت شاہ درانی نے بہ خوف و خطر اوقات اپنے نہایت خوشی سے گذرانا اچھی طرح سے طمانی کرتے تھے اب جو ادا کو حکم ہوا کہ شاہ درانی اس طرف آتے ہیں تو ادا کے آئے کو نعل انداز اپنے پیش و آراہم کا بھیج کر نہایت عاجزی اور کسا رتھی عرضیاں لکھ کر اپنے دیکھوں کے ہاتھ حضور شاہی میں بھیجن اور لٹا کٹ و کھیل سے بعد پھر غازی کا یا لگان کا یا لگان سب لوگوں میں سے فوجی سبب اللہ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اب حضرت کے اقبال سے لڑنا ہے کسی طرح کا نعل اور کوئی غیر ملک ہندوستان میں دینی نہیں رہا اب حضور راجی ولایت کو تشریف لے لیا اگر سائش قبا میں شاہ نے صبر جاری رہے ہند کی خواب سلوک و عنایت کی اور سوا حق سقا ریش شاہ درانی خان قریب کے حکومت پٹنار کی امر سنگر کو کہہ دیتا ہے وہاں حکم تاجم حمت کر کے خلعت اور

خطاب راجہ راجگان دیکر اوسکو مشت و فرما چنانچہ اسبک پٹار دوسرے ہندوین اسی راجہ کی اولاد کا عمل پیرے تھے میں کو راجہ مذکور نے بغیر اطمینان و خلوص عقیدت نسبت شاہِ ولنجان و وزیر کے کہ باہمی زنی تھے اپنی مہرین امر سنگ باہمی زنی لکھوایا تھا اسکا صلہ شاہِ دریائی نے اپنی فرست اور دریائی سے دریافت کیا کہ میں تو اپنے اوپر یکتائیت شاد تھا کہ بعد از مرگ مندرستان کی تنبیہ کے واسطے آیا کرتا ہوں اور یہ پتھان ہندوستان کے میری فوج کے آنے سے خوش نہیں بلکہ ملول ہوتے ہیں اسلئے شاہِ دریائی نے اپنی لایۂ موت فخر

بیان وفات احمد شاہِ دریائی کا

جب احمد شاہِ دریائی ہندوستان سے قندھار کو تشریف لے گئے کئی برس عیش و کامرانی اور کمال راحت و آسائش سے بسر کی پھر تقدیر الہی سے اذکی ناک میں ناسور پڑ گیا اور مزاج نے جدا اعتدال سے تنجا دیکر کپاہ پر خبطیب حافق دوا و علاء میں بدل و جان توصیف کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا اور وزیر و روضت و ناتوانی ترقی پتھی تموشاہ شہزادہ کہ ہرات میں تعاقب اوسکو شاہِ عالی تبدیلی پیر بزرگوار کی ملک کی خبر پونجی چاہا کہ واسطے عبادت کے حاضر ہو کر چونکہ شاہِ ولنجان و وزیر کو شہزادے سے کدورت اور کاوش تھی اوسے شاہ سے کچھ ایسا لکھ یا تھا کہ شاہ نے شہزادے کو کہنے سے ممانعت لکھی اور کچھ لوگ تہنیں کیے کہ اگر شہزادے نے ہرات سے قندھار کے آنے کا قصد کیا مہار و روانہ ہو چکے ہوں قندھار سے پھر اذکی ہرات کی طرقت پھر لچا میں لکھنا ہر اذکی پوری مبارک کوس قندھار سے ہرات کو لوٹ گیا اور شاہ نے ۲۳ سال ۶ مہینے چند در سلطنت کر کے سلسلہ اجری کو جہان فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا اور اس کے اوسکے جو مشہور تھے اوسکے یہ نام ہیں تیمور شاہ سلیمان شاہ سکند شاہ پرویز سواتیور شاہ کے اور ون کو شاہ نے قید کیا تھا جب بادشاہ نے وفات پائی شاہِ ولی خان وزیر اور دوسرے امرے سلطنت نے موجب شریعت نبوی اور مذہب حنفی کے تہنیں و تہنیں کر کے بمقام احمد شاہی قندھار میں دفن کیا اسبک دریائی لوگ اور اولاد اس شاہ کی اوسکی قبر کا اسقدر پاس اور ادب کرتے ہیں کہ اگر کوئی خونخواری واجب القتل اوسکے مقبرے میں جا کر یا کھ لیتا ہے تو اوسکو گرفتار نہیں کرتے اور قصاص نہیں دیتے آخر کار شاہِ ولی خان وزیر نے سلیمان شاہ بادشاہی تیمور شاہ کو کہ اس وزیر کا داماد تھا تخت سلطنت پر بیٹھا کہ اس خطبہ اوسکے نام کا جاری کیا جب حضرت شاہِ دریائی کی شاہ تیمور کو پونجی مع تمام امرا اور فوج ہر اسی کے برہم تعزیت و ماتم داری ہرات سے قندھار کو روانہ ہوئے وزیر مذکور کو آدمی اپنے ساتھ لیکر بطور استقبال تیمور شاہ کے شہر سے روانہ ہوا اور غرض اوسکی اس جانے سے یہ پتھی کہ شہزادہ تیمور شاہ کو کچھ ڈوب دیکر اپنے ساتھ لاکر قید کر لے جب تیمور شاہ فراہ میں پونجے شہزادے کو معلوم ہوا کہ وزیر ڈیرہ مہر وادی لیکر میری ملاقات کو آیا ہے شہزاد کے ارکان دولت مثل قاضی فیض اللہ وغیرہ نے عرض کیا کہ ہم کو اس وزیر کے اوپر اعتماد نہیں یہ شخص فریبی اور دیکار ہے جب آپ کے پاس آئیں گے تو بلاشبہ ایسی باتیں کرے گا کہ آپ زلفیہ ہو جائیں گے اور جو بات کہ اوسکے دل میں ہے وہ حاضر خواہ نمودار میں آجی اس سے بہتر پیر پھل اسکے کہ وہ آپ کے پاس آئے کام اوس نالافظی کا تمام کیا جائے تیمور شاہ کو یہ مصلح اپنے خیر خواہوں کی پسند آئی اس سبب سے کہ شہزادے کو بھی اوسکی طرف سے اطمینان نہ تھا پس انکو خانِ درباری باہمی زنی کو کہ وزیر مذکور کے قہوون میں تھا شہزادے نے حکم دیا تو جاکر وزیر اور اسکے دونوں لڑکوں کو قتل کر دیا چنانچہ خان مذکور گیا اور اوسے وزیر اور اسکے لڑکوں کو قتل کیا اور دو بچے وزیر کے کا اوسکے ہمراہ تھے سلام خان کے ہاتھ سے اوسے گئے پھر شہزادے کے حکم سے پانچوں لاشیں اس شہر کے کنارے پر کہ وزیر کی بنائی ہوئی تھی من کیڑ

بیان جابوس تیمور شاہ کا تحت سلطنتِ فرانیہ پر

جب شہزادہ تیمورشاہ نے وزیر کیرٹ سے اطمینان حاصل کیا تو قندھار میں بیوی بچہ کو دولت خانہ شاہی میں نزول فرمایا۔ سلیمان شاہ کاشانہ ولی خان وزیر نے اسکو تخت پر بٹھایا تھا وہ تیمورشاہ اپنے بڑے بھائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ سلطنت ازروہ استحقاق کے آپ کو پہنچتی ہے حضرت کو مبارک ہو میں سبقتھیر ہوں غرض کہ تیمورشاہ نے بابت سعید سرپرستہ پاری پر جلوس کیا اور سلیمان شاہ کی بہت بتلی اور تکی کی اور فرمایا کہ میری طرف سے ہر طرح خاطر جمع رکھو تیمورشاہ کا سکہ یہ تھا سکہ چھٹے آرد و طلا و نقرہ از غرضید و ماہ و تازند پر چرخش سکہ تیمورشاہ کا اور تیمورشاہ کی انگوٹھی میں یہ لکھا تھا (عظم الشان بات الہی و عالم دولت تیمورشاہی) اس حاصل جب تیمورشاہ نے لوازم خشن اور مرتب زہم سے فراغت کی تب سب امر اور ایمان سلطنت کو قندھار میں بٹھیت ہر شخص کے خلعت اور خطاب کے فرمائے اور سخاوت اور سرکشوں کو سزا و قور و قومی دی اور چند درہا سٹے اتھام قندھار قیام کیا بعد اس کے چونکہ سب درایوں کو سبب قتل شاہ ولی خان وزیر اور اس کے اولاد اور بیجا خوجاں کے تیمورشاہ کی طرف سے دلی میں عدالت تھی اس سبب سے تیمورشاہ نے ٹھہرنا اپنا قندھار میں مناسب بنایا اور اپنی بیوی بچہ اور بیوی شری کو قندھار میں نصف تنگن وغیرہ کو ساتھ لیکر روانہ کال ہوئے جہاں خان سپہ سالار بھی ہمراہ رکاب تھا جب کال میں داخل ہوئے بندوبست اوس ملک کا کر کے دیوان کی اور چند سرداران باغیوں کو قتل کر لیا مگر درانیوں سے انکو ہمت نہ ہوئی و خطر نہ تھا چنانچہ اوس وقت میں عبدالغفار خانی درانی نے بیجا احمد شاہ درانی کا بیکرا بخواری و تقویت و امانت قندھار و غوی سلطنت کا کر کے ایک خوش اور سنا و عظیم پر کیا اور قریب ٹھہر ہوا اس کے پیچ کر کے کال کو روانہ ہوا اس وقت میں تیمورشاہ کے پاس بھی چھ ہزار سوار تھے اور کچھ بھی یہ حال کہ باب تیمورشاہ کا فاکر اور بیٹا مخالف کے ساتھ ساتھ رکھتے تیمورشاہ اللہ کی ذات پاک پر توکل کر کے باوجود وفات سپاہ کے کال سے ٹکرا کر اپنی کے مقابلے کو روانہ ہوا اور کرب خان اور پانیدہ خان اور دلدار خان جہاں بھی عبدالغفار خانی کی تڑا کر کے تیمورشاہ سے اسطے غرض کہ دونوں طرف درانی شروع ہوئی اور سوار عظیم واقع ہوا آخر کو باغیوں نے شکست کھائی اور عبدالغفار خانی گرفتار ہو کر تیمورشاہ کے پاس آکھانہ نے اوسکی دونوں آنکھیں ٹھکڑاؤ دین باقی درانی لوگ کہ جنگو تیمورشاہ کی فوج واسے گرفتار کر لائے تیمورشاہ نے انکو سپاہیوں کے سر پر انچ کو اختیار کر کے آٹا کر دیا اسطے سرداران فوج شاہی نے بھی قیدیوں کو خرید اور آزاد کر دیا اور جو سردار لوگ مخالف کا ساتھ چھوڑے تیمورشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوتھوں نے خلعت اور منصب سے سرفزاری باقی چنانچہ پانیدہ خان بیکہ ذی کو سرفراز خان کا خطاب ملا اور دلدار خان اسحاق زلی کو مدخان خطاب دیا اور جو لوگ کہ شریک عبدالغفار خانی کے تھے تیمورشاہ نے انکو بلاش کر کے قتل کر دیا اور بیکہ کابل میں رونق افروز ہوئے اسوقت سے تو منغل اور قزلباش کو قندھار میں اعتماد کامل حاصل ہوا اور انھوں نے قزاقوں کو ہر جگہ سے ہم پونچھا کر اپنا فاکر کرتے تھے اور قوم درانی نظر تیمورشاہ سے گر گئے اور قاضی فیض اللہ کو دارالہما سلطنت اور شیر تبریز مملکت مقرر کیا یہاں تک کہ قاضی موصوت کو فترتہ تیمورشاہ کے فراق میں نہایت دخل ہو گیا اور سب سے ممتاز ہوا اور عبداللطیف خان جامی دلیل رعایا اور رضا اور غلامت اور عبدالغفار کہ یہ ایک لاسہر کے گھار کا لڑکا تھا عبدالحمید امین مسلمان کہ علوم دینی اور فنون دینی خوب حاصل کر کے قیاس زمانہ ہوا اسکو تیمورشاہ نے کارپرداز اور سلطنت مقرر کیا اور سب انتظام کا خان سلطنت کا ان لوگوں کے سپرد کر کے آپ نگری کا موسم کال لینا اور ہمارے کا موسم پشاور میں مبر کرتے تھے اور تمام رعایا اور زمین خوات عیش و آرام سے زندگانی کرتے تھے

بیان خروج فیض اللہ خان خلیل کاپٹ و زمین اور قتل ہونا اوسکا

فیض اللہ خان خلیل رئیس اور زینا افراح پشاور کے دل میں پوسٹ گھنٹ کی ہوئی اس نے یعقوب خان نوچرہ اس کو کہتیو شاہ کے نزدیک بہت مقرب تھا اور دوسرے کی سرداروں کو اپنے ساتھ شائق کر کے دربار سے کدو فریب کے مقرب شاہ سے عرض کیا کہ حضرت بہت سے کھونٹے جمعیت کر کے مسلمانان پنجاب کی اذیت کا قصہ کیا بھرا کر حکم قومین بہت سے بچھاؤن کو جمع کر کے ملک پنجاب میں یوں بوجھ اور ان مودیوں کو مسلمانوں کی ایذا رسانی سے روکھو کھوئی فتح بکرون مقرب شاہ نے اس نظر سے کاس شخص نے ایک امیر کا ارادہ کیا کہ اس کو اجازت دی فیض اللہ خان خلیل نے کچھ لوگ اپنی قوم کے اور کچھ بچان نواح کشمیر کے اور کچھ یوسف زئی قریب پچیس ہزار آدمی کے جمع کیے لیکن تیو شاہ حسب معمول کہاں دہر کا کھاکا کے بالا حصار پشاور میں سوئے تھے کہ دفعت فیض اللہ خان مذکور اپنے آدمیوں کو یہاں تک داخل ہوا درانیوں نے کہا کہ اس وقت بادشاہ اکرام نے بہن کی ان جاو کے اسنے کہا کہ بچاؤ بادشاہ نے واسطے ملاحظہ جمعیت اور سلطان جنگ کے ملایا جو یہ کہہ کر اٹھارہ تلواریں لے کر روانہ ہو کر قتل کرنا شروع کیا اور بچان لوگ تھمزدون کیطرح بادرجی خانے میں جاے اور وہ کھانے کے ادھون نے کبھی خواب میں بھی دیکھے تھے کھانے لگے اور ناظر وغیرہ محافظان اوجہا نہ کو زخمی کیا عورتیں نیزہ اور قلیان و چشمہ کرم سر میں تھیں جب ادھون نے بچھاؤن کا مجمع ہم سر میں دیکھا تو مضطرب ہو کر بادشاہ کو بگایا بادشاہ نے یہ حال دیکھ کر نیلے پر کھیل بالا حصار پر پناہ بھرا کر زریے کو اوپر کھینچ لیا اور علاموں کا ہستہ اوپر سے کے آدمی جو یہ بھاؤ تھے انکو حکم کیا کہ کسی دستار بند کو زندہ بچھڑو جن کے قتل کر دو ادھون نے سب کو قتل کیا چنانچہ بہت سے عالم پشاور کے بھی اون کے شول میں قتل ہوئے عین قتلے کا اور دم سر شاہی لاشوں سے بھر گیا سوا اون لوگوں کے جو نواح پشاور میں پانچ سات کوس تک متداول تھے قریب چھ ہزار قتل و شہا میں آئے فیض اللہ خان خلیل بھی اپنے لوگوں سمیت گرفتار ہو کر آیا بادشاہ نے اسکو بھی قتل کر آیا اور یہ تحقیق کے معلوم ہوا کہ میران محمد میریچر زادہ بیٹا شیخ عسکران چکانا بھی شہر کا اور صلاح کا دنیاوت کا تھا اسلئے حکم ہوا کہ مقبرہ چکانا بھی لوٹ لوچانچہ تھوڑا سا مقبرہ لگا تھا کہ سرداران دوانی نے معاش کر کے لوٹ وہاں کی موتوں کو اپنی پھر بھی دریافت ہو کر یہ وندا یعقوب خان نواح سرا کی ذات سے پیدا ہوا یعنی اسنے فیض اللہ خان سے کہا تھا کہ میں قتلے کے دروازے خواجگاہ شاہی تک چا دل بھیلادون گا اسکے نشان سترم خواب کا یہ تک ہو چکا چنانکا کاہر لینا اس و دے خواجگاہ کو بھی نہی قتل کرنا

بیان توجہ کرنا تیمور شاہ کا واسطے تسخیر قلعہ ملتان اور سرحد اپنے سکھوں کے

چونکہ تیمورشاہ اپنی قوم کی عبادت کی اصلاح میں مشغول تھے اس لیے سکھوں نے ہنمان پر قہر نہ کیا جب یہ خبر پور شاہ کو پہنچی کہ سکھوں کی گلی قریب ساٹھ گز کے دریا سے پنجاب اور اودھ سے علیحدہ کر کے دیہہ ہمپل خان وغازی خان وغیرہ اور ملک سندھ پر قبضہ کیا جاتے ہیں تو تیمورشاہ نے پہلے حاجی علی خان نامی سردار کو سکھوں کی مخالفت کے لیے بھیجا لاکھوں بھجائے کہ حد اعتدال سے تجاوز کرنا انصاف سے خفی من بہتر نہیں ہے مناسب جگہ پر چھپرے کا کام کرو سکھوں نے بسبب غرضتیت کے شاہ کے کہنے پر کچھ خیال کیا اور قاصد غلہ کو درخت سے بانڈ کر کوئیوں سے ملا ڈالا اور کہا کہ بکریاؤں کا دواشاہ دھرتا ہے حال انکو ہم بادشاہ سے کہو اگر وہ اپنے کا چاہتے ہیں یا دشاہم ہے تو کہہ جائے گا کہ کے لیے وہ ہے کہ کو اودھ میں جلوہ نکالے جب جاسوسوں نے جو قاصد کے ساتھ تھے یہ خبر بادشاہ کو پہنچا بادشاہ کو اس بات کے سننے سے بڑا غصہ آیا اور سر پہ پوشاک منگوا کر کہتی (ایسا لباس پہنا) دشاہوں کا دلیل نہایت غضبناک تھی کہ ہنسی خیر اور دیوان عام میں داخل ہو کر حکم کیا کہ تمام سردار کاب دولت کے مع انخواس ہر اہم مسلح ہو مستعد حضور میں حاضر ہوں اور دوسرے کے ساتھ اپنی سب اہل کابادشاہ مع سپاہ لیاں ہو کر دو دیوہ غنیمت بانڈ کر دو دن طرف کھڑے ہوئے شاہ باقی پر سوار ہو کر

فوج کو بلا نظر کرتے تھے اور دور کے آدمیوں کو دور میں سے دیکھ رہے تھے کھلایا کیا دیکھتے ہیں کہ سردار وکیل الرعایا حاجی کا مالک پندرہ ہزار سوار کا تھا اور سردار بدو خان بیہودوں بہت فاصلے سے اپنے گھوڑوں کے سایہ میں بیٹھتے تھے بادشاہ نے چوہدری کو اشارہ کیا اور انھوں نے سرداروں سے جا کر کہا کہ تم زمین میں لیٹ جاؤ جب وہ لیٹ گئے تب چوہدریوں نے دس دس جہیز میں انکی کمپن میں ماربن وہ لوگ اپنی سعادت سمجھ کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اس طرح سے جو سردار اور درگھوڑے کے سایہ کے نیچے بیٹھا تھا اور کبھی بھی سزا دی گئی ایک عالم صاحب عزت کہ بادشاہ کے مصاحب تھے اور انھوں نے چوہدریوں کے سردار وکیل الرعایا سے صورت سے جو کئی اسمیں کیا صلحت اور محبت تھی بادشاہ نے کہا کہ کہہ دینے دو میں سے دیکھا کہ یہ لوگ گھوڑوں کے سایہ میں بیٹھے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی طلب میں تمام فوج کو دھوپ میں کھڑی ہے اور ہم جہاں کا ارادہ رکھتے ہیں پس یہ حرکت ان لوگوں کی بلکہ بہانہ ہے ناپسندیدگی اس واسطے کہ وہ یہ نذر دی گئی کہ پھر ایسا کریں اور جہاں جہاں اختیار میں اب کل اس کے عوض میں انکو اچھے خلعت عنایت کو دینا کا عرض بادشاہ نے قوم یوسف زنی اور دوانی اور قباخیلی سے قریب اٹھارہ ہزار آدمی کر مر دو دلیر اور صاحب جرات تھے انھیں کر کے زنگی خان و خزانہ خارجی باشی کو کہ مر صاحب میرے قہار دار کا مقدر کر کے حکم کیا کہ اس قوم پر پھر بیکار قتل اور لوٹ شرمع کریں اور سرداروں کو ان کے کاٹ کر حضور میں بھیجیں زنگی خان موافق رسم اوس ولایت کے تین بارگرو باغی سوری بادشاہ کے پھر ایسا بادشاہ نے سپہ پر کو بادشاہ نے ہوائے مال کے حکم کیا کہ روانہ ہو اور ارداروں کو بھی حکم دیا کہ کوئی ایسا نہ کرے اور وقت آنے کے گالی زبان سے نہ نکالے اس واسطے کہ ان باتوں سے ثواب جہاد کا باطل ہو جائے ہر بیکار سردار کو کس طرح فوج روٹ ہو آدمی فوج کے بعد عورتوں پر یا سے سندہ کے کہ ایک پہرہوں باقی تھا تمام رات دوسرے روز تک اس صورت سے چلے جاتے تھے کہ کوئی شخص کسی سے بات نہ کرنا تھا قب و دوسراں ہوا ڈیڑھ پہرہوں باقی رہے اٹھ کر وہ کھوٹ کے بھی آکر بیچے اور گھوڑوں اور کھانے پینے کی ٹھکانی اور سردار لشکر اسلام نے لشکر کھوٹ کے کچھ فاصلے پر تمام کر کے حکم دیا کہ اگر دشمن کے سوار کھڑے ہو کر گلیاں پھینکیں اور کوئی سافر کھوٹ کے لشکر کی طرف جائے نہ پائے تاکہ انکو ہمارے لشکر کی مطلق خبر نہ ہو اور پہرہوں اور تین پہرہ رات لشکر اسلام نے اپنے گھوڑوں کو اس جنگل میں خوب چلایا اور اب بھی خوب کہا تھا کہ اسے آسودہ ہے اور پہرہ رات رہے سردار لشکر اسلام نے اپنی فوج کے تین غول بنائے ایک غول تو ہم منول اور قباخیلی طرف اور قندھار کے دانیوں کا بائیں طرف مقرر کر کے حکم کیا کہ وہ اپنے بائیں برابر قدم بقدم چلے آئیں اور اس کے خلاف ہرگز نہ کریں اور اب بائیں سوار نیزہ باز یوسف زنی اور قندھار کے دانیوں کو لکیر روانہ ہو جب لشکر کھوٹ کا دو کوس پہنچا اور صبح ہو گئی تب سردار نے ناصبح ادا کی اور قندھار چڑھ کر سوار ہو کر کھ لوگ یہ جانتے تھے کہ بادشاہ نے فوج پشاور میں جہاں کہ وہاں سے سوکوس کا فاصلہ تھا اور دہائی سندھ درمیان میں جاہل خراسان سے غافل اور مطمئن تھے کہ قندھار لشکر اسلام باندھنا ہے ناگہانی کے سکھوں پر جاگدہ لوگ بھی جھپٹ پڑے اپنے گھوڑوں پر کہہ گئے ہوئے کہ فوج تھے سوار ہو کر مقابلے پر مستعد ہوئے تب دلاور دین و مندرا نے بندہ دونوں کے شکام سے بہت سے سکھ کو بھجایا کیا انہوں نے دہانے اور بائیں کا کلاورین کھینچ کر اوپر چالو بچا چونکہ فوج سکھوں کی کئی کئی تھی اور لشکر اسلام کم تب زنگی خان سردار نے اپنی ٹوٹی سر سے ادا کر کے شکام سے ہو کر واسطے فوج لشکر اسلام کے جناب کبریا میں دعا کی اور فوج سے کہا کہ ہمارا وہی وقت شجاعت اور دلیری کا وقت آ رہا ہے جان کو غریزہ رکھو اور ان کا فوجوں سے دل توڑو کہ ان کو اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے اور اس کے فضل و کرم سے تم فتح پاؤ گے سردار کے اس کلام سے تمام لوگ مستعد جانفشانی ہوئے اور سکھوں سے لڑنا شروع کیا چنانچہ جلد لڑائی ہوئی سردار کے لشکر اسلام سکھوں پر جھڑپا کر ادا کرنے لگے شکام کھائی اور سب بھاگ اڑے فوج خستہ رہنے لگا تو تب کیا اور اس کے بعد سے کوئی سکھ زندہ نہ بچا صرف تیس ہزار

آہر کو بہا دل خان نے بھی حاضر ہو کر واسطہ بعض سرداران شاہی کے اپنے لشکر کے کوئٹہ و پشاور کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ میں اس ملک کا خلیع سال بہا دل خان شاہی میں داخل کیا کرونگا اور جب فوج شاہی واسطے تہ تیغ و تاراج سکھوں کے لاہور میں آیا کر گی میں اپنے لوگوں کو شریک فوج شاہی کرونگا پادشاہ نے اس کا قصور جان کر کے غلٹ اور فرزان اہلیان سے سرخس فرمایا اور وہاں سے متوجہ پشاور کا بل ہوئے وہ ملک بھی داخل ملک محروسہ ہوا جاتا چاہیے کہ فوج بہا دل خان نے اپنے کو اولاد حضرت عباس بن عبد المطلب عم جناب رسالہ باب صلی اللہ علیہ وسلم سے قرار دیا تھا اس سبب سے عباسی کہلاتا جب نادر شاہ بعد تخیل ملک ہندوستان کے براہ کا بل ملک سندھ میں وارد ہوا سندھ کا ملک مع نواح ملتان کے داؤد پور کے رئیسوں کو عنایت کیا بعد اسکے بہا دل خان اول کہ بانی شہر بہاول پور کا پورا اس شہر کا نام اپنے نام پر رکھا تھا وہ نواح بیکانہ اور گنارہ لکھی جنگل تک اپنے قبضے میں لایا اس کے مرنے کے بعد بہا دل خان دوسرا بھیجتا اسکا دہان کا حاکم ہوا اس نے حکومت دہان کی اپنے چچا سے بہت اچھی طرح سے کی کتنے مہینے کی شخص حافظہ قرآن مجید اور عالم تہجد اور خوش نیت رعیت پرور محتاج فوج تیمور شاہ نے بہا دل پور کو بلایا اور وہاں کی رعایا کو لوٹا اس بہا دل خان نے بعد مراجعت شاہ کے بطون پشاور کی لاکھ غلاموں کی لاکھ روپے نقد رعایا کو دیا کہ اپنے شہر کو ایسا آباد کیا کہ اب ہر شہر کی جنس اور ہر طرح کی چیز وہاں ہم پہنچی ہو اور رعیت پر ایسا رتبہ اور عفو اور اس طرح کا انتظام ہو کہ اگر کوئی مسافر سونا اور چوہرات میدان میں ڈال کر سو رہے یہ کسی نہن اور چور کی مجال نہ ہو کہ اس کی طرف لکھ اور کھا کر دیکھئے اور وہ ملک ایسا آباد ہو کہ نیکو بھی زمین ندامت سے خالی نہیں ہو اور اس ملک کی حدود دہتان اور بیکانہ اور لکھی جنگل اس سندھ وغیرہ سے ملی ہوئی ہیں وہاں کا حاکم ضرورت کے وقت تیس ہزار آدمی سوار اور پیا دے اپنی قوم کے جمع کر سکتا ہو

بیان تادیب کرنا تیمور شاہ کا شاہ مراہی والی ترکستان کو

چونکہ اکثر مراہی اور ترک والی بجا بہت سے نواح خراسان اور ایران کو کہ داخل ملک محروسہ شاہی میں لوٹا کرتا تھا تیمور شاہ اسلام کی پادشاہی کو سکے اور سکی ان حرکات سے پہلو تھی کرتا تھا جب تیمور شاہ نے بجا و پور پرورش کی تھا شاہ مراہی نے خراسان پر دیر لاکر شہر مرو کو کہ خراسان کے ملکوں سے شہر مرو شہر کوٹ کو قریب تیس ہزار آدمی کو وہاں سے لیجا کر خراسان میں آبا کیا اور بجا اور مرو کے ملکوں کو مرو میں آباد کیا جب یہ خبر تیمور شاہ کو معلوم ہوئی بہت ملال ہوا اور قصد ترکستان کا مصر کیا اور قبل از روانگی اپنے ارکان دولت کے صلاح اور مشورے سے مراہی کو کہ ایک نامہ کہ مضمون اسکا سبب طول عبارت کے اس مقام پر لکھنا گننا بیش بہن رکھتا بہ نصائح و نیدار اطلاع اپنے قصد کے اس طرف لکھ کر روانہ کیا اس طرف سے کشا پور بہت پر گزرتی اور بے راہی سے دست بردار ہو کر شاہ مراہی نے کچھ اور سپہ خیال اور عمل نکیا اور راستی پر آیا بلکہ ایسی اور بدیوشی پر قائم ہوا اور پر شیدہ فوج خراسان اور ایران کی طرف بھجوتا تھا تا چار تیمور شاہ ایک لشکر جو لاہور و سر ملتان باوقار ساتھ لیکر کابل سے بجا میں پہنچا اس خیال سے کہ شاید دلی بخارا از رو سے عقیدت کے معرفت قاصدوں کے اپنا قصور سمان کرانے کہ خوئیزی مسلمانوں کی نحو کر جب لشکر درانیہ ماہ مجبورین اتجہہ دیا سے اسویہ یعنی جہون کے کنارے پر پونجا ت شاہ مراہی نے بارادہ جنگ فوج اندر کیا اور درازا حرکتی قریب پچاس ہزار سوار کے بخارا سے لیکر لشکر شاہی کے مقابلے کو آیا اور جنگ خزاوئی فیما بین شروع ہوئی ایک روز شاہ مراہی نے اپنے بھائی کو تیس ہزار سوار دیکر رخصت کیا اور کہا کہ دریا اسویہ سے اوتر کے لشکر تیموریہ کی پشت پر پہنچ کر حالت غفلت میں

[illegible]

قریباً بیسویں بانی خان صاحب جانے بہت تعظیم و ادب سے پائی بلکہ واجب وہ چلے گئے تب عینے پوچھا کہ کون تھے اوس رئیس نے کہا کہ یہ دونوں لشکے سلطان ابو الغازی خان کے ہیں شاہ مرادلی کے ہاتھ سے انکی ایسی حالت ہو یہ دو گھوڑے اوسکی سرکار سے انکی سواری کے لیے مقرر ہیں شاید کہ یہ دونوں خواجہ بہاؤ الدین نقشبند مدرسہ الغزنی کے مزار کی زیارت کو گئے ہوں گے پھر اوس پر زاد نے پوچھا کہ انکے باپ سلطان کا کیا حال ہے تو نے جواب دیا کہ میرے سجدہ جاع میں غماز کے لیے جاتا ہوں ایک گھوڑا و سکی سواری کے لیے اور کچھ آدمی ارولی کے واسطے عین ہیں جب وہ سجدہ میں جاتا ہوں تو اسکی کوئی تعظیم نہ کرتا شاہ مرادلی نے منع کر دیا ہر کسب نمازی بھی جی آدم ہو اور سلطان بھی جی آدم پھر تعظیم کی کیا وجہ اور قطع نظر اسکے مسجد میں کبھی تعظیم کر نہیںیں اور ابو الغازی خان کا نام سکہ سے موقوف کر کے اپنے باپ کا نام سکہ پر نقش کر دیا ہوا اور وہ سکہ سونے کا ہر کسب جار پوئے پرتگستان میں رائج ہوا اور اوس سکے میں ایک طوطا و انبال فی مرحوم کر اوسکے باپ کا نام ہوا اور دوسری طرف نام شہر کا اور سال ہجری لکھا گیا کہ ہر جب پر زاد نے یہ بات سنی چند روز بخارا میں قیام کیا اور اس حال کو موافق بیان کے پایا ابو الغازی شاہ مرادلی نہایت منشرح اور دیندار ہوا اور احکام شہرہ عید کی تیویج پر مکمل استعداد و مصروف ہو

بیان باغی ہونے سے نصویر کشمیر کا اور جانا فتح تیمور شاہ کا اوسکی تنبیہ کے لیے اور شکست کھانا فتح کا

جو کہ حاجی کریم داد خان عرض گئی باجی زلی احمد شاہ دولتی مرحوم کی طرف سے صوبہ داکشیر پر تاجپہر اوسکے سرنگ کے بعد آنا دھان کا چھوٹا لڑکا اپنی باپاؤ اور دلاوری سے کشمیر کا صوبہ دار ہو گیا اوسنے اپنے بھائیوں کو دھان سے نکالا اور انظام مالی اور ملکی دھان کا اپنے طریق پر کیا اور تمام سپاہ کو زورقا اور چٹے نقیس شال کشمیری کے دیکر سبکو راہی اور خوشنود کیا اور قریب تین ہزار آدمی سکھ اور پنجاب کے جوان خوب دلاور و کور کر کے اور تیمور شاہ کو خراج کا دینا موقوف کر کے باغی ہو گیا تیمور شاہ اوسکی اس حرکت سے نہایت منغص اور کھد ہوئے اور اپنے دوستوں کی ہر یک صلاح سے خراہم علیٰ غلبہ کیا تب خان موسوی کو اوسکے پاس بھیجا کہ اوسکی نصیحت اور فیاضی کر کے زادہ بہت بڑا لے چنانچہ خان مسٹر کشمیر میں پونچھے مگر آزاد خان کی بھاری دھڑلائی دیکر کہ خد کہ نصیحت آمیز اوسکی مرضی کے موافق نہ تھا اور قریب دو تین لاکھ روپے کے نقد و جنس لیکر مراجعت کی ہنوز خان مذکور کشمیر سے آگے نہ بڑھا تھا کہ تیمور شاہ نے اوسکے قہر اور سرکشی سے ناراض ہو کر رتھی خان اور زمان خان کو کہ یہ دونوں ٹہے بھائی آزاد خان کے تھے تیس ہزار سوار اور بہت سے سردار ساتھ کر کے آزاد خان کی تنبیہ کے لیے روانہ کیا جب یہ فوج کشمیر کے قریب پہنچی قصبہ کھلی کے متصل کہ آزاد خان کا خراہمین رہتا تھا اور اوس رفد صاحب القاق بھی وہیں تھا پھر اے آزاد خان آمد فوج شاہی ہمراہ اور بھائیوں کے سنکر فوج کے دیکھنے کے لیے دریا کے کنارے پر کر فوج شاہی اور اوسمین فاصلہ تھا گیا اور کچھ سواری اس کے ساتھ تھے فوج شاہی کہ اس کنارے پر بھی اوتھوئے پوچھا کہ انکو سوار و خرم کون ہو آزاد خان نے زبان افغانی میں کہا کہ تمھارا باپ آزاد خان ہر آدھین آزادین ہندو کی کر کے چلا گیا دوسرے دن فوج شاہی اور آزاد خان سے لڑائی ہوئی کہتے ہیں کہ یہی بار فوج شاہی فتحیاب ہوئی اور لاٹھل خان کے سردار عظیم آزاد خان کے لشکر کا تھا مار گیا اور قریب دو ہزار آدمی اوسکے لشکر کے دریا سے سفطربا و میں غرق ہو گئے آزاد خان کشتی پر ہوا ہو کر چاہتا تھا کہ دریا سے اتر کے بھاگے اور اپنے ساتھیوں کو بھاگتے دیکھ کر ہنس رہا تھا اتنے میں پہلوین خان چچا زاد بھائی آوا کہ بھائی ہمارا زور دلاو رہا اوسنے آزاد خان سے کہا کہ انکو سردار میں تجھے نہ کہتا تھا کہ شاہ سے بغاوت کرنا تو بے نیتیں تو نے قبول نہ کیا اب بھلا بھاگ کر کہاں جاے گا اور شاہ کے ہاتھ سے کیونکر امان پاے گا اب تو بھلا ہر کہ میں فوج شاہی سے اتر کے اوسکا

حکومت دیتا ہوں عرض ملک بلوان خان نے اپنے لشکر کو چاروں طرف سے جمع کیا اور لڑائی شروع کی اور غور بہرستان سے لڑائی ہوئی
 کار سے فوج شاہی بھاگ اوسٹے اور برہان خان پول زنی گرفتار ہوا پس آزاد خان غیاب ہو کر شیر کوروانہ ہا پھر فوج شاہی
 قصبہ کھلی میں اگر ساز و سامان اپنا درست کر کے شیر پر چڑھ گیا آزاد خان نے وہاں بھی مقابلہ کیا اور بڑی لڑائی واقع ہوئی آخر کو
 پھر فوج شاہی اوسکے مقابلے کی تاب نہ لا کر پس ہوا سو ہی اور دو تین سرسرا نامی اور بہت سے آدمی لشکر شاہ کے گرفتار ہوئے
 اس لڑائی میں ایک شخص کی نقل عجیب تھی کہ وہ باوجود شکست کے تلوار ہاتھ میں لیکر آزاد خان کے آدمیوں سے لڑتا تھا اور
 تلوار راتا ہوا پیش قدمی کیے چلا جاتا تھا آزاد خان نے اوسکی جرأت اور بہادری دیکھ کر اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ اس جوان کو
 زندہ میرے پاس لے آؤ پھر خبر لوگوں نے اوس سے کہا کہ جنگو ہمارا سرور آزاد خان بلاتا ہے اور جنگو امان دی ہے مگر اوسنے نہ مانا
 اور اوسکی طرح سے تنہا لڑتا رہا آخر ایک کچھ لے کر اوسکے ہاتھ پر تلوار ماری اور نہرہ اوسکے ہاتھ سے گر ٹپا پڑا اوسنے بائیں ہاتھ
 میں تلوار لی اور دایہ ہاتھ پر آدمیوں نے اوسکو چاروں طرف سے گھیر لیا اور اوس سے کہا کہ اگر اسی جوان تو نے اپنے آقا کا حق نہ
 خوب ادا کیا صاف تو میری فوج کی شکست ہوئی اور تو تنہا رہ گیا ہے اب کیوں اپنی جان دیتا ہے تو ہم جنگو اپنے سرور کے ہیں
 لے چلیں اوسنے جنگو امان دی ہے اب تو ہم کو کچھ بات ہے تو تم لوگ مجھے دوڑ سہو میں آپ تمہارے سرور کے پاس جاتا ہوں
 پس لڑا سو قوت کر کے تھوڑا سا پیالہ پیا اور سرور کے پاس جا کر گھوڑے پر سوار سلام علیک کر کے لڑا سو گیا آزاد خان نے پوچھا
 کہ تو کون ہے اور کہاں کا رہنے والا اور کس قوم میں ہے وہ بولا کہ میں سپاہی رہنے والا ملک یوسف زنی قریہ امان خیل کا کسان
 ہوں نام میر علی شاہ ہے آزاد خان نے لشکر اسی وقت ایک جگہ کو بلا کر کہا کہ اگر دس روز میں اس جوان کے زخم تو نے اچھے
 نہ کر دیے تو جنگو قتل کر دینگا اور سو روپیہ نقد خرچ کے لیے دے گا اور دو دن دقت کھانا اپنے باور چھانے سے مقرر کیا اور سو روپیہ
 درمہار کو دیا جب یہ جوان دس روز کے بعد غسل صحت کر کے آزاد خان کے پاس حاضر ہوا اوسنے پوچھا کہ اگر اسید ہمارے لشکر میں
 سے کوئی شخص جنگو پھانسا ہے یا تو کسی کو پھانسا ہے اوسنے کہا کہ میں سوا انیب اللہ خان کے اور کسی نہیں پھانسا ہوں آزاد خان نے
 نجیب اللہ خان کو بلا کر اوسکے روبرو کیا خان نے دیکھ کر اوسکو دیکھا کہ کہاں میں اس جوان کو خوب پھانسا ہوں اور اوس سے
 اچھی طرح واقف ہوں کہ یہ سپہید ہے آزاد خان نے پانسو روپیہ نقد عنایت کیا اور تین سو روپیہ تنخواہ مقرر کی اور کہا کہ تو اپنے وطن سے
 اچھے اپنے جوان دلاور کا راز مودہ بلا لے میں اوکی تنخواہ مقبول اور غرت کے ساتھ اپنا نوکر کروں گا بعد اسکے آزاد خان نے
 فوج شاہی کے قیدیوں کو طلب کر کے فرمایا کہ تم سب آدمی میری نوکری قبول کرو جن لوگوں نے قبول کی اوکی تنخواہ پیش فرماؤ
 اور قریب پندرہ سو آدمیوں کے آزاد خان کی نوکری پر راضی ہوئے اور انکا کیا اون سبکو آزاد خان نے نشیون پر بٹھا کر دیباہیز
 ڈھوا دیا کہتے ہیں کہ آزاد خان اپنی سپاہ کی قدر دانی جس قدر کرتا تھا اوسقدر ظالم اور غریبی تھا

بیان مقرر ہونے دوسری بار فوج کا بر داری مدد خان آزاد خان پر اور قل ہونا آزاد خان کا

جب دارالسلطنت کا بل میں تیر ہر شاہ کو خبر ہوئی کہ مرتضیٰ خان اور زمان خان نے آزاد خان اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ سے
 نہریت پائی اور حق فیض طلب خان وغیرہ سرداروں کے بھاگ کر پٹا ور پونچے اور بہت سی فوج تباہ ہو گئی اس حال کے
 سننے سے شاہ کی طبیعت نہایت ملول ہوئی اور فی الفور کامل سے مع لشکر پٹا ور میں آکر پہنچے اور سردار مدد خان کو کہہ کر مدد مانا
 اور دلاور رنگا حلال اور خدا ترس تھا جس اور سرداران قدر دانی اور یوسف زنی کے بہت سا سامان جنگ دیکر اکل خان کے

استیصال کے واسطے رخصت کیا سر دار مذکور دریا سے سندھ کو اکٹ کے کنارے سے عبور کر کے نواح کشمیر میں وارد ہوا آزاد خان نے کشمیر شہر غلطی کرتھا تھا مردخان کا حکم لیا چند روز فیما بین جنگ فراولی رہے سر دار مذکور نے کئی آدمیوں کو قتل کیا آزاد خان سے وعدہ الطاف شاہی کا کر کے اور قہر سلطانی سے جبراً کے اپنے ساتھ متفق کیا کہتے ہیں کہ ایک دن رات کے وقت آزاد خان نے اپنے ایک سردار شاہی خان نام کو شب بخون مارنے کے لیے لشکر شاہی بھیجا کہ سر دار مردوخان جبردار ہو گیا اور غوب لڑائی ہوئی۔ آزاد خان بھی پیچھے سے پہونچ کر بہت سی کوشش کی مگر کچھ مفید نہ ہوئی آخر کو اپنے لشکر میں جلالا اور خاں فریقین کا یہ تھا کہ جس قدر دشمنان کو کشتن زیادہ کرتے تھے اوسی قدر دونوں طرف کے زخمی اور قتل ہوتے تھے جب آزاد خان کو معلوم ہوا کہ میرے لشکر کے کئی سردار مردوخان سے مل گئے ہیں اب مجھے کچھ نہو کیسا پس بہتر ہے کہ کسی اور جگہ جا کر زور دیر کو فی کابا کام میرے ہاتھ سے نکلے یہ سوچ کر کشمیر کو چھوڑا اور کچھ یومی متحدہ اپنے ساتھ لیکر لوٹا ہوا کہوستان میں کس کی طرف گیا اس واسطے کہ وہاں کا حاکم رستم نام آزاد خان کا خسر تھا اور وہ پہاڑی بھی مکان قاب تھا اور شیلے دشوار گزار وہاں بہت سے تھے رستم مذکور نے ظاہر میں اپنے داماد کی خاطر داری بہت کی اور اپنے مکان میں اوسے نظر رکھ دیا کی اس سبب سے آزاد خان نے اوسے کو گویا اپنا گھر سمجھ کے باطنیان قیام کیا سر دار مردوخان نے رستم مذکور کو بھی بھیجا تھا کہ آزاد خان آدمی بدبیت ہے اس سبب سے وہ نزد میں تھا اور ڈرا کر آزاد خان مرد جابر پر ایسا نوکہ چمکاتے کہ میرے ملک کا مالک ہو گیا اور یہ بھی ہونے خیال کیا کہ اگر سر دار مردوخان کی مرضی کے موافق عمل نہ کر دے گا تو قہر بادشاہی میں گرفتار ہو گا میں اوستے ہستہ بہتہ میلے اور بہانہ سے آزاد خان کے بقیوں اور ہتھیاروں کو اوس سے جدا کیا مگر ایک پلینی اوس کی گھر میں رات دن رہتا تھا کہتے ہیں کہ ایک دن رستم مذکور نے اوس کو ٹھہری کے دروازے میں کہ جس میں آزاد خان سوتا تھا باہر سے قتل لگا دیا اور سردار مردوخان کو گویا بھیجا کہ میرے آزاد خان کو قید کر لیا کہ تم جلد آؤ اور کام اوسکا تمام کرو سر دار مردوخان نے اسلام خان درانی کو ساتھ دو ہزار سارے اوس کی گرفتاری کے لیے بھیجا جب آزاد خان جاگا تو اپنے کو جبرے میں قید دیکھا بھیجا کہ میرے خسر نے مجھے دغا کی اب میرا بچا بہت دشوار گزار تھا ہوا تو تیزی قوت اور غری سے مارا جاوٹا اس واسطے اوسے پلینی اپنے اوپر مار لیا اسلام خان نے جب دروازہ کھولا کا کھولا دیکھا کہ عمیم جان چڑپس آنکھیں اوسکی دونوں نکال میں آزاد خان نے کہ کچھ سانس باقی تھی اسلام خان سے کہا کہ آؤ کہتے آؤ میرے پاس تھپا ہونے تو میرے پاس تو مگر نہ آسکتا یہ کہا اور مگر تیسو شاہ کہ آزاد خان کے مناد سے ترو دیشا اور میں تھے جب اوسکا مراد آنکھیں اور پیچھے سے لاش بھی حضور میں پہونچی ظاہر میں اوسکے قتل ہونے سے بہت تاسف کیا اور فرمایا کہ آزاد خان جوان دلاور صاحب عظیم تھا مگر اوسکی لاش کو دفن کا حکم نہ آیا اور میدان میں چھکوا دی نہ چل اور کتے کھا گئے پھر آزاد خان کی مان کو قند ہارے بلا کر کہا کہ ہمارے امیروں میں سے جس سے تو راضی ہو جائے کر لے کر تیرے پیٹ سے اور ایک لوکا مثل آزاد خان کے صاحب جرات پیدا ہوا اس واسطے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ شجاعت اور دلاوری آزاد خان کی تیرے پیٹ کی تاثیر سے تھی اگر یہ وصف حاجی کریم دادخان اوس کے باپ کے سبب سے ہوتا تو اوس کے اور بڑے بھی کلا درود تو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی آزاد خان کی طرح سے بہادر اور شجاع ہوتے اوسکی مان نے عرض کیا کہ قربانت شوم نہ احمد شاہ سپا دشا پیدا ہو گا کہ تیسو شاہ سا لوکا اوس سے پیدا ہوا اور نہ حاجی کریم دادخان سا مرد ہو گا کہ آزاد خان سا لوکا اوس سے پیدا ہوا اور نہ امیر جو آپ کے سامنے ہیں میں ان کے منہ پریشاب کرتی ہوں انکی حقیقت ہر بادشاہ نے پسے کہ کچھ سکوت کیا بعد اوسکے اوس سے فرمایا کہ آزاد خان نے تیرے پاس بہت سارے کتے تھے یہ بھیجا کہ وہ سب سب حوالہ کر اوس عورت مردانہ بہت سے خوب سوال جواب دلاورانہ کیے اولاکھو لاکھ روپیہ دیکر کچھ باہمی تھوڑا مقرر کرانی اور قلعہ جگہ آزاد خان کے لڑکے کم سن کو لیکر قندھا کو روانہ ہوئی تیسو شاہ آزاد خان کی جبر کو کہ کشمیر میں تھی اپنے متحدہ میں آؤ اور دم نہ لیں

داخل کیا کہتے ہیں کہ آزاد خان کا لڑکا لالہ اجیری ایک زندہ تھا آزاد خان کے حال میں بھی لوگوں نے لکھا کہ وہ سوا بہادری کے سنات بھی بہت لکھتا تھا چنانچہ دو تین ہزار اپنے سرداروں اور صاحبزادوں کے واسطے جینے مرعہ اور گھوڑوں کے ساز سوسلے پہلے اور ولایتی تلواریں اور چمچوں کے غلاف سونے سے منڈھے ہوئے اور قبائیں گنواب اور زبردست اور جامہ دار اور محل کا شانی اور ٹیکے اور شلے کشیری بنوا کر عنایت کیے تھے اور تنخواہ میں بھی بیش تر از قدر کی تھیں اور اپنی منہج خاص کے آدمیوں کو بارہ ہزار سوار تھے حکم کیا تھا کہ اپنے گھوڑوں کے ساز اور زین اور تلوار اور بندوق اور چمچوں کے غلاف نفرتی بنوائیں اور روپیہ اسکا اپنے پاس سے سکودیا اور ب لوگوں کو قبائیں بنات اور اطلس کی دیتا تھا گریبان سخاوت مزاج اور شاہی تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ چنانچہ اہل دربار اس کے پاس جایا کہ قصدا کرتے تھے تو اپنے گھر والوں سے یہ لکھ کر نصرت ہوتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کے پاس سے زندہ پھر کیے یا نہیں اور دستہ جوان اسکا ایسا وسیع تھا کہ تین ہزار قاب ملا اور بیانی پنج پشاور کی دونوں وقت اس کے سامنے آتی تھیں اور ب آدمی کھاتے تھے اور کئی قاب میں ڈیرہ سر سے کھانا نہ ہوتا تھا کہتے ہیں کہ ایک دن کشمیر سے کچھ دہلیک جنگل میں نکلا لوگ کیا تھا کہ کھانا کا وقت آچو نہی حکم کیا کہ بدستور کھانا حاضر کرو نا واقعہ آدمی حیران ہوئے اور سمجھ کر اس جنگل میں اس قدر کھانے کا سبب کہ ان پر ہونیکا کہ تین ہزار قاب ملا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ کراج بہت سے آدمی کا پر داز یا د چنانے کے قتل کیے جائیں گے اتنے میں تین ہزار قاب ہوئی کھانے کی مع سامان حاضر ہوئیں کہ بدستور ب آدمیوں نے خوب سیر ہو کر کھانا اور بہت سا کھانا پانچ ہا فیض شخص بجمع معائنہ سمعت تھا ایک قوم کہ سازوں کو نواح کشمیر کو لٹا کر تھی اودن میں سے اسے قتل کیے کہ اودن کے سر دن کا ایک بڑا مینار بنایا تھا کہ بہت دور وہ مینار نظر آتا تھا اور چار برس کی کشمیر کی صوبہ داری میں یہ سب باتیں حاصل کی تھیں اور علمو کی تجدید ستائیں برس کی ہوگی کہ جب مالگیا کہتے ہیں کہ اس کے خراج میں غصہ بہت تھا اور سنگینی بھی تھی ایک دن ایک لوگی سال بھر کی اوکی منہ کے کمرے پہنچتی تھی اتفاقاً وہ چٹاب کر دیا پسے فوگرا اس بچے ناظم کو کھٹے سے ہاتھ میں اٹھا کر آگ میں ڈال دیا کہ وہ جب لکھنا کہ ہوگی + + +

بیان باغی ہونے ارسلان خان مہمند کا اور قتل ہونا فوج شاہی کے ہاتھ سے

ارسلان خان مہمند کہ بعد سلطنت احمد شاہ درانی میں صوبہ دار سرسند کا ہوا تھا اوسنے تیمورشاہ سے بغاوت کی اور تمام دیہگان میں کہ پشاور سے درہ خیبر کے اوس طرف ہر اپنے قلعے میں مستند ساز ہو کر بیٹھ رہا اور آدمی قوم آفریدی اور بہت سے پشاوروں کو اپنے ساتھ متفق کر کے آمدورفت فوج شاہی اور ساز و کار بند کی جو شخص کہ اس پر تاج و کاندھان قبول کرتا تھا اپنے ایک آدمی کو اس کے ساتھ کر کے درہ خیبر سے بسلاست نکلتا دیتا تھا اور اس سبب سے کہ مکان بہت مضبوط اور بہا و شاد گزرتھے فوج شاہی اور بہر قابو نہیں پاسکتی تھی تیمورشاہ نے کئی مرتبہ فوج بھیجی مگر کچھ بیش نہ گئی اس سبب سے تیمورشاہ بہت منہص اور ملول رہا کرتے تھے آخر قاضی فیض احمد خان کہ دارالہمام سلطنت تھا اوسنے اپنی تدبیر سے تین بخت کھاکے اور وعدہ امان جان کا کر کے ارسلان خان کو حضور بجا رہا میں طلب کراچاہ وہ آیا تو اسکو قید کر کے تیمورشاہ کے پاس لیجا کر اسکو قتل کی درخواست کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد امان دینے کے قتل کرنا خلافت قانون بادشاہی ہر آخر کو قاضی نہ کرے اس بات کے درپے ہو کر اسکو ٹری زندہ قتل کرایا اور اسکی لاش کو باغی کے پانوں میں بند ہوا کے تمام شہر میں پھیرایا اور بیچے فتح خان یوسف زئی اتان خیل کو کر دیا اور رئیس مظفر آباد وغیرہ نواح کشمیر کا تھا اور وہ بھی ازراہ بغاوت کے فوج شاہی کے ہاتھ میں آتا تھا بواسطہ فیض طلب خان محمد زئی کے حضور شاہ میں حاضر ہوا بادشاہ کے حکم سے گلاوا ب کر اسکو مار ڈالا لالہ اجیری ایک اور کھانا غلغہ خان دہانگا

حاکم تھا اور وہ بھی بادشاہ سے اپنی تھاکر دم شاہی کو کچھ ایذا نہیں دیتا تھا اور اس خوف سے کہ جو واردات اس کا پیر بکرہ می تھی بادشاہ کے پاس حاضر نہ ہوتا تھا مغلز با دے حسن ابدال تک اس کی عیاری تھی +

بیان وفات پانے تیمورشاہ کا

جب تیمورشاہ پشاور میں تھے تو کئی شہزادے کم سن بھی اس کے ساتھ تھے بڑا میثا اور کجا ہا یون شاہ شرت الہا داحر شاہی قندھا کا نام تھا اور دوسرا میثا سلطان محمود خراسان اور سہرات کا حاکم اور شہزادہ نامدار زمان شاہ کابل میں دلیعیدی کے رتبے سے ممتاز تھا اس عرصے میں کجاک تیر شاہ کا عد اعتدال سے ملتا ہوا ہر چند کہ سب طیب علاج اور ترمیم کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہ دیتا تھا آخر کو پے سب علیمین کی یہ پتھری کی آب و ہوا پشاور کی آب کے نفع کے ناسوائف ہر بہتر و بچہ کہ حضور کابل میں تشریف لے چلین غالب ہو کر وہاں کی آب و ہوا آپ کو موافق ہو گئی چنانچہ تیمورشاہ سب کی تجویز اور صلاح سے کابل کو روانہ ہوئے جب لشکر شاہی فوج چار باغ میں نہ کابل سے چالیس کوس پہلے پشاور کے واقع ہوئے چنانچہ شہزادہ زمان شاہ اور کئی حال پاری کا اور توجہ پلٹ کابل کے شکر مغلز با دے کابل سے یلغار کو چ کہے یہاں پہونچ کر پیر بکرہ گوار کی خدمت سے مشرف ہوا اسبب تفرود کی دو گھوڑوں پر چڑھ کر شہزادہ موصوف کے راہ میں مرگے غرض کہ شاہ نے وقت ملاقات کے اپنے فرزند ارجمند کو کمال شفقت و محبت سے آغوش میں لیا اور بہت سیبا رکھا اور دو گھوڑے اپنی سواری خاص کے مع ساز و براق ملا اور ان گھوڑوں کی عوض میں حرمت کے پیر تیمورشاہ با اتفاق شہزادہ کابل کو روانہ ہوئے اتنے راہ میں کہ شہزادہ موصوف اور قاضی فیض امداد کے سر اسنے بیٹھے تھے اور نے فرما کر تین چار روز قبل اسکے بیٹے خواب میں دیکھا کہ کئی شخص آئے اور میری ڈیڑی میرے سر سے اتار کے اس شہزادہ زمان شاہ کے سر پر لکھ دی پس اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ میری عمر تمام ہوئی اس بات کے سننے سے شہزادہ اور چچی اور جو لوگ وہاں موجود تھے سب رونے لگے اور بادشاہ بھی آبدیدہ ہوئے اور شہزادہ موصوف کو چند کھلے نصیحت کے ارشاد کیے مگر صاف نہیں کہا کہ میرے بعد غلام شہزادہ رحمت نشین ہو بہر کیف جب کابل میں داخل ہوئے مرض کی روز بروز شدت اور ترقی تھی آخر کو یکشنبہ ساتویں شب ماہ شوال ۸۳۵ ہجری میں بادشاہ ممدوح نے جہان فانی سے عالم باد وانی کی راہ لی تیس برس سلطنت کی اولاد ان کی بہت تھی جو مشہور تھی نام اور کجا ہا یون لکھا جاتا ہے بیلا جہا یون شاہ کہ سب سے بڑا اور مرد عیاش تھا زمان شاہ کے حکم سے اس کے آئینہ نگار گنیمتین لکھ چری تک زندہ تھا دوسرا محمود شاہ یہ بھی زمان شاہ سے بڑا تھا قیصر خاقان گنیمتستان زمان شاہ سے چھ شہزادہ عباس با پچان شجاع الملک چھٹا شاپور سا تو ان فرزند الدین کہ بعد چ کرنے کے حاجی فرزند الدین مشہور ہوا

بیان جلوس شہزادہ زمان شاہ کا تحت سلطنت درانیہ پر

جب امرا سے عظام شمل مارا المام سلطنت قاضی فیض اللہ خان کہ نہایت فراعبدان اور طیس و امیس بلکہ نفس بلکہ شہزادہ شہزادہ کا تھا اور امین الملک نور محمد خان بابر کے مہار اور دار المام امروالی و ملکی اور علاء الدین صاحب خزانہ اور ہر کارہ باشی اور پانچ خان بابر کی محتاط سیر فرازان کہ سرفار با اقتدار اور با پ امیر دوست محمد خان اور فتح خان وزیر وغیرہ وفات تیمورشاہ سے آگاہ ہوئے مصلحت اس خبر کو مخفی رکھ کر سبکی صلاح و مشورے سے حکم عام دیا گیا کہ حضرت بادشاہ مذات خاص دیو بختار نے میں تشریف لا کر شہزادہ زمان شاہ کے سب دیواری حضور میں حاضر ہو کر حسب راجت کو فرش کجا لاکے دیدار سعادت آنا سے شرف اندوز ہوں چنانچہ سب امیر

اور کار پر واز موجب اس حکم کے دارسلطنت کابل میں حاضر ہوئے تب سب خیر خواہ مثل قاضی فیض اللہ وغیرہ نے دروازہ ملکہ کا بند کر کے حالت غارت خانہ کا ظاہر کیا اور آپس میں عہد و پیمان کر کے متفق ہوئے پھر بعد اسکے سب شہزادوں کو دیوان خاص میں لائے اور قاضی مخیر علی شکر متفق لفظ ہو کر شہزادوں سے کہا کہ بادشاہ ایک شخص ہوتا ہے اس وجہ سے مناسب ہے کہ ہم اور تم ایک شہزادے کو کہ نہایت سنجیدہ اور دل نشین ہو جو تمہارے گھر کے بادشاہ بنائیں اور دوسرے شہزادے اس کی اطاعت خوشی اور غصے کرنے میں شہزادہ زمان شاہ اپنے باپ کے عہد میں کابل کا صوبہ دار اور ولید بھی تھا اور جب بادشاہ حمام میں جاتے تھے سب امراء عظام اسی شہزادے کے سلام کو حاضر ہوتے تھے چنانچہ سب سرداروں کی اسے اسی پر قرار پائی کہ زمان شاہ تخت سلطنت پر بٹھایا جائے اس سبب سے کہ اس کے حسن اخلاق اور یک نہادی سے سب واقف تھے مگر اور شہزادے اس پر راضی نہ ہوتے تھے اور ہر شخص کو اس سلطنت کی خوشی تھی خصوصاً عباس شہزادہ کہ زمانہ اخیر سلطنت تیمور شاہ میں صوبہ پٹ و کامو تھا اور چل سونوں کے جنگجو پرکے شہزادہ تھا جسکو لوگوں کا سلام لیتا تھا اسکے دماغ میں از بس ہوا ہے سلطنت جاگیر میں بھی کیا تھا تھا کہ سلطنت مجکو مل جائے اور سب امراء سے وعدہ نوازش اور اطفا کا کر کے اور کو متوقع اور امید ہو کر تھا سب سرداروں کو دیکھا کہ شہزادے اس مقدمے میں خلاف کرنے میں سب اوٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے مکان میں جا کر بیٹھے زمان شاہ بھی اپنے دو تہائی نے کو تشریف لے گئے پھر بعد گفتگو اور بحث کمال کے رہے شہزادوں کی اس پر بھڑکی کہ شہزادہ عباس کو تخت سلطنت پر بٹھائیں یہ مصلح ہے کہ شہزادہ عباس کے پاس گئے کہ اس کو اس خوشخبری سے آگاہ کریں امراء نے جانا شہزادہ کو کھانہ شاد کے پاس نہایت جا کر نو لایا ایک تہہ بہار دیا شہزادہ عباس دروازہ پر بھیجا اور اس کے محل کا دروازہ بند کر کے خوب بیگوت کر لیا اور چاروں طرف سے اس کو ضبط کیا پھر سب سردار شہزادہ زمان شاہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کو اپنے ساتھ لیکر انھیں شہر شوال شہر کے عجیب و غریب کے دن ساعت سعید عطار دین تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور سب امراء نے وزیرین گز رہن شہزادے سے بھی ہر ایک کو اس کی اچھوتیت کے موافق خلعت عنایت فرمائے کہ زمان شاہ کا یہ ہوا شہر حجاز یافت بحکم خدای ہر دو جان و روح سیکہ دولت بنام شاہ زمان اور جو شوکر انگوٹھی پہنکایا گیا تھا یہ بھی شہر قرار دار الطاف نوشتن نردوان و نگین حکم جہان بنام شاہ زمان و بعضا عینان کے انتظام امور سلطنت سے کہ نہایت مجمع امور کے قدم اور ضروری تھا لاش تیمور شاہ کی کمال توقیر سے تجیز و کفین کر کے اس زمین میں کہ قرب کابل ہے دفون کی اب ایک بڑا مقبرہ بنایا گیا ہے حاصل سب شہزادے تین روز تک مکان میں عباس شہزادہ کے ہر طرف اور پر غاش تھے اور زمان شاہ کی اطاعت پر اپنی زمینیں ہوتے تھے آخر کو جب اس تین روز میں اور کو آگیا میرنوار عباس شہزادے کے مکان میں مجبوس تھے ہمارا عاثر ہو کر شاہ زمان کی کہ بادشاہ ہو گئے تھے فرمانبرداری اور اطاعت پر راضی ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم کیا کہ ان سب کو اس کابل کے اندر اس قلعے میں کہ قلعہ کہہ پر واقع ہے نظر بند رکھو مگر شجاع الملک کو کہ نابالغ اور کم سن اور بادشاہ کا حقیقی بھائی تھا اپنے ساتھ رکھا اور اس کا خیال اپنے خیمے کے قریب رکھ کر لایا المختصر بادشاہ انتظام امور مالی و ملکی میں مشغول ہوئے اس وقت میں عمر شاہ کی بیسی برس کی تھی پھر بادشاہ نے ہر ایک امیر کو خطاب اور منصب عنایت کیے رحمت اللہ خان صدر دہلی کا ملان خیل کو کہ مرد دل شہزادہ اور صاحب تدبیر تھا ساتھ خطاب محمد اللہ و داد خان بہادر کے سرداروں کے مدارا امام سلطنت اور شیر تدبیر مملکت مقرر فرمایا یہ رحمت اللہ خان بسبب ناموافق قاضی فیض اللہ کے عہد تیمور شاہ میں خاندان نشین تھا اور حاکم شیر محمد خان باہمی بیٹا شاہ ولی خان وزیر کا کہ بعد قتل پیر کے گوشہ نشین ہو کر غریبوں میں اپنی اوقات بسر کرتا تھا اسکو شرف التوزار اختیار الدرد خطاب دیکر مرتبہ وزارت عطا کیا اور دین الملک کو بہتور دیوان علی رکھا

بہو کے اور ملک کی لڑائی سے بچ کر کیا اور حاضری فیض آمد کو ناراض ہو کر قید کیا اور تمام مال و سہا ب و سکا ضبط کر لیا یہ قاضی نے چری خلیفہ کا مل میں قید کیا معلوم ہوا کہ شاہ زمان بادشاہ اس شخص سے کیوں آزرہ تھا الغرض یہ شاہ نے اتظام سلطنت سے فراغت باقی شہزادہ جہا یون کو کہ صوبہ قندھار تھا اس کے لئے کہ اس کے فضل و کرم سے سلطنت ہوگی حاصل ہوئی اور سب جہا یون اور سرداروں نے بے سنا و غبت یہی رطاعت قبول کی لازم ہو کر تم بھی تقدیر الہی سے رضامند ہو کر میری اطاعت قبول کرو اور نظم و نسق قندھار میں لے جاؤ جہا یون شاہ نے جواب لکھا کہ تم میرا بابائے صوبہ داری اور فیصدی قندھار کی ملک موروثی اور غنت گاہ اس خاندان عالی شان کا ہر حکم و رعایت کی تعمی علاوہ اسکے میں سب سے عزیز بھی بڑا ہوں اس صورت میں سلطنت میرا حق ہے شاہ زمان کو جب جہا یون شاہ کی نافرمانی معلوم ہوئی تو قندھار قندھار کا حکم صبر کر کے لکھوا لیکر روانہ ہوئے جہا یون شاہ بھی وہاں سے بہت سی فوج لیکر چلا بلخ بیر وین کے در و کوس اس طرف قندھار سے ہر دو فوج لشکر کا مقام ہوا جہا یون شاہ کی طرف سے معبر علیخان میرا تو باریاد زندہ سردار مدد خان اسحاق زئی اور شاہ زمان کی طرف سے سردار بابینہ خان جنگ ہرادی پرتا نزد ہوئے جب دونوں لشکر مقابل ہوئے جہا یون شاہ کے سردار ہرادی نے اطاعت شاہ زمان کی قبول کی اور لشکر شاہی میں داخل ہوا جب جہا یون نے یہ حال دیکھا تو ہراسان ہو کر کھاگ گیا تب سب اس کے سرداروں نے بچون کے کہ لکھا کھا گیا شاہ کی طرف اور لکھا کباب جہا یون کی طرف تھا جہا یون کی رفاقت ترک کی اور ملازمت شاہ سے مشرف ہوئے شاہ نے بقدر لیاقت ہر شخص کے منصب رعایت کیا جہا یون کے سرداروں نے جو کچھ مال و سہا ب و سکا اس کے ہاتھ لگا وہ سب شاہ کی نظر سے گذرا اور داخل کارخانہ شاہی ہوا جہا یون کے سرداروں سے کوئی شخص سوا دلدار خان کے نہ لڑا و دلدار خان کے کہ لڑا و سکا خضر تھا اس کے پاس نہایت آکر جو جہا یون نے مجبور ہو کر ہرستان بلوچستان کی راہ لی اور نصیر خان کی عمارت میں منہ خراج گذار خانان سلاطین درانیہ کا تھا جا کر نیاہ بکڑی شاہ زمان فقیہ ہو کر قندھار میں آئے اور باغیوں اور سرکشوں کو تلاش کر کے ان کو موزادی اور اپنے فرزند ارجمند قیصر نام کو کہ کس تھا اناناب اور ولیہد کے قندھار میں چھوڑا اور عبداللہ خان فوز زئی کو اس کا نائب کل مقرر کر کے اپنے سرداران جیسلس القدر کو ساتھ لیکر کابل میں دوق اور فوج

بیان ہونے شرف النور راجہ نقیب محمد خان کا طرف بلوچستان کے واسطے تقاب جہا یون کے

جب شاہ زمان نے سنا کہ جہا یون بلوچستان کی طرف گیا ہوا نصیر خان کی حمایت میں پناہ لی ہے تو یہ ارادہ کیا کہ خود اس طرف کو جائیں اس اثنا میں عرضداشت نصیر خان کی پہنچی اس نے کمال عجز و انکسار سے لکھا کہ خاندان حضور کا فرمان بردار ہوں روزوں جہا یون شاہ مصاحبان بدلطواری کے اغواء سے حضور کی اطاعت سے منحرف ہو کر غریب خانے پر تشریف لائے ہیں اور کچھ بیجا حضور میں طریقہ سب اور مروت کے خلاف سمجھ کر عرض کرنا ہوں کہ اب وہ کبھی آپ سے بغاوت نہ کریں گے اور اس غلام کی زندگی تک کی سطح کا فساد و انکی ذات سے ظہور میں نہ آئے گا اور حضور کی بدولت نہ لکڑا روٹی کا کچھو میری حق میں اس نے دینے نکلون کا اور ان کو بھی کراہ بہت پر لاکر حضور میں بٹانہ کرنا کباب حضور اون کی جان بخشی کرین کہ غلام کا موجب سر فرازی ہے بادشاہ نے فیقرہ اس نصیر خان کے دہان کا قصد موقوف کیا اور جب لشکر شاہی قندھار سے خراسان کی طرف سلطان محمود کے دریافت حال کے واسطے کہ یہ بھی برسے بھائی بادشاہ کے تھے اور جہا یون سے چھوٹے روانہ ہوا ہنوز قندھار دو کوس رہ گیا تھا کہ عرضی سلطان محمود کی پہنچی اس نے لکھا تھا کہ میں حضور کا فرمان بردار ہوں اور آپ کو بجا سے شاہ باباجت مکان کے سمجھتا ہوں میری وار سون کہ بدستور عند حضرت شاہ بابا مغفور کے ملک خراسان اور ہرات میرے حوالے ہے میں بھی احکام شاہی سے عدول نہ کروں گا امر سب بدولت نے بھی عرض کیا کہ آپ آخر کسی شہزادے کو ہرات میں مقرر فرمائیں گے اس سے بہتر یہ کہ سلطان محمود کی کوہان فاکم بھیجے اب سب ارکان دولت کے عرض و مودت سے شاہ نے حکومت ہرات اور خراسان کی سلطان محمود کی رعایت فرمائی اور فرمان بلخیاں کا

سلطان محمود کے پاس بھیجے یا اور خود بقصد شیر محمد خان کا بل میں داخل ہوئے اس عرصے میں خبر پونجی کو نصیر خان بلوچ نے دہشت پائی اور اسکا لڑکا محمود خان نامی کہ کم سن بچہ نصیر خان کا کہ جوان بچہ ریاست کا مالک ہوا وہ چاہتا ہے کہ نصیر خان کے لڑکے کو نکال دے اور ہایون شہزادے کو بھیجے بھگتا ہے کہ آپ سختی سلطنت میں بین قوم درانی کو جمع کرنا ہون آپ قندھار کا قصد کریں جب یہ خبر شاہ نانا کو پہنچی شاہ نے حافظ شیر محمد خان مختار الدو اپنے وزیر اوسید خداداد کو سادات شوارک لوہین سے تھا معتد الدولہ اور امین الملک کی طرف سے فوج محمد خان بابر کو نصرت کر کے ارشاد کیا کہ جس طرح سے ہو ہایون کو سمجھا کے میرے پاس لاؤ شاہ یہ حکم دیکر بقصد ہندوستان داخل شپارہ پہلے القصد مختار الدو اور سید موصوف وہاں پہنچے اور ہایون کا اطمینان اور مدد بھی بخوبی کر کے اپنے ساتھ لیکر شاہ کی طرف روانہ ہوئے قندھار میں سید مذکور نے شہزادہ ہایون سے سازش کر کے کہا کہ میں اپنی مدد یہ صاحب سے آپ کو سلطنت دلاؤ گا بشرطیکہ مجھے عمدہ وزارت کا وعدہ کیجئے چنانچہ دونوں میں عمدہ میمان ہو گیا شیر محمد خان بادشاہ کو مدد دینا اور خلافت اس تھا اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میں شہزادہ یا اس سید کو قتل کروں قویہ بات دین و ایمان کے خلاف ہے اور یہی ملک عامی میرے خاندان کا طریقہ نہیں بادشاہ کو عرضہ ہشت گھنٹی کہ سید خداداد ہایون کو باطینان اپنے ساتھ لاتے ہیں اگر جنگجو حکم ہو تو میں حضور میں حاضر ہوں اس واسطے کہ اب میرا کام بیان کیجئے میں نے آخر کو شیر محمد خان کو مجب احادیث شاہ حاضر حضور ہوا اور انکے دنا سے کنارہ کشی کی

بیان پونجی ہایون شاہ کا قندھار میں اور اپنا شہزادہ قیصر کے ساتھ

جب مختار الدو حافظ شیر محمد خان بادشاہ کے پاس پونجی سید خداداد اپنے فرصت کو غنیمت سمجھ کر ہایون کو بادشاہ بنایا اور گرد و پیش کے آدمیوں کو جمع کر کے قندھار کا قصد کیا اور چاہا کہ سبط شہر قیصر کرے بعد اس کے اور شہزادوں پر ہفت کر کے جب اس راہ سے قندھار میں پونجی سرداران عوامی شہزادہ قیصر جمع ہوئے اور شہزادے کو کہ اس وقت میں سات برس کا سن تھا گھوڑے پر سوار کر کے بارادہ مقابلہ کرانے کے جب دونوں طرف کی فوج مقابل ہوئی شہزادہ قیصر کے سرداروں نے اپنی فوج کے تین غول کیے یا محمد خان صدوزئی کو اپنا سوار دیکر شہزادے کی محافظت کے لیے نذر کیا جب اوائی شروع ہوئی قوج شاہی نے کمال جرات اور دلوری سے ہایون کی فوج کو نہایت اور شکست دی چنانچہ اس کے لشکر کا انتظام بربہم ہو گیا اور سب بھاگ اٹھے تب دلاوران شاہی نے اور کھاتاق کر کے قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا ہایون کہ چند سوار لیکر اپنی فوج سے جدا ہو کر شہزادہ قیصر کی صف کی طرف لکڑا تھا جب اس نے اپنی فوج کی نہایت اور بے سامانی دیکھی تو غصے میں آکر تلوار کھینچنے سے شہزادہ قیصر کے قریب آیا درانیوں نے دیکھا کہ ہایون شاہزادہ ہوا اس سے لونا اور اوپر تلوار چلانا اس نے نہایت سب سے بھگتے چلنے کے اور قیصر شہزادہ کو اکیلا چھوڑ دیا چنانچہ اس اور دیگر بین ہایون کے ہاتھ سے تلوار کا زخم قیصر شہزادے کے گلے پر لگا او تلوار بھگتے لگا لگا لگا اور انکھیاں شہزادے کی زخمی ہوئیں وہ لوکا کم سن خون ٹپکتا ہوا گھوڑے پر کھڑا تھا تب شہزادہ احمد فرزند ہایون شاہ نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ لوکا بھرا رہا ہے بھتیجا اور میرا بھائی ہے اور بھتیجا بجا سے فرزند ہے میرا آپ کو سزا نہ دینی کہ اسنا سب تھا ہایون نے کہا کہ غصے کی حالت میں سہو میری تلوار اس کے ہرے پر لگ گئی یہ لکڑا گھوڑے سے اور ترنا سے کر کے کمال شفقت اور مہربانی سے اپنی گود میں لیا اور اسی وقت جراح کو لاکر حکم کیا کہ اسے زخمی دوا کرے اور ایک درخت کے نیچے بٹھا کر بااں درویشان بلوچ اتفاق کھا میں القصد جب خبر گذرنا پہنچے شہزادے کی ہایون کے پاس ببادران فوج شاہی کو کہ بھاگنے والوں کے پیچھے گئی تھی معلوم ہوئی سرکار احمد اور حیران ہو گئے اور اپنے دل میں کہا کہ ہم فوج تیار ہوئے تھے اور سب فوج ہایون شاہ کی بھاگ گئی تھی ہمارا شہزادہ کیونکر رستار ہو گیا جب یہ خبر راجہ بادشاہ کو پہنچی عبدالغفار نور زئی اور شیخ خان نقی باغی اہل کدو خان بابر زئی اور شیخ خان لوکا یا بنیہ خانی

کایہ سب بالا بلاروانہ پشاور کو کہ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوں باقی سردار و فوج متعین قندھار جا ہوں شاہ سے ملگنی پھر ہا یوں قندھا
مین داخل ہوا اور سکوا و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اس عرصے میں احمد خان فوزنی کہ شاہ زمان بادشاہ کی ملازمت کے واسطے پشاور کو
جاتا تھا اوسکو ہرات اور قندھار کے درمیان میں معلوم ہوا کہ شہزادہ قیصر گرفتار ہوا و جب بادشاہ خان اوسکے بھائی نے ہزہت پائی او
سب فوج تباہ ہوگئی اور ہا یوں شاہ نے قندھا میں اپنا تسلط اور قبضہ کر لیا تب اسنے اپنے دلین کہ کدھا یوں کون موٹا ہجہ کنگ شاہی
میں قندھ اور شاہ دربار کے میں پہلے اوسکا توارک کر دنگا پھر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گا کدھا یوں کو قید کر کے بادشاہ کے حضور میں لے جا
اس اردو سے قندھا میں اگر مستند لڑائی کا ہوا ہا یوں شاہ بھی اپنی فوج لیکر قندھا سے باہر نکلا خان ندر کو نے بدتمیز سوچی کہ ہا یوں کے
لشکر کو پشت پھیر کر رات کے وقت قندھا میں داخل ہوا اور پہلے شہر کو اپنے قبضے میں لاکر بعد اوسکے باطنیان ہا یوں سے مقابلہ کرے مگر
عبدالمجید خان پیر محمد اور افغان بارک زئی کہ دروازہ قندھا پر قہر تھا اوسنے دروازہ نہ کھلا بلکہ نند و قین نہ بنا شروع کیا تب احمد خان مجبور ہو کر
پھیر آیا ہا یوں شاہ اس خبر کے سننے سے لشکر کا کہ کوچہ کو قندھا چلا گیا اور تمام گورکان میں دونوں لشکروں نے لڑائی شروع ہوئی میان تک
کہ توارک کی نوبت ہوئی ملاحظہ واد ہا یوں شاہ کی طرف سے زخمی ہوے اور یوسف خان نمانا راہی شاہی احمد خان کی طرف سے مخرج ہو کر قندھا
ہوا ہا یوں شاہ نے چاہا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو قتل کرے مگر سرداروں نے اوسکی شفاعت کر کے جان بچائی احمد خان بھی تلواریں اپنے
زخمی ہو کر بھاگ اٹھا چونکہ فوج احمد خان کی قوم پنج پستے تھی اور فوج ہا یوں شاہ کی قوم نرک اور شجاع سے تھی اس سبب سے احمد خان کا پاؤ
سیدان میں نہ ٹھہرا اور بھاگ گیا اور قریب چھ کوس کے میلان سے جا کر سبب زخموں کے میوش ہو کر زمین پر گر پڑا ماسن درویش کے قوم
پنج پستے تھا اوسکو اٹھ کر اپنے گھر لگایا ہا یوں شاہ احمد خان کا تعاقب دو کوس تک کر کے پھرتا اور قریب ہا یوں قندھا پہنچا اور
عیش و نشاط میں بسر کرنے لگا دوسرے روز ہا یوں شاہ نے حال احمد خان کا دریافت کر کے ماسن درویش کے گھر سے ہلا کر کھنڈیل کا
دیا مگر اسانے فقہ اور صلے سے قندھا سے متعلق ہو کر اسکی جانتی خبر کرائی پھر احمد خان نے بھی اپنی جان کے خوف سے ہا یوں شاہ سے
عہد و پیمان کیا کہ میں ہمیشہ آپ کا خیر خواہ ہوں گا اس درمیان میں بہت سے آدمی آہستہ آہستہ غصہ بھائی کہ حضور شاہ زمان میں پہنچے

بیان توجہ شاہ زمان کا ہا یوں شاہ پر اور فتح باب ہونا شاہ کا اوپر

جب خبر ہزہت فوج شاہی کی ہا یوں کے مقابلے سے اور زخمی ہونا شہزادہ قیصر کا اور گرفتار ہونا سردار احمد خان فوزنی کی شاہ زمان کو پہنچی
تب لشکر جو راستہ لیکر شہر سے قندھا کو روانہ ہوئے پہلے کابل میں پہنچ کر وہاں سے قریب قندھا کے پانیدہ خان بارک زئی کو ہرا لیا
مقرر کیا ہا یوں شاہ نے فیض سنگ جانا و ناچار اپنی فوج لیکر چالیس کوس قندھا سے نکل کر مقابلہ کیا اور احمد خان فوزنی کو کہ شہزادہ اوسکے زخم
اچھے نہیں تھے ہرا لے کے مقابلے کو بھیجا اور خود آدمی متہذکہ تیغے فوج کے کھڑا ہوا اور جن آدمیوں پر اعتماد تھا وہ لوگ احمد خان
کے ساتھ کھڑے اور خود رات کے وقت اپنے سمندر آدمیوں کے ساتھ بے لڑے ہوئے ہرات کی طرف حرکت کا مقام روانہ میں کہ درمیان
قندھا اور ہرات کے ہجہ چا پو پنچا سردار احمد خان کہ جیڑ اور سکرا دل اور پیش جنگ ہوا تھا پانیدہ خان کے پاس جا کر اوسکے ذہنی سے
شاہ کہ حضور میں حاضر ہوا جب خبر بھانگے ہا یوں کی قندھا میں پہنچی پانیدہ خان کی زوجہ کہ ایک عورت صاحبہ اور عاقلہ مردانہ سیرت
تھی ایک چھتری کرین لگا کر ہر وقت منہ پر ڈال کے گھڑے پر سوار ہوئی اور شہزادہ قیصر کو کہ ہا یوں کی قید میں تھا اوسکو سند و لیہری
پر بچ کر کشادہ کرائی کہ دور دور مدد حضرت شاہ زمان کا ہجہ و بیج میں مرضی خان نامی کہ پانیدہ خان کا دانا تھا اوسنے بازار غریب
کے لوہے کا ارادہ کیا مگر زوجہ پانیدہ خان مانع ہوئی اور چھتری سے اسکو زخمی کیا شاہ عبدالمجید آغا شہری کہ مدد ویش صادق تھا

اوسے زور نہ کرے کہ ان جوان تیراغز اور دادا چڑا سکوتو غمی کر کے گرفتار کیا اگر اسکا حال بادشاہ کو معلوم ہوگا تو یہ جان سے مارا جائیگا بہتر ہے کہ اسکو خلعت و رخصت کر چو کہ وہ عورت محل کامل رکھتی تھی اس مردیش کے کئے پر عمل کیا دوسرے روز شاہ غیب ہو کر قندھار میں داخل ہوا اور میر فتح خان اپنی داروغہ اعظم اور بانیہ خان کے (لڑکے کو بطریق چپاؤنی پہلوں شاہ کے قہقہے روانہ فرمایا جب دونوں سفر ارقام کر میں پہنچے وہاں معلوم ہوا کہ جانوں کو ہستان میں آوارہ پھرتا ہرگز نہ آئے گا پھر شاہ سلطان محمود کو کہ ہرات کے حاکم تھے لکھا کہ جانوں کو ہستان سے ہاتھ لے کر قوا و سکوتیکر کے چارے پاس مجید و سلطان محمود نے اوسکے جواب میں لکھا کہ اگرچہ حضور کا سے شاہ بابا مغفور کے بہن اور ہما یون شاہ بھی میرے اور آپ کے بڑے بھائی ہیں اس واسطے امیدوار ہوں کہ ادا کی تلاش اور گرفتار کرنے سے محکوم جان کو کھین شاہ نے زور و قند ہا کا مہبت کر کے قید کر کے ہزاروں کو رہا کر دیا اور غور بارادہ شیر مندوستان کا بل کو روانہ ہوئے اور محتار والد اور حافظ شیر محمد خان وزیر کو بہت سی فوج کو نصیر خان کے بھتیجے کی تنبیہ کے واسطے مقرر کیا اس واسطے کہ وہ محمود خان پر نصیر خان کو مہمل کر کے خود بلوچستان کا حاکم بن گیا تھا اور دستور اوسکے ظلم اور مٹاؤ کی نالاش حضور شاہی میں ہوا کرتی تھی اور حافظ مذکور کو ملو دیا تھا کہ بہادر زادہ نصیر خان کو سزا کے کامل دیکر نصیر خان کے بیٹے کو اوسکے باپ کا جانشین کر دینا تھا والد اور ہا در حسب محکم اوس ملک میں گئے اور بہت سے کارغیاں کیے اور بڑی جنگیں فتح ہوئی اس لڑائی میں بہت سے درانی اور بلوچ مقتول ہوئے آخر لار مختار والد اور فتح باب کو اور شیر بین داخل ہو کر نصیر خان کے لڑکے کو وہاں ٹھک کر دیا اور بکا بدوا زون اور کرکشان بلوچستان کو اوسکا فتنہ دار بنایا بعد اوسکے فتحی والد نصیر خان کے لڑکے کو بادشاہ کی قید و سبوسی کے لیے اپنے ساتھ لیکر حضور شاہ میں حاضر ہوئے بعد چند روز کے محمود خان نصیر خان کے بیٹے کو شاہ نے خلعت دیکر بلوچستان کو رخصت کیا چنانچہ وہ خوشی و فرخ و اقبال داخل شہر قلعہات ہوا اور لڑکے جری تک سردار بلوچستان تھا اور ایک اوسکی اولاد اوسی شہر میں مقیم ہے۔ اور حال کے لڑکے جری میں نصیر خان نامی اوسی محمود خان کی اولاد سے وہاں کا حاکم ہے اور میر بلوچستان کے گھول میں سرحد سندھ اور پھلکا پھلکا رہا کوس اس طرف نقطہ کے اور عرض اوسکا سمند میں ملا ہے سو کوس تک ریگستان پہاڑ اس ملک میں واقع ہیں اگرچہ بلوچ لوگ بہت دلاور اور شجاع ہوتے ہیں مگر ساتھ اسکے بڑے وحشی اور جاہل بھی کمال درجہ چنانچہ درانی بھی اس فرستے کے بہادری کا اقرار کرتے ہیں اور بعد شاہ درانی میں سردار اس قوم کا کلام اوسکا نصیر خان تھا بادشاہ کی اطاعت میں رہتا تھا اور جب کسی لڑائی میں جاتے تھے تو یہ بھی اپنے چھ ہزار سوار سے ہمراہ رکاب ہوتا تھا حال اوسکا لوہا بھی شاہ کی فرمانبرداری سے باہر نہیں تھی اور یہ کہ کوستومل شاہ ہجیر فرماں بادشاہی سے سرمو متجا و زہنیں کرنا چاہتا اور اوس وقت میں خلیفہ دیکر شاہان دنیائے کرام کا نام کا تمام بلوچستان میں چلتا تھا

بیان قصہ شاہ زمانہ کا ہندوستان کی طرف اور انجام پانا کام ہما یون کا میر خان کے ہاتھ سے نواح ملتان میں

شاہ زمانہ بادشاہ نے بادشاہ شیر مندوستان اور تیریا و تادیب سکھوں اور وہاں کے کرسٹوں کے قہقہے شائستہ اور لشکر آہستہ کے ساتھ نواح ملتان میں کامل سے کوچ کر کے دریا سے سندھ کے کنارے پر نزول اجلاں قنبرا اور قلوگ شستہ دیکر پہلے چوہدر کے سر کسے ابدال اور نواح پشاور میں اگر خیر کیا اور چند روز قلعہ طبع کے واسطے کراچ میں مشغول رہے اور احمد خان شنگا کی باشی بلک نئی کو مع بہادر خان محمد زئی اور بیض نے سردارن کو سات ہزار سوار کو اسلئے تیریا و تادیب واقع دریاں دیے جملہ اور جانب کے رخصت کیا اس عرصے میں یثیت انڈوسی سے ہما یون فوج شاہی سے نہایت گھبراہٹ کی گئی تھی اور یہاں سے کچھ کوس کے فاصلے پر بجاب دیوہ اسماعیل خان مامین دیکر سندھ اور جملہ کے واقع پر پہنچا اوس وقت میں قریب سو سو اسکے کسب سردار اور سردار زادہ تھے اور سلطان احمد نام اوسکا لڑا کا کہ چون خوش بہتر اور صاحب حسن مجال تھا اوسکے ساتھ تھے کہتے ہیں کہ ایک درخت کے نیچے لباس سپا یا نہ پہنکر بٹھرا اس راوہ سے

کہ جس طرح سے ممکن ہو شیر میں پہنچ کر اس ملک کو اپنے قبضے میں لائے اور بادشاہ کے باقی فساد کو کھا کر اسے چونکہ اس سے احکام ملے
 حکام اور دروہائی ممالک محمود کے نام پر جاری ہوئے تھے کہ جس طرح سے وہ ہمایوں کو گرفتار کر کے حضور میں روانہ کر دیا۔ محمد خان صاحب
 کہ جو ان وجہ اور دلاور عالم کو شک کر رہا تھا اس نے خبر پائی کہ ہمایوں شام میں اس قدر رسوا کے فاسدے مقام پر ایک سخت کے تسلط و تاج پر سیکر
 مع پانچ سو اسلحہ کے وہاں پہنچ کر اول ہمایوں سے کما کما بیان سے چکر میں نزول فرمائے کہ میں چند شکایتیں ہیں میں سترہ ہون ہمایوں
 کہ مرد صاحب فرست تھا طر کلام اور جو ہم پاد سے سمجھ گیا کہ عالم کچھ اور کچھ پس اپنے ہمراہ ہون کے ساتھ کہ سب طبع اور تہیاریاں بند تھے
 لڑنے میں مشغول ہوا اور غلبہ برپا ہوئی ہمایوں کے ہمراہی بہت سے زخمی اور قتل ہوئے اور شہزادہ احمد اور سکالو کا ہندو کی کوئی کھا کے
 گھوڑے سے گر پڑا اور غورام گیا ہمایوں شاہ کے اوپر عاشق اور اس کو نہایت چاہتا تھا گھوڑے سے گر کے اس کی لاش پر گرا اور غورہ جاننا
 مارا محمود خان نے نزدیک ہمایوں کے پہنچ کر اس کو قتل میں جا لیا اور اس کو اور اس کے سب رفیقوں کو قید کے قید میں لایا اور حقیقت حال سے
 بادشاہ کو اطلاع کی جس میں غائب تہا پیش خدمت کہ سب خدمتگاران بادشاہی کا افتخار اس کو شاہ نے مکر دیا کہ تو کجا ہمایوں کی آنکھیں
 نکال کے پائی میں سوار کر کے کابل کو روانہ کر دے تہا سب حسب احکم لیتے ہیں پونچھا اور دونوں آنکھیں ہمایوں کی نکال کے پائی میں چھکا کر دیا
 کے حضور میں لایا تب شاہ نے حکم کیا کہ اس کو اسی صورت سے کابل میں لے جا کر جہاں اور شہزادے قید ہیں مقید کر دیں مگر خبر گرفتار ہونے
 ہمایوں اور قتل ہونے شہزادہ احمد کی مقام رہا جس میں ابدال میں بادشاہ کو پونچھی طرف تہا شاکار ایک طرف اس پر عظام مبارک ہوا کہتے تھے
 اور ایک طرف سے آواز تقریری کی بادشاہ کے کان میں پہنچتی تھی اور جب تہا ہمایوں کی تحریروں سے قندہار و ہرات میں تھے دیان
 کہ سلطان محمود ہرات نے سرکشی اختیار کی ہر اور ارادہ فساد کا کھتا ہر شاہ زمان خبر سرکشم خجاب اور تنبیہ سکون اور گردن کشوں ہندو
 کی مطلع چوڑے کہ میں ابدال سے خراسان کی طرف روانہ ہوئے کہ سلطان محمود کی فتنہ انگیزی کو دفع کریں اور وہ فوج کو دوام رہا سے حملہ اور
 چناب کی لہریں کے لیے حضور کی تھی حقیقت اس کی یہ کہ احمد خان بکر زئی شاہجی باشی نے بادشاہ سے رخصت ہو کر دیکھا جہلم سے عبور کر کے
 سکون سے مقابلہ کیا کئی بار سکھ بھاگے آخر کو محمد لیکر کے قریب گجرات کے پھر مقابلہ کیا اور جنگ عظیم واقع ہوئی سردار احمد خان نے اس سر
 میں کار نمایاں کیے کہ مجب دیکھا کہ سردار علی کی نا اتفاقی اور دانیوں کی بیدی سے کچھ اور صورت پیدا ہو گئی اور میں تہیاب مٹو کا ناچار
 لڑتے ہوئے تمام احتیاط سے اپنا سب سامان اور ہتھیار لیکر شاہی میں داخل ہوا اور سب فساد انگیزی سلطان محمود کے چند روزہ ہجرت
 اس مہم کا مقصد ہی رہا اور بادشاہ داخل کابل ہوئے اس عرض مدت میں نامہ شاہ عالم علی گور بادشاہ ہندوستان کا مژرا غلام محمد خان کے ہاتھ
 شاہ زمان درانی کے پاس پہنچا شاہ زمان نے جواب دیا کہ عبارت دونوں نامہ کی متفرق اختصار کے اس مقام میں تحریر ہوئی حاصل متیوں
 نامہ شاہ ہندوستان کا بلانا بادشاہ درانی کا تھا اور جواب اس کا عذر نہ ہونے کا سبب ہو کر گئی کے حقیقت میں وجہ غائبانہ کی طرف
 ہندوستان کے فتنہ انگیزی سلطان محمود کی تھی +

بیان قصد شاہ زمان کا واسطے جنگ کے سلطان محمود سے دارالسلطنت ہرات کی طرف

جبکہ خبر شروفا و سلطان محمود کی شاہ زمان کو تحقیق پہنچی کابل سے کوچ کر کے قندہار میں داخل ہوئے اور چند روز واسطے جمع کرنے فوج اور لشکر اور
 سامان حرب کے وہاں قیام کیا بعد جمع ہونے لشکر کثیر کے سرداران جان نثار کو ساتھ لیکر ہرات کو روانہ ہوئے اور مقام سین فود گاہ
 لشکر ہوا سلطان محمود نے بھی دریائے ہیر مندہ کو نکر کر کے جانب قندہار پہنچ کر کے محمد عظیم خان میرزا بخاراں انکو زنی کے لڑکے کو کوشش
 کے واسطے مقرر کیا اور شاہ زمان کی طرف سے سردار محمد علی خان میرزا نور باد زادہ سردار محمد خان درانی کا سردار ولی پیر میں ہوا دونوں طرف سے

[illegible]

سرداروں نے عرض کیا کہ جو قول و اقرار کر ہم سب نے حضور میں کیا جو وہ نہ کی حقیقت شکم جو اور بھی ہمارا بھائی ہے اس سے بھی نکلان عہد و پیمان کے کوئی امر ہرگز نکلو میں نہ آئیگا القعدہ بادشاہ نے سب کی خطا ساحت کی اور سب غلامان کے سر واروں کو خلعت اور سونے کے غلات کی چھویران تیار کر کے فرمایا کہ اب تم سب آدمی اپنے اپنے وطن کو چلے جاؤ کہ تمہارے عیال و اہل خانہ سب تباہ اور مضطرب ہو گئے جب بین بلاتوں تو حاضر ہو جاؤں

حسب لوگ خراسان و دیگر کے بادشاہ سے رخصت ہو کر کال اطمینان سے اپنے وطن اور ملکاتوں کو روانہ ہوئے پہلا پیشتر رشک بہشت میں جا کر خواجگان بہشت قدس اللہ سرہم کی زیارت کر کے ایک شب وہاں ٹھہرے اور کھانے کی دیکھنا نہ خواجگان بہشت کی کہ اپنے اپنے گھروں کی راہ لی اور اسی شب کہ بہشت میں تھے سچوں نے صلاح کر کے عرض نہت سلطان کی خدمت میں بھیجی اور یہ لکھا کہ ہم لوگ حاکم کے بادشاہ کے علیحدہ ہو کر میان پور پہنچے ہیں اگر حکم ہو آپ کے پاس حاضر ہوں اور زمین تو اپنے گھر و دیں میں ہیں سلطان محمود نے کہا بھئی کہ لڑائی میں نہ فتح ہوتی ہے اس لیے تم بچو نہ خطر میرے پاس حاضر ہو تب سب سردار سب طلب سلطان محمود کی خدمت میں پہنچے اور کہنے لگے کہ حضور جسے خوف جان غلطی کا کی نظر سے بادشاہ کے ساتھ عہد و پیمان کر کے قسمیں کھائی تھیں اور اس حیلے سے غلبہ شاہی سے نجات پاس کے آپ کے پاس پہنچے اب ہم جو تیر خوار ہوئی اور جان فشانی میں موجود ہیں اور اس باب میں بہت سامان لڑ کیا اور زمین شاہ لکھا میں اگر گنتوس خان شہیدی نے میان پہنچے قریب کھائی تب سلطان محمود نے اپنی والدہ کو شاہ زمان بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور عرضی معذرت کی لکھا کہ میں ان کے حاکم کی اور درخواست عہد و تقصیرات کی بھی کی جب وہ پردہ نشین داخل قندھار ہوئی اور بعد اظہار بقوت مادی کے اپنے زہر زدن کی عرضی گزاری بادشاہ نے اس کے استحقاق پر نظر کر کے اپنے بھائی یعنی سلطان محمود کو بکا قصہ معاف کیا بعد اس کے اس صاحب عصمت نے سلطان محمود کی لڑائی بادشاہ کے لڑکے اور بادشاہ کی لڑائی سلطان محمود کے لڑکے کے واسطے تجویز کر کے بادشاہ سے کہا بادشاہ نے درخواست او سکی قبول کی اور کہا کہ سلطان محمود میان آکر ہم کھنڈالی کی ادا کر کے والدہ سلطان محمود نے اس بات کو قبول کیا اور اس کے اطمینان کے واسطے شاہ زمان شاہی لیکر ہرات کو روانہ ہوئی اور بموجب حکم بادشاہ کے زمان خان بھی لایا سلطان محمود کے ساتھ ہرات کو چلے اور چونکہ بادشاہ کو بچہ تھیں معلوم ہوا تھا کہ بغاوت اور سرکشی سلطان محمود سبب ہوئی ہو اور زمان خان قانبار والی ایران کے بھی اس واسطے او سکی تنبیہ کا قصد مصمم کیا اس اثنا میں دفعہ لمبی والی ایران کا مع عرض نہت شامل راز و عقیدت اور فرہم کے تھے اور یہ لے لے لے ایران کے اور کئی گھڑیے سے باسار و سامان لیکر بادشاہ کی ملازمت سے شرف ہوا بادشاہ نے حکم دیا کہ قبل آئے ہے لکھی ایران کے ہمارے دربار میں سب فوج ہماری سلج ہو کہ حاضر ہو جن تحت سفیر ایران کا ہمارے رور و آئے تاکہ شکوت اور خستہ ہمارے لشکر کی چشم بہت ملاحظہ کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد اسکے بادشاہ نے کدو خان باکر زئی کو کدو دہشت مند خلافتیں صلاوق العمل تھا کچھ تھنہ اور خلعت محمد خان قانبار والی ایران کے واسطے مع زمان اطمینان دیکر لکھی کے ہمراہ کیا اور ایک گھوڑا خاص اپنی سواری کا اور خلعت کدو خان مذکور کو بھی رعایت کر کے خلیفہ میں ارشاد کیا کہ حال لشکر ایران کا بخوبی دیکھا اور دریافت کر کے مجھے بیان کرے چنانچہ خان مذکور ہر ایک امر بادشاہ سے سن کر اور سمجھا لکھی کے ساتھ ایران کی طرف روانہ ہوا اور بادشاہ خود کابل کو تشریف لے گئے والدہ سلطان محمود کی ہرات میں پہنچی اور اپنے بیٹے کو بہت مٹی تھیں کہ کر کے سمجھا یا کہ بیشا اس بار تو یہ کچھ غضب سلطانی سے بچا یا فرما بعد اسکے کوئی اور مخالفت مرضی بادشاہ کے نہ کرنا نہ کرنا لڑائی کا کہ بہن الغیب ہوا چہ اسکو کونا لازم نہیں چرت سلطان محمود نے بھی اپنی ان سے عہد و پیمان کیا کہ اب مجھے ہرگز کوئی حرکت بجا نکلو میں نہ لکھی آپ خاطر مع رکھے جب بادشاہ کو سلطان محمود کی طرف سے اطمینان ہوا تب قصد ہندوستان کا کیا اور لکھنؤ دولت نے عرض کیا کہ ہماری دہشت میں سلطان محمود ایک اطاعت اور فرمانبرداری میں ثابت قدم نہیں ہو گیا ہمارے تشریف لیجانے حضور کے ہندوستان کی جانب کہ خواہ سان سے فاصلہ میں نہ پھر سلطان محمود نے ہندوستان پر پکے بادشاہ نے فرمایا کہ او سکی مان لے عہد و پیمان کر کے میری خاطر خوب جمع کر دی غالب ہر کر اب او سکی ذات سے کسب طریقی اپنا وقت و امان بخوبی اور ہرگز کوئی

ہمارے خلاف مزاج نہ کرے گا

بیان عزم زمان شاہ بادشاہ کا واسطے تیر ملک ہندوستان اور تیرنیہ وادیب سکھوں اور سرکشوں کے

چونکہ زمان شاہ جسے تخت بادشاہی پر بیٹھے یہ ارادہ تہل سے تھاکہ ملک ہندوستان کو تیر دون اور سرکشوں و غصوضا سکھوں کی ذات سے پاک و صاف کرین اس واسطے اسی نیت سے کابل سے کوچ کر کے پشاور میں داخل ہوئے اور وہاں بٹھہر کر اپنے لشکر کا سامان سامان چوکی دست اور اگر ستر کے لالہ جہری ماہ جامادی الآخری میں دریای سندھ کو گذرنا گئے کشتیوں کے پل پر چڑھ کر آیا اور وہاں سے کوچ کر کے راہ حسن ابدال اور سرس کا کالی اور اول پٹی اور تھانس سے گذر کر دریائے ہلم کے کنارے چڑھ کر آیا اور وہاں کو پابا یا اب اوڑھے راہ گجرات شاہ دولہ سے دریائے چناب کے کنارے پکڑے چناب کے سب دریائوں سے بڑا چوچنے اور اس دریائے چوچنے شاہی نے پابا یا عجب راہ کو جو راہ انوار اور مین آباد سے گذر کر شاہ درہ مین کو لاہور سے مغرب کی طرف تین کوس چڑھ کر آیا وہی کا درمیان مین حال چڑھ کر لاہور و دولت سلطان مین اس سفر میں پشاور سے لاہور تک پونے تین مہینہ راہ دور و خانقاہ شیعہ محمد خان آباد شریعت الوزرا بطریق منتقلہ اور ہر راہی کے نامور ہوا تھا اسکا خیمہ لشکر شاہی سے بارہ کوس آگے جاتا تھا اور مین ہزار سوار ہزار رانی وغیرہ اس کے ساتھ رہتے تھے اور بادشاہ نے حکم کیا تھا کہ کوئی شخص پشاور سے لاہور تک کیسے مال کو سب مال و فراغت پر صرف نہ کرے مگر گھاس اور چائے کی لکڑی کا مصالحہ نہیں چنانچہ کوئی آدمی خوف سلطان سے کسی چیز پر دست افزار نہ ہوا سکھ لوگ بادشاہ کے خوف سے سر سے کالی اور دوپہ دیکھا جملہ اور چناب اور راوی سے بھاگ گئے اور بجا بیلو سے امرت سر اور درمیان دوپہ یاہ اور تھلے اور کھنٹی جگہ مین پناہ لی اور تمام مال اور سہا ب و مصالح اپنے کو ہتھان شمالی جنوب وغیرہ کیڑ نہ بھیج کر خود دھارون کے گوشہ مین بٹھہر گئے، القصد جب منتقلہ راہ دور و راہ سے راوی کے کشتیوں پر چڑھ کر کے کوچ کو قلعہ کے نیچے اتار کر خود داخل شہر لاہور ہوا موجب حکم بادشاہ کے شہر مین منادی ہو گئی کہ سب شہر تہ تیہ بن و غوب و شویہ یاچکے قبل پہنچنے منتقلہ راہ دور کے کہنا سکھ حاکم لاہور کچیاں قلعہ کی سیان شاہ چراغ سلطان پوری کو کہ شہر عاب القادر بیگانی قس راہ دور کی اولاد مین سب بزرگان شہر سے منتقلہ تھے دیکھو بھاگ گیا اور زمان شاہ بادشاہ غورہ جب کنگڑہ جی مین قلعہ لاہور مین داخل ہوئے اور لشکر شاہی کو چھ قلعے کے نیچے لاہور کے کن سے کابل دریائے راوی اور کچھ شہر کے اندر خالی مکانوں مین اور شاہ نے حکم کیا کہ رات دس بندہ ہزار سوار بطور روند کے دس دس کوس گرد پیش لاہور کے مقرر کیے جائیں کہتے مین کہ دو برسے یا تیس برسے ان بعد داخل ہوئے شاہ کے لاہور مین بادشاہ سے کو گون نے عرض کیا کہ سب دکانداروں نے کیا بند کیا مسلمان دکان مین بند کر دی مین اور گویا تمام دکانداروں مین بیٹھے مین بادشاہ یہ حال نہایت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ سب لوگ قاتل قتل اور سزا سے شدہ ہیں مگر انھیں ان سے محصول اور جزیہ لیا جائے چنانچہ محصل لوگ ہر ایک کے دروازے پر بیٹھ کر جزیہ حاصل کرتے تھے ابتدا مین مسلمانوں سے بھی اوس ہاڑ مین لیا گیا مگر بعد اسکے صاف ہوا اور چونکہ سندھ و مان کے بغیر مارکوٹ کے نہ دیتے تھے اس سب سے کئی آدمی کنوین مین گر کر گئے اور اس سبب سے ایک آٹھ اور اضطرار تمام شہر مین پھیل گیا اور یہ سب آفت اہل شہر نے اپنے ہاتھ سے اپنے اور پوری کی مسمی کہ باوجود مین پانے کے حکم شاہی سے عدول کر کے روشتی بالکل نہ کی اور دکان مین بند کر کے گویا اپنی کرہمت بادشاہ کے آنے سے ظاہر کی اور اپنے اپنے گھر و مین ٹھیکہ سے کاروبار تمام متروک کر دیا اور گذشتہ کے وقت مین یہ لوگ ایا کرتے تو وہ سب کو بے خلعت قتل کرتا اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا جب خبر نزول رایات سلطان کی ملک پنجاب مین شائع اور مشہور ہوئی تب مسلمان پیش اوس قلعہ کے مثل ملال بھی اور نظام الدین قلیان پیش حضور اوسو ان کے اور زمیندار اور سردار اوس ملک کے ملازمت شاہی سے مستفید ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ غریب ہر اول ان سب کو

اپنے ساتھ رکھے لیکر فرج ہرول نے چالیس سو کھون کرکٹ کے حضور شاہ میں پہنچے تھے دوسری بار بوقت قتل اوس قوم کی نہائی تھی کہ خبر فساد انگیزی سلطان محمود کی پونجی اس سبب سے بادشاہ نے تہذیب کھون کی اور انتظام بنایا کہ بادشاہ اور دربار کا کرنا کائنات سارے سلطان محمود کے ہوتے اس درمیان میں معلوم ہوا کہ قلعہ شیخ پورہ میں جو چندہ کوں لاہور سے طرف مغرب کے کچھ دین پہلے ایک تھیم ہیں اس مقام رالدرہا اور دیوبند کے چند توپیں لیکر اوکی تہذیب کے لیے نصبت ہوئے اور وہاں پہونچکر قلعے کا محاصرہ کیا گیا شاہ نے بسبب شقاوت ملا عبدالغفار کے ایک شخص پہلے کھنسا اور بعد اچھا شاہ درانی میں شرف باسلام ہوکر خوب علم دینی حاصل کر کے ملا مشہور ہو اس سبب کھون کی جان بخشی کی اور مان دی اور سب قوم کھون کی رعیب اور خراج گزار ہوئی ارادہ بادشاہ کا تھا کہ بعد تہذیب ملک پنجاب کے دارالخلاف شاہجہان آباد میں جا کر رہے وغیرہ وہاں کے سرکشوں کو خزانہ دین کر جو کچھ تقدیر الہی اس پر جاری تھی کہ رہنے دے ملک ہندوستان کے سرکشوں اور جاثون کی اذیت رسانی سے امن یا میں اسوجہ سے بادشاہ نے تھیم کے دونوں کو بلایا بلکہ سلطان محمود کے لاپور کو بھی

بیان مراجعت زمان شاہ لاہور سے خراسان کی طرف بسبب عہدی اور فساد سلطان محمود

باعث پھر چلے زمان شاہ بادشاہ کوئی کالامہر سے یہ ہوا کہ عطا محمد خان علی زئی نے بادشاہ موصوف سے بغاوت کی اور پانچھ ارادے کو مع اہل دیمل قندھار سے ہرات میں لکھا اور سلطان محمود کو اغوا کیا کہ یہی موقع کچھ سلطنت حاصل کرنے کا اور جمع کرنا درانیوں کا اور متفرق کرنا دینا فرج بادشاہی کا اور قاضی ہونا قندھار اور کابل پر بالفعل بہت آسان اور میرے ذمے کچھ سلطان محمود باقیقتنی ایام جوانی میں اوجھڑائی سے مستعد خوش ہوئے اور اپنی نئی فرج کو مع لشکر خراسان کے کہ قریب تیس ہزار آدمی کے تھے جمع کر کے ارادہ قندھار کیا اوسی عمر سے میں عرضیاں زمان خان پرجا بھی کریم دادخان اور دوسرے دولتمند ہونے کی توفیق ہوئی کہ سلطان محمود دھڑلہ فساد کھاتا پھرتا تھا شاہ نے مجھ دینے خبر کے غرض شہباز کے کچھ کچھ کور پور دیو کا کشتیوں کے بل واقع لاہور سے اور پرجا پنجاب کو گورکھ سوردہ سے کہ دو کوں فزیر کیا دے کچھ پایاب عبور کیا اور منزل گجرات میں چار آدمیوں کو قوم درانی سے کہ سادات کا گائون اور غوثیوں کوٹ لیا تھا اور کلاہیت چاک کر کے قتل کیا اور دیکھا بھٹ یعنی جمل کو کہ جس جگہ سے تین حصہ ہو کر بنجاسے بالو کے کنکر چھوٹے ٹپے تھے پایاب عبور کیا اور دیکھا کے کنارے پراقتدے کے شین روز مقام کہا اور اچھا خان بارک زئی کو حکومت دوایا میان بولم اور سندہ کی عنایت ہوئی اور بہادر خان محمد زئی کو پانسو سوار اور بوستان خان درانی کو تیرہ سوار اور فوٹو اللہ خان خشک کو پانسو سوار درانی اور تین سو سوار گلش کو پانچے اور دوسو سوار یوسف زئی اور قریب دو ہزار سوار اپنے ہمراہی کے اور پچھ اور سوار متفرق کر کے کچھ سات ہزار سوار ہوئے سوز نورک اور چار پنجاب توپ دیکر نصبت و زنا اور دولاکھ روپیہ مدد پچھ حاصل لاہور سے عنایت کیے اور حسن خان قزلباش کو کہ صاحب دستہ چار ہزار غلام کا تھا اچھا خان مذکور کے گھر کر دیا اور فرمایا کہ بعد انتظام ملک دوبارہ اور غالی کر لینے قلعہ بنو اور خان کے کہ درپا جمل کے کنارے قریب خشک کے کچھ فرج حنفیہ حاضر ہوا اور لشکر شاہی کو کچھ در کچھ راہ رہتاس اور زاول پٹری اور سرسے کالی اور حسن آباد سے درپا سندہ کو گورکھ سنگ سے کشتیوں پر بعمو کر کے ۲۴ شہر شہباز سندہ کو مدد داخل الاصلہ لایا دیا اور وہاں چار مقام کے کہ ۸ راہ مذکور کابل میں پہونچا اس میں میں خبر کرئی کہ سلطان محمود کا پرگنا وند و بسبب توجہ بادشاہی کے طرف قندھار کے سرحد کو گیا چند روز بادشاہ نے کابل میں قیام کیا پچھتو عرضیاں دولتمند ہونے کی آئیں کہ سلطان محمود واپس کا ارادہ صبر کر کے ساز و سامان جنگ و جدال کا کچھ دست کر رہا کچھ اور پرجا سے باہر تھیم کیا کچھ بادشاہ یہ حال دریافت کر کے مع فرج روانہ ہو کر قندھار میں نازل ہوا اوس وقت میں چٹانوں کی جماعت نے اچھا عطا محمد خان مخاطب بجا فرخان صفوی کو کہ وہ قیام کر کے حیاں کیا اور مقتول ہونا اور کا بموجب حکم بادشاہ کے ہوا کہ محمد زمان خان

منفی کیا لہذا بھانپا تھا کہ دیک نامی ایک بھانپا نے اوس جگہ جہاں حاضر خان نمودار تھا رات کے وقت جا کر ملا العرض اوس کے پاس سے جاتے سے کہ بڑا مفید اور منوئی تھا سلطان محمود اور اوسے لشکر پر ایک ہزار س عظیم طاری ہوا اور محمود ہرگز عرض نہایت اس منوین کی کہ میرا عذر مقبول اور قصور صاف ہو میں ہمیشہ مطیع اور فرمانبردار رہو چکا روانہ کی اور غلامیہ طلب اوس کا یہ تھا کہ دولا کھ دوپہ نقد واسطے میرے خیمے کے شاہا با منصور ہر سال عنایت فرماتے تھے جیسے آپ بادشاہ ہوئے مجھ کو نہیں ملے امیدوار ہوں کہ سب ایام گردش کا حساب فراہم کرے مجھ کو پتہ چلے اور آئندہ کو ہر سال بے توقف ملا کر میں بادشاہ نے اوس کے جواب میں لکھا کہ بالفعل وہ روپیہ ایام گردش کا نہیں پہنچ سکتا ہے بلکہ آئندہ موافق معمول عہد بہت آگامہ کر کے پونہ چار لکھا سلطان محمود اس بات سے خوش ہو کر کچھ فرسناد پر متعدد ہوا اس وجہ سے کہ اکثر درانی فوج شاہی کے اوس سے متفق ہو گئے تھے اور اوس کو لڑنے پر آمادہ کرتے تھے بادشاہ نے سلطان محمود کے حرکات متواتر سے متجاہد کر سلطان قیصر اپنے فرزند کو مع سردار احمد خان اور میر آخوند غلام علی اور بیگمینی سرداروں کو قندھار سے بطور سزا دینے کے روانہ کیا کہ کہ مقام فراہم ہو ایک سو بیس کو س درمیان قندھار اور ہرات کے واقع ہو جاوے جو کہ شہر میں اور سلطان محمود کی طرف سے بھی ایک فوج بھیجا ہو کہ آئندہ بادشاہی کے مقابل ہوئی اور لڑائی قزاقوں طرف سے غلبہ میں آئی بادشاہ بھی جس لشکر تزار فراہم فرمایا وہاں سے اس فوج پر جب قندھار تک پہنچا ہوا تھا اس سے باہر کے سبب کیا بیانی غلام اور گھاس کے بہت سے جانور لٹکے ہوئے اور لشکر کے آدمی بھی امراض مختلفہ میں مبتلا ہوئے اور تنخواہ کے نکلنے سے بھی سختی پیشا کی تھی اس سبب سے کہ خزانہ تمام ہو گیا مگر نسبت بادشاہ کے البتفضل الہی شامل حال تھا

بیان نہایت سلطان محمود کا اور بھاگ جانا طرف کوہستان کے

جب بادشاہ فراہم میں داخل ہوئے والدہ سلطان محمود بادشاہ کے پاس آکر جا بستی تھی کہ دونوں بھائیوں میں صلح کر اوسے کہ بہ مشاوارہ غور فرمائی سو قوت ہوتے میں معلوم ہوا کہ سلطان محمود اپنے بھائی حقیقی فیروز الدین اور سب اہل و عیال کو ہمراہ لیکر تیس دو سو سو کے آوارہ دشت غربت ہوا اس وجہ سے کہ مستعد الدولہ بہادر ملار المہم شاہی نے قلیچ خان قلعہ ہرات کو بادشاہ کے قہر و غلبہ سے ڈر کر ملا لیا تھا اس سبب قلعہ ہرات کو رنے دروازہ قلعہ کا بند کر کے سلطان محمود کو قلعہ میں آئے نہ دیا اور صادق خان سپہ سالار اور دربار الہام ممتاز سلطان محمود کو قریب سے قلعہ میں بلا کر قید کر لیا جب لشکر محمود نے یہ حال دیکھا کہ قلعہ سے گیا اور دونوں سردار بھی مقید ہوئے اور بادشاہ فوج کا کثیر حصہ ہوئے چلے آئے ہیں رات کے وقت سب اپنے اپنے وطن کی راہ لی اور سلطان محمود کو تنہا چھوڑ دیا تب وہ محمود کے ترکستان کے پھاوٹوں کی طرف چلا گیا اور بادشاہ کا میاب اور فرزند ہندو شہر اور قلعہ ہرات میں کہ خراسان کے سب شہروں میں یہ شہر عہدہ اور شہزادہ داخل ہوا اور حافظ محمد محمد خان وزیر سلطان محمود کے گرفتار کر کے پرمقرر ہوا وزیر کو رنے چند جنرل اوس کا لشکر دیکھا جب سلطان محمود کو کوہستان پہنچا تو بھاگ گیا اب اوس کا استقبال ہو نہ تھا بلکہ بہت دیر بھر آیا بادشاہ نے شہزادہ قلعہ کو پانا دیکھیں پھر کھڑے کھڑے خواجه سرگودھا المہم کا رخاندہات شہزادہ کا اور سردار احمد خان لندنی اور زمان خان کو بہت سی فوج دیکر ہرات میں متعین فرمایا اور قلعہ ہرات کی بہت بڑی قلعہ قلیچ خان کو عنایت کی اور سرداران خراسان اور ہرات پر سلطان محمود کو چڑھانے سے نہ کے خلاف کی اور پٹنگے اور شکر کے شہر بہت فرمائے اس نشان میں کہ وہاں کہ اوس کے پاس نہ کا ذکر بادشاہ ایران کے پاس اوس کے لہجے کے ہوا کہ لکھا گیا ہے وہ ایران سے پھر کہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ خدا و رسول کی قسم اور قبائلم عالم کے تاج کی کہ نعمت شاہ ایران کی نہایت آرام طلب و ضعیف ہے اگر آپ ایک دستہ ہزار سوار کا دیاں مجھ کو دیں تو گھر گھر بادشاہ ایران مقابلہ کی تاب نہ لے سکے گا اگر غلام کو نہ ہو تو اس قیدار دیویوں سے فوج کئی کرے ابھی بادشاہ نے اس بات کا جواب نہ دیا تھا کہ نہ قبل شہزادہ ایران

سہمہ محمد شاہ بھٹی کو ایک غلام کے ہاتھ سے اونکے بچتے سمی بیا بیٹھان کے اشارے سے سرحدروس میں قریب قلعہ شریف کے بادشاہ کو پہنچی بادشاہ نے حکم دیا کہ حافظ شیخ محمد خان و فیض عباس میرزا اور نادیر میرزا بھٹان شاہرہ میرزا بن رضا قلی میرزا اس نادر شاہ بادشاہ کو شہید و قید رہیں لیجاوہان کا انتظام تارو افغانی کے حصہ میں مازجہت کر کے اس میں حصہ کے ان دونوں میرزائے محمد خان قاجار شاہ ایران کے ہاتھ سے بھاگے یہاں پناہ کی طرح تھی سردار مذکور نے اس ہم کو کچھ دیا بعد کے نادر شاہ بادشاہ سلطان محمود کے ہم ایوں کو کہ قریب دس ہزار روپے کے تھے اپنے ساتھ لیکر کابل کو چھڑ گئے اور سرداران افغان خراسان بٹل جارا علاقہ تاجیکی وغیرہ اور نہرہ نے اندوہ سے قول قسم کے گھبراہٹ لگا کر سلطان محمود پیراس ملک میں اگر شہزادہ کے توجہ پر ہی اس امر کی ہمارے ذمے ہے اور اگر ہم لوگوں سے کوئی اختلاف مرضی صادر ہو تو ہم بلائی طرح کے عذاب و عتاب سلطان کے ہونگے بادشاہ نے ان لوگوں کو اپنے ساتھ عافیت میں لاکر ایلات خاصہ میں داخل کیا اور خود کمال ظہان اور دیکھی سے کابل کو چھڑ کیا اور وہاں جب تک بھٹی میں جبرہ بطریق تیار کے وہاں وارہوئے اسی میں بین ذواب محمد خان مینا فیض الدین خان بن علی محمد خان دہلیہ پاجوری کے انگریزوں کے ہاتھ سے کچھ لیکر کے رہائی پا کر چلے گئے اور دیکھن اور بے گوارا و امن اور کمد اور کواٹ اور بادشاہ سے مع دو سو ہزار روپے اس وقت اسباب کے کابل میں خرید و فادار خان ہمارے کے لازمات بادشاہ سے مشرف ہوا اور خلعت فاخرہ اور ترقی منصب سرگزنی پائی پھر تمام حال تاجی اور بیادنی اپنی ریاست کا عرض کر کے درخواست عطا اور ملک کی بادشاہ سے کی بادشاہ نے اس کو امید و اراعت کر کے سو روپیہ روزانہ کے کھانے کے لیے مقرر فرمایا اور جو بی وکیل اراعیاجامی میں اس کو کھانے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ اب پیشانہ مبارک کابل سے پشاور کی طرف روانہ ہو کہ ہم ملک پنجاب اور ہندوستان پر بقوت کر کے اپنے امرے لشکر کے عرض کیا کہ سب لوگ دوزار کوس کی مسافت کچھ کر کے بہت تھک گئے ہیں اس واسطے امید و اراعت میں کہ ازراہ فضل و کرم کے دو تین مہینے نہ سکا اپنے گھوڑوں کو کھلا کر تازہ کر لیں اور خود بھی راہ کی کوفت اور ماندگی سے آرام پائیں بادشاہ نے التماس ان لوگوں کی مصلحت قبول کر کے دو تین مہینے کی مدت دی اور سزا دل واسطے وصول خراج کشمیر اور سندھ کے روانہ فرمائے اور نور پور اور فیض آباد اور غلامہ کی طرہ کے واسطے حکم دیا غرض کہ جو دھوین شعبان سال بھٹی تک حال زمانہ بادشاہ کا اس طرح پھٹا

بیان حال امر اور ارکان دوات زمانہ بادشاہ درانی کا کہ اس سفر میں ہمراہ تھے

پہلا سردار و قزاق امرا عالی شان اس بادشاہ کا رت اندر خان صد زلی کا مران علی محمد خان و فیض الدین خان ہمارے ساتھ کابل سے کابل اختیار رکھتے تھا اور باب اس کا فتح اندر خان محمد احمد شاہ مغفور میں مخاطب یہ وفادار خان اور عہدہ شیران باگاہ بادشاہی سے تھا زمانہ سلطنت تیمور شاہ میں اس نے قضا کی کہتے ہیں کہ یہ امیر اپنے باپ کے مرنے کے بعد تیمور شاہ کے نزدیک صاحب تہہ تھا مگر اب شاہ زمانہ بادشاہ کی عنایت سے سب امیران میں ممتاز ہو گیا اسی دھڑ کا عقد شجاع الملک لادھیقی بادشاہ سے ہوا منصب نعت بادشاہ کے کچھ فوج اسکے ہمراہ نہیں تھی تا قیام لشکر اور عہدہ دارا کے پہلے تھے اور تمام ممالک محروسہ پر حکم اس کا جاری کردہ تھی اپنے دل میں اس سے ناراض تھے دہلیہ کی بھی کہ یہ مرد خدا عیاش خوشامد و دست و دھنوں ظاہر میں خوش خلق شیرین زبان ہر دوزبار بادشاہ کے پاس خلوت میں جاتا تھا عمر اس کی چھٹیا ۵۵ برس کی تھی - دوسرا - اشرف الہوراخی والد ولہ حافظ شیخ محمد خان مبارک بیٹا اشرف الہور شاہ ولی خان بامی زلی کا تھک کر نہ تیمور شاہ میں بعد قتل ہوئے اپنے باپ کے غریبون کی طرح اوقات بسر کرتا تھا جب زمانہ بادشاہ ہوئے اسے انھوں نے خطاب فقہاء الدین دیکر عہدہ وزارت عنایت کیا اور کل درانیوں کا سردار و سرکس بیٹھ شخص بہت خدا ترس رعیت پرور نیک ذات شیرین زبان تھا دوزار کوس کی اس کے خاخوان باوجود عدم تفاوت کے تھے اور

اسکے مزاج میں کچھ کمزور و غریب نہیں تھا اس واسطے امور مالی و ملک میں دخل نہیں کرتا بہت سے درانی اوس سے رجوع رکھتے تھے وفاقا درخان بھی ظاہر میں بہت پاسداری کرتا تھا تیسرا امین الملک نور محمد خان بازرگانہ تہجد شاہ سے عمدہ دیوانی کل ممالک محمود سکا اوس سے متعلق تھا اور صاحب دستہ چار نذر غلام کا اور متعدد بادشاہ کا محاسب دار و درخت اور شرف اور استونی اور اہل جوتات اوس سے رجوع رکھتے تھے اور سبکی لڑکی بادشاہ کے عقد میں تھی سفر میں قریب خیمہ حرم سرے بادشاہی کے رات کے وقت جمع خیمہ اور دیو خیمہ کے سوا کرتا تھا یہ شخص نفیس پرورش یافتہ دوست طرابلسی دان تھا لیکن کوئی اسکو کچھ نہیں سمجھتے اس سبب سے کہ اوس قوم بزرگوار ہیں کہتے ہیں یہ تیون امیر طبرستان سلطنت زبان شاہ کے تھے اور سوا اسکے اور سردار بھی صاحب تہذیب تھے مثل مرزا علی رضا خان مستوفی الممالک کہ زمانہ احمد شاہ سے او وقت تک اس خدمت پر قائم تھے اور مرزا ابراہیم خان موسوی مشرف اکثر خانہ بادشاہی سلطانی کا اور مرزا محمد علی خان موسوی مخا طب ملکات خان باب اور کامرنا بادی خان لاری منشی پشیمان عبدالحمید شاہی اور تہجد شاہی تھے بعد فوت اپنے باپ کے تہجد شاہ نے اوسکو خدمت بخشی باقی اور کفایت خان غایت کیا بعد کے صوبہ کشمیر اور پشاور کا ہوا و دون جگہ رعیت اوس سے بہت راضی اور خوش تھی گریہ عیاش بھی تھا زبان آدمی اور فصاحت اور سخاوت اور دربار سلطانی کی رسائی میں لائقان اور بہت ہوشیار اور عالم بھی تھا کہتے ہیں کہ زمانہ زبان شاہ بادشاہ میں بسبب زبان درازی نسبت وفاقا درخان کے اپنے مرتبے سے گر گیا تھا اور بہت تنگی میں تھا کوئلہ پھری میں والدہ ماجدہ بادشاہ معصوم کی شفاعت سے اور وفاقا درخان سے موافق ہونے کے باعث پھر از سر نو کیا بابر اور خانہ زاد خان خطاب پایا بھلی اور کامرنا احمد خان بھی مرد دانا اور سخی تھا اور نذر شریف منشی باقی تھا و میرزا ملک خان میاں خان خان کا بھتیجا سردار جہان خان خاننا نان دار و درخت دفتر اخبار اور ہر کارہ باقی ممالک محمود کا تھا یہ شخص بھی خوش اخلاق اور قابل تھا اسی طرح خواجہ سراج محمد اکبر کا رضا خات کے تھے اور سردار خواجہ سراجون کا القات خان تھا کہتے ہیں کہ وہ سابق میں وزیر کتب خانہ صوبہ دہلا ہو کر کے خاندان اور امرا کے کبار سلاطین تہذیب سے تھا زمانہ احمد شاہ درانی میں اوسے ایک رتبہ بہرہ بخشی اور زمانہ زبان شاہ بادشاہ میں از نو جواہر خانہ اور بادشاہ چاند اور خانہ کا ہوا آدمی صاحب بیانت اور سلیم الطبع تھا اور یوسف علی خان خواجہ اوقات خان کے متوطن میں تھا اگرچہ کوئی خدمت اوس کے متعلق نہیں تھی لیکن درجہ اور کمال ایسا تھا ہوا تاکہ دوسو سوار اوس کے متعین تھے اور اپنے کو مقرب لہارت کرتا تھا اور خاندان نواب شجاع الدولہ بہادر سے تھا اور تفصیل سرداران فوج و لشکر باڈی کی اس طور پر کہ سر حلقہ معتمدان علی فوج دستی غلاموں کے تھے اور یہ لوگ قریب بارہ ہزار سوار کے ہونگے اور اکثر ان دستوں میں آدمی قوم مغول اور نذر لہارش کے تھے کہ احمد شاہ مغفور نے اس قوم کو ایران سے خانہ کوچ لاکر کیا میں آباد کیا تھا اور کم غلامی اپنی قرار دیا انہیں سے اوس وقت تک آدمی تہذیب سے تھے مگر اولاد انکی بہت تھی اور یہ بارہ ہزار آدمی تھے سرداران سے متعلق تھے قریب چار ہزار آدمی کے امین الملک نور محمد خان اور تین ہزار آدمی سن خان اور صادق خان پیش خدمت کے متعین اور تیس ہزار کے سوا کہ بالکل حبشی تھے خزانہ کی حفاظت کے واسطے اوقات خان خواجہ سراج کے متعین اور نذر اسوارشکی خان کے متعین کہ وہ شہزادہ قیصر کے پاس رہتا تھا اور بارہ ہزار سوار غلاموں کے نذر سرداران کے پاس تھے کہ وہ لوگ کبھی کاب بادشاہ سے جدا نہیں ہوتے اور بارہ ہزار سلطانی سے سفر میں ایک تہہ بادشاہ کے حاصل سے اوتارنے تھے بعضے نقد تنخواہ پاتے تھے اور بعضے بابت تنخواہ کے نصف چاہتے اور نصف نقد اور کم سے کم تنخواہ اون لوگوں کی دس سے ہزار تھن تک اور ہر تین میں روپہ کا سو تاجریہ سالانہ مقرر تھا اور دوسرے سردار اور سبز قسم دہ باشی اور یوز باغی اور ملک باشی و قلعہ آقاسی بقدر اپنے مراتب کے تنخواہ اور جاگیر سے کامیاب تھے اور سوا ان دستہ غلاموں مذکور اور دڑانی قتی تھے ہر کے کہ قریب تیس ہزار سوار کے ہون گے اور اسی دستہ سے

[illegible]

مصدق کی عوض پانچ سو اجرہ ایک شکر شہر ہی ہوتا تھا اور پشاوڑ کا ملک سات لاکھ روپیہ پراونسے اجارہ کا تھا بعد اسکے علی گڑھ میں زردا و خان پول نئی دیوان کا حاکم ہوا اور عبداللہ خان کا بیٹا مخاطب بجان شہر خان زمان شاہ کے عہد میں کامل حاکم تھا شخص بڑا صاحب تقویٰ اور پرہیزگار تھا بہت سے امور نامشروع اسے کامل سے موقوف کیے تھے بادشاہ اس سے بہت راضی تھے تصدیق یہ کہ قہن سے اس طرف دیا کہ تیس کوئس کے فاصلے سے پشاوڑ کی طرف ہی بیان کا حاکم امین الدولہ محمد خان صدوزی تھا یہ شخص سپہ گردن کر کے ہمایون شاہ کے درانیوں کے خوف سے بادشاہ کے پاس نہیں آتا تھا بہت سے سردار زادے قوم درانی شوق ہمایون کے اسے اسی امین الدولہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے اس سبب سے درانی لوگ جاہتے تھے کہ اس پر قابو پا کر اسکو قتل کر دیں وہی بادشاہ نے بھی اسکو اپنے پاس آنے سے منع کر دیا تھا اور ولید اور صوبہ دار قندھار کے سلطان حیدر اور سلطان قیصر شہزادے تھے بادشاہ نے تمام قندھار درانیوں کی جاگیر میں مقرر کیا تھا اور ام الممالک بلخ کہ ترکستان کے شہر دن سے ہجرت بھی داخل ممالک محروسہ ہو کر ویران آبادی اسپین کو کر اور گرد و نواح اس کے عمل اور بکون اور ترکوں کا چڑھا اصل اس ملک کا استدر کم کر کو بلان کے حاکم اور فیج کے علیہ خزانہ بادشاہی سے کچھ جا کر لکھا اور شہر بلخ سے روئے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا چھ سات کوئس کے فاصلے پر میرزا عزیز متولی اس روضہ کا بادشاہ درانی سے رجوع کر گیا تھا اور حاکم بلخ کا ہمیشہ اسکا مددگار رہتا تھا اور جو زمیندار ترکستان سے آتی تھی یہی لیتا تھا اور یہ شخص بہت خوش خلق اور مہمان پرور اور بڑا روٹی دینے والا تھا کہتے ہیں کہ عہد بادشاہ موصوف میں تمام آمد ممالک محروسہ کی بقدر ملک کو روئے تھے اور صواب سالانہ اسے بادشاہی کا بے نسبت ادبے ہندوستانی کے بہت کم تھا اور سبب جنگ و جدال بھائیوں کے خزانہ بادشاہی ہمیشہ خالی رہتا تھا اور زمان شاہ بادشاہ بڑا مہضت اور عادل تھا کہ چونکہ فیج و لاریت کی قوم افغان اور خول اور اوکب تھی یہ لوگ بڑے جاہل اور خورزی تھے نظر ندرت کے جو لوگ کہ صدر نقصیرات ہوتے تھے انکی سزا اور تہذیب لازم ہوتی تھی اور سبب پاک کیے جاتے تھے اور ناک کاٹی جاتی تھی - اور دوسری طرح کی سزا میں بھی ہوتی تھیں مگر یہ لوگ اپنی حرکتوں اور ظلم و ستم سے باز نہیں آتے تھے اور خلق خدا کو ازیت پونہ جاتے تھے اور زمان شاہ بادشاہ ممدوح کی آغاز سال ۱۱۱۱ھ میں حکم غمینا تیس برس کی ہوگی وارث ہی انکی سیاہ اور گول تھی سال نہ کوئس ان کے چار لڑکے تھے ایک سلطان حیدر دوسرے سلطان یحییٰ تیسرے سلطان ناصر چوتھے سلطان منصور انکی والدہ کی نکو طبی یہ بستر لکھا تھا سپہر رشک برون بلند سیاہ جام

کثیر فاطمہ واد زمان شاہم

بیان احوال پنجاب و متر لون کا پشاوڑ سے کامل اور قندھار اور ہرات تک در توضیح دو آہ اور آبادی کہ در میان اوسکے ہج

جو متر لون کہ پشاوڑ سے پنجاب اور ہندوستان کی طرف واقع ہیں اوکی تفصیل یہ ہج دریای سندھ کے تین گھاٹ ہیں ایک گھاٹ تعلقہ ملک کہ پشاوڑ سے تیس کوئس کے فاصلے پر ہے اور یہ تعلقہ ملک پنجابوں کے تصرف میں ہج زمان سلطین تیسری یہ لوگ وہاں کے رئیس ہیں اور قندھار کے کنارہ دریا سندھ پر اس طرف حسن ابدال کے نہایت مضبوط اور بہت بلند اور سنگین واقع ہوا ہے اس تعلقہ سے کنارے دریا کا جہلم کہ شکر گاہی کہ

بیان دو آہ اول پنجاب کا

واقع ہو کہ اس دو آہ اول میں یعنی دریا سندھ ایک اور دریائے جہلم کے مقام میں ابدال ہج کہ دیوان سے کثیر اور سبب کامل کو راہ گئی ہج اور اس وقت میں تعلقہ اسی ملکوں کی اسی جگہ سے شروع ہوتی تھی اور مقام لاول پٹی اور قندھار رہتا ہے کہ باا ہوا شہر افغان

سور کا ہجر سوا ان مقامات مشہور آبادیوں کے ہمت سے بھاڑا اور کل واقعہ میں اور علاوہ قلعہ انک کے ایک اور راہ ہجرت کے دشنہ کیسے ہو کر دریا کی جگہ کو پہنچے ہیں اور اس راہ میں دریا کی سندھ کو نیلاب کے گھاٹ سے کئی تیس کوس کے فاصلہ پر پاشا ور سے ہجرت ہو کر کرتے ہیں اور بعد وترسنے کے گھاٹ سے اور نکل کر سنہ سافٹ میں کوس کے مقام دینی کھپ میں ہو سچے ہیں رہایا اور انیس اس ملک کے سب اہل اسلام میں اور اپنے زور و قوت سے کل چھل اس ملک کا کھانے میں گر سکھوں کو کچھ دیکھ کر آپ کو اس کے شرف و ساجے بجاتے ہیں اس مقام کے راجہ کا نام مہدی ہے اور اس جگہ گھوڑے بہت خوبصورت اور خوش ترکیب اور شامیتہ تھے ہیں اور آدمی بھی یہاں کے بہت قوی جنہ اور قد اور دلاور ہوتے ہیں اور ان حدوں میں جہلم کے کنارے تک بہت سے پہاڑ بلند اور ٹیلے دشوار گزار واقع ہوئے ہیں اور پندہ اور خان کو دریا سے جہلم کے کنارے پر ہجرت کے قریب ٹکسا ہجرتی ملک کے پہاڑ بہت بلند ہیں اس مقام میں جو شخص ایک بلند مکان بھاڑوں پر بنا کر آدمیوں رہتا ہے اور سکوا راجہ کہتے ہیں اور ایک دوسرے کا مطیع نہیں ہر سب لوگ سلاطین درانیہ کے حضور میں رجوع رکھتے ہیں اور پندہ اور خان قلعہ اور شہر عظیم ہے اور اس کے نیچے دریا سے جہلم بہتا ہے اور ٹکسا بھی ہے اس وقت میں شہر کوڑوں میں سکھوں کی بھی عمارتیں تھیں اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ ٹکسا کی آمدنی ہر زمان شاہ کے وقت میں تینتیس لکھ تھیا مسکنہ کا کہ اس فلاح کے سکھوں میں عمدہ اور ممتاز تھا قلعہ اور شہر پندہ اور ٹکسا سب اس کے قبضے میں تھا بعد اس کی اس کی نجات سکھوں نے تمام ملک پنجاب اور پشا اور پشا دراکشیر وغیرہ میں اپنا علی کرلیا اور شہر سہی میں مراوس وقت میں قریب پانچ ہزار سپاہ کے اس دوا میں تھی اور اسی سپاہ میں پنجاب کے مسلمان بھی نوکر تھے تیسرا گھاٹ دریا سے سندھ کا قریب کالے باغ اور دریاہ اسماعیل خان کے ہجرت وہاں سے اور ترکے قلعان کو جاتے ہیں *

بیان دوسرے دوا آبہ کا

یہ دوا آبہ در میان دریا سے جہلم اور دریا کی پنجاب کے ہجرت اور سکوا شہر میں انکس کوس ہے اور اس کے مقام آبادی سے قصبہ دیکان ہے کہ راجہ اور سکوا خداداد خان ہجرت اور گا لون شادی دال کہ تین گا لون اسی نام کے ہیں یہاں راجہ تیس مسلمان رہتے ہیں اور شہر میں میان دور اور قصبہات اور اور شہر بہت سے ہیں کہتے ہیں کہ دریا سے پنجاب پنجاب کے سب دریاؤں سے بڑا ہے اور سب صورت میں گنگا دریا سے ہندوستان سے مشابہ لکھ شہر میں گنگا کے پانی سے بہتا اور خوشگوار اور باضم اور صحت بخش ہے *

بیان تیسرے دوا آبہ کا

یہ دوا آبہ در میان دریا سے پنجاب اور دریا کی کے واقع ہجرت اور سکوا شہر میں کسب راہوں سے قریب تیرہ تین تیس کوس کی راہ ہو گا اور اس دوا آبہ میں شہر دریا آباد دریا سے پنجاب کے کنارے پر ہجرت اور قصبہ سو دہر ہے اور گور جو انوار اور تودی سوئی خان اور ساکوت اور میر جو دال اور سوا انکے اور قصبہ اور دہات اور جاہل امین آباد وغیرہ کے واقعہ میں جب اس ملک سے لاہور کو جاتے ہیں تو ہجرت راہی کو لاہور کے قلعہ کے نیچے اور ترقے ہیں اور اگر امرت سرکین جاتے ہیں تو دریا کے گور جو دال کے گھاٹ سے کہ قصبہ راجہ پست فکا ہے اور پست فکا

بیان چوتھے دوا آبہ کا

دریا کی راہی اور دریا کی بہا کے در میان یہ دوا آبہ واقع ہجرت اور سکوا شہر میں جو تیس کوس کا ہے اور اس دوا آبہ میں شہر لاہور اور امرت اور قصبہ پندہ اور خواص پورا دریاوں دال کے مقام بود و باش چٹا لون وغیرہ کا ہے واقعہ میں اور امرت سرکے انجہ آبادین ہجرت پنجاب سب شہر ان سے علاوہ ہجرت انجہ سکوٹ کی اس ملک مانجہ سے ہے لیکن تیس ہجرت راہ میں شہر امرت سرکے میں بہت سے سردار عبادا اور دھارا کے گور جو سب کا مطیع ہوتا تھا چوتھے دوا آبہ کا نام گور جو دال تھا اور اس شہر کے علاوہ سرداروں میں گور جو دال

بنکی بیجا جیٹا اسنگ کا تھا اکثر آدمی شہر بازار کے اوس سے رجوع کرتے تھے اور محل میں امرت سرنام ایک کتاب کا ہرگز کو دو عرصے پہلے مکانات بنائے گئے تھے اور درمیان تالاب کے ایک گنبد ہر وہ عبادت گاہ سکھوں کا اور اون کے گرو کی جگہ ہر سرزد صبح و شام سفینہ قوم کھکھ کے وہاں جا کر کتاب پڑھتے سنا کرتے ہیں کہ نامک شاہ اون کے گردنے اپنے ذہن اور فہم کے موافق علم توحید میں اور اختیار کرنا ایسے کاموں کا اور پرہیز کرنا جسے کاموں سے تعصیب کی ہو اور جب ہر پڑھ چکا ہر قوسلمی تھی کہ فی امانت آباد زبند کرتے ہیں احمد شاہ درانی نے اوس تالاب کو بڑھوں سے بھر دیا تھا اوس وقت میں وہاں کا شہر بازار بہت امن و امان میں تھا لاہور امرت سر سے اٹھا رہا کوس کے فاصلے پر درمیان دکھن اور پورب کے واقع ہوا اس دو آبہ میں سکھ اور مسلمان دونوں فرقتے رہتے ہیں +

بیان پانچویں دو آبہ کا

درمیان دریا سے بہاؤ اور تیل کے یہ دو آبہ حلقہ عرض اسکا تین تیس کوس ہوگا پنجاب کے آدمی ان دونوں دریا کے مابین کو دوا برجھ کتے ہیں یعنی جب کوئی دوا بکٹا ہو تو اوس سے مراد انھیں دودریا کے مابین سے ہوتی ہے تقبہ اور گا لون اس دریا میں بہت ہیں قریب بارہ ہزار اور پیاوہ کے سکھ اور مسلمان اوس وقت میں وہاں رہتے تھے اور جب دریا سے تیل سے پورب کی طرف عبور کرتے ہیں تو ملک پنجاب کا تمام ہو جاتا ہے اور اوس جگہ سے ملک ہر پانہ اور باونی سرحد شروع ہوتا ہے اور دریا سے سندھ الگ سے جمنے کے کنرے تک کہ تقبہ پورب کے پیچے جا رہی ہے سکھوں کی قوم کے ہزاروں سردار چھوٹے بڑے رہتے تھے کہ ایک دوسرے کی اطاعت نہیں کرتا تھا جسکے پاس دو تین گھوڑے ہوتے ہیں وہ سرداری کا دعویٰ کرتا ہے اور ہزاروں سوار کے ساتھ لڑنے پر مستعد ہوتا ہے اس سبب سے کہ اوسکے ہم قوم جب کسی غیر شخص کا مقابلہ ہوتا ہے تو سب اوسکے ساتھ شوق ہو جاتے ہیں اور سابق میں سکھ لوگ باوجود کثرت فوج کے جب سلاطین و درانی کی آمد سے تھے منظر ہو کر توڑا جھاگ جاتے تھے اور اگر اتفاق کر کے ولایت کی فوج کے ساتھ لڑتے تو پھر ہرگز اور بکھودستوں میں آنے نہیں دیتے جبکہ سلطنت و درانی میں ضعف آگیا تب برحیث مسکن نے زور پکڑ کے کل پنجاب اور حد کابل اور شیر وغیرہ میں اپنا عمل کر لیا اور سکھوں نے سرداروں کو زیر و بر کر کے اپنا مطیع بنایا اور پشاویر ایک شہر جو کہ لاہور سے دو کوس کے فاصلے پر تھا اور پچھان کجیاب واقع ہے جو ساؤنڈ لاہور سے پشاور کا قصد کرتا ہے وادی راوی اور پنجاب اور ہلم اور پشاور سکھ اور سکھ اور تڑا پنا ہر اور دریا سے الگ سے جب اور تڑا و پشاویر تین کوس پر پچا ہوا ہے اور پشاویر ایک چوڑا شہر ہے جس زمانے میں کہ ہندو ہندوستان میں حاکم تھے نام اس شہر کا رام پتا اور تھا سلاطین اسلام کے زمانے میں پشاویر مشہور ہوا اوس جگہ طرح طرح کے میوے ملتے اور بہ اور اچھے اچھے میوے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں وہاں کے آدمی گلاب کا عطر خوب بناتے ہیں چنانچہ قیمت اوسکی پانچ روپے فی کس روپیہ تو لاک ہوتی ہے اور بہ میوے کا ل کے پنا درمیں پیدا ہوتے ہیں اور چاول اس شہر کا بہ نسبت اور بھونوں کے دار اور انیس کئی قسم کا جوتا ہے رسم اول اسکی کہ سلاطین اور امر کے باد چینی نے میں صرف ہوتا ہے اور چاول اور پانی باڑا کس اور باضم ہوتا ہے جو کہ برٹ اور پانی میں گھٹی ہے اور اس پانی سے اس قسم کا چاول لطیف اور عمدہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کے اس چاول کی قیمت فی من بارہ روپیہ سے پہنچ تک ہوتی ہے اور ہم اوسطا اوسکو بیچ دو قاتے کہتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ دو آبہ سے قریب پشاویر کے چوڑا ہر اور دریا کے پانی سے پیدا ہوتا ہے اور اسکی قیمت فی من چار روپے سے چھ روپے تک ہوتی ہے اور باڑا چاول سوا پشاویر کے اور کسی جگہ پیدا نہیں ہوتا اس میں بڑی خوشبو ہوتی ہے اور بچنے کے بعد مدت میں جاتا ہے فوج پشاویر اور کہ ہستان میں ریاست اور زمینداری چٹانوں کی جو کہ گھر خاص میں چٹانوں کے تھتے ہیں اور قوم کال مینی چو بار اور چاک سہ اور گھوڑوں کے دلال اکثر ہیں اور اکثر ہندوستان میں بھی آدمی ہیں جو پشاویر میں سکھ اور درانی ہر گھر شیر زمین کے بھی وہاں ہیں اور ہل حرفہ اور پیشہ ورجا جائے وہاں موجود ہیں اور جس طرح کہ وہاں چٹانوں کو کم زمین سطح

شیخ اور سید اور منہل بھی وہاں بہت کم ہیں وہاں کے رہنے والے ٹرسے معتمد اور زبان ہر روز بازار کو کوچہ میں گالی گھجیلات گھٹنات گھٹنات آئیں
 چلا کرتا ہے اور سب خفی مذہب ہیں آخوند درویشہ کہ درویش شیعہ اور زمانہ بادشاہ میں اس شہر کا محبت تھا اس کے ساتھ ان کو گونا گونا
 اعتقاد ہے آخوند کو سنے وہاں کے چٹا لون کو جابت سے نکال کر رہت شرع اور دیناری کی تابی اور زبان پشتو میں کہی کتابین شیعہ
 وغیرہ کے تصنیف کین اگرچہ یہ خود تاجیک فارسی گو اور مرید سیدی علی ترمذی شہور پر بابا کا تھا کہ سادات کنہر انغین کی اور وہاں آخوند
 مذکور کی پشاو کے قریب ہے اور کاہل اس شہر سے اور کی جانب واقع ہے اور تفصیل سن لو کی پشاو سے کاہل تک یہ ہے پہلی منزل
 پشاو سے چکر جب وہاں کے سات کو س دریا سے خیر کے کنارے پر ہے پونچتے ہیں دو قوسری منزل لاطھی اصل ایک کہ در میان درہ
 خیر کے ہے اور وہاں چکر آبادی بھی ہے اور در میان درہ اور پہاڑ کے افریدی چٹان رہتے ہیں اور جا بجا چوکیاں بھی ہیں اور یہی افریدی
 متہارند مسافروں اور سودا گروں کی حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اسی خدمت کے عوض میں سرکار بادشاہی سے تنخواہ پاتے ہیں
 اور کسی مقام پر یہی لوگ حافظہ نہیں رکھتے سودا اگر اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں اور رات کے وقت چوری بھی کرتے ہیں خزانہ پشاو کے
 ان کو گونا گونا تنخواہ ملا کرتی ہے اور درہ خیر کا محصول بھی انھیں اور دیون کو سادات ہے تیسری منزل درہ مذکور اور اگرچہ اصل ایک ہے
 گذر کے اور لٹہ سرائی خانہ کورہ میں چھوٹے کے ڈھک میں بٹھرتے ہیں چوتھی منزل ڈھیک سے ہزار نادہ میں پونچتے ہیں پانچویں
 منزل ہزار نادہ سے چکر بھی کوٹ میں کہ قوم مہند کی عید گاہ ہے جاتے ہیں چھٹی منزل جلی کوٹ سے روانہ ہو کے علی لغمان
 میں جا کر ان دیان تاجیک فارسی گو دیون کی بود باش ہے ساتویں منزل علی لغمان سے چار باغ میں پونچتے ہیں میان بھی قوم ایک
 کی سکونت ہے آٹھویں منزل چار باغ سے کوہ کر کے اور فتح آباد سے گذر کے ٹیلا میں اترتے ہیں نوین منزل ٹیلا سے گندک
 میں پونچتے ہیں میان کی ریاست ٹھکانی تھا لون کی ہے دسویں منزل گندک سے سنخ رو دک ایک ندی جاری ہے اور یہاں کچھ
 آبادی نہیں بٹھرتے تین سو سال پہلے یہی وہی علوانی چٹان بود باش رکھتے ہیں گیارہویں منزل سنخ رو سے حکمدہ میں پونچتے
 ہیں اس جگہ کچھ آبادی ہے یہاں سے زمیندار سید سلمان چل چٹان کی شریف ہوئی بارہویں منزل حکمدہ سے باریکاب میں پونچتے
 ہیں تیرہویں منزل باریکاب سے دورا میں گئی ہیں ایک راہ سے فوج بادشاہی اور قافلہ روانہ ہو کر مقام ترین میں پونچتے ہیں
 وہاں سے چھوٹے کاہل میں ہو کر اور سلطنت کاہل میں جاتے ہیں اور دوسری راہ سے کہ کسل تہ بند کجریان سے جدیدہ اور سادہادی
 جاتے ہیں یہ راہ ست خاک میں بادشاہی راہ سے لگتی ہے چودھویں منزل ترین سے چھوٹے کاہل میں پونچتے ہیں یہاں کچھ آبادی
 ہے پندرہویں منزل چھوٹے کاہل سے چکر اور سلطنت کاہل میں وارد ہوتے ہیں یہ زمین لکھی گئیں لشکر بادشاہی اور تاجران
 کی منزل ہیں اور سوار اور پیادہ سے چھ سات روز میں پشاو سے کاہل میں پونچتے ہیں اور یہ منزلین اکثر آٹھ کوس اور نو سو
 کوس کی ہیں اور محل و عینا دریا ان دونوں شہر کے ایک تین کوس ہوگی اور شہر کاہل ہاتھ کی زمین میں واقع ہے اس میں محل و کس
 میو سے اور بہت قسم کے پھول اور شیریں ج شہر اور بازار میں جاری ہیں اور وہاں کا بود و تشک ہو کر ہر طرف جاتا ہے خصوصاً ہندوستان
 میں گزرائی وہاں کا کہ شہر کے قریب یا اس کے اندر ہے لکھا اور ہاتھ نہیں جاڑے میں تین یا چھینے برف بشت بہستی ہے اور وہاں کی
 برف کہ ہندوستان کی خاص کو مسافر دیکو اگر احتیاط کریں تو ہاتھ پاؤں کی اور ٹھکانا گھرا کر پانی میں اور اس شہر میں قدم سے بود و پیش
 تاجیک فارسی گو دیون کی ہے اور جیسے کہ شہر یا تخت سلاطین درانیہ کا ہوا درانی چٹان اور منہل اور قزلباش وغیرہ کہ بادشاہان درانیہ
 کے ملازم تھے انھوں نے بھی وہاں کا رہنا اختیار کیا اور مٹی مٹی مٹی عمارتیں بنوائیں اگرچہ شہر خنجر کے جنوب آباد اور ہاتھ کی جنس وہاں
 پانی جاتی ہے خصوصاً ملک ایرانی و قزلباش قسم کے گھوڑے اور بارہ لٹھی کی کثرت ہے اور جو شخص کہ قزلباشان اور ایران اور تاجران سے

مہاراجا کو آکر اوسکو کابل میں آنا سفر پڑا تو اور اوسین ایک بازار پر چٹا ہوا بہت خوب کراہیٹ اور پتھر اور گچہ سے اوسکو بنایا اور اوسکی جھپٹ کر بازار میں بہت لاجبی اور چڑری پر اوسین روشنی کے لیے روشندان رکھے میں انعام اس بازار صفت کا پاس اور بنائے والا اسکاعلی مردان خان ایرانی ہو کہ ابتدا میں امراسے سلاطین صفویہ سے تھا بعد اسکے شاہجہان بادشاہ مہاراجا کی خدمت میں آکر تہہ امیر الامرا کا پایا اور شاہجہان آباد کی مری بھی اسی امیر کی بنائی ہوئی تھی اور شہر کابل میں رزلہ اکثر آکر کالی آدمی بہت سخت مزاج اور جنگجو اور فتنہ انگیز ہوتے ہیں اور عاتین وہاں کی اکثر خاتم بن سلاطین درانیہ مع قابل اور شہزادوں کے اکثر بلا ہوا کابل میں رہا کرتے ہیں

بیان منزلوں کا کابل سے قندھار تک

پہلی منزل کابل سے قلعہ قاضی تک ہر اوس فوج میں تاجیک کالی آدمی رہتے ہیں دوسری منزل قلعہ قاضی سے قلعہ میدان تک ہر وہاں بھی آبادی قوم افغان سلیمان خیل ٹاہیل وردک اور وردک افغان سادات کی تیسری منزل قلعہ میدان سے بن وردک تک ہر یہاں قلعہ اور آبادی ہر چوتھی منزل پل وردک سے کیہ تک ہر یہاں بھی آبادی اور سکون قوم افغان کا ہر پانچویں منزل قلعہ کیہ سے قلعہ شش کاؤنگ ہر یہاں بھی آبادی ہر چھٹی منزل قلعہ شش کاؤنگ سے شہر غزنی تک ہر اور یہ شہر سابق میں تخت کاہ سلطان محمود غزنوی کا تھا زمانہ ناضی میں بہت آباد تھا لیکر اس قدر قوت برسی کہ تمام اہل شہر اوسکے صدر سے ہر گئے چند آدمی پر گئے تھے پھر وہ شہر آباد ہوا اب تاجیک آدمی اور چٹان قلعہ کے اندر قریب دو تین ہزار گھر کے آباد ہیں ساتویں منزل غزنی سے قلعہ نالی تک ہر یہاں بھی آبادی ہر آٹھویں منزل قلعہ نالی سے قلعہ نالنگ ہر کہ نالنگ درانی قلعہ بان نامہ ہر یہاں بودوباش قوم اندر کی ہر نوں منزل قلعہ قورباغ سے کاریز قلعہ غنچان تک ہر یہاں قوم افغان خیل رہتی ہر دسویں منزل قلعہ کاریز غنچان سے قلعہ گوتنگ ہر گیارہویں منزل قلعہ گور سے چشمہ سردنگ ہر یہاں کچھ آبادی نہیں ہر اور پڑے پڑے غامہ میں سردار درویشان اسحاق زئی تعمیر شاہی نے مسافر ونگی آسایش کے واسطے کہ درارت آفتاب اور تفتی سردی کی اونکو نہ ہو لیکر راہ کو خوب درست کر لیا تھا اب پانی بھی وہاں لٹا ہر اور کھڑے اس منزل کی فوج تک قوم افغان غلی اور ترکی کی بودوباش ہر بارہویں منزل چشمہ سو سے قلعہ ترین شہر تک ہر یہاں کچھ آبادی ہر تیرہویں منزل قلعہ ترین سے قلعہ ثلاث تک ہر یہاں افغان توگی کی بودوباش تیرہویں منزل قلعہ ثلاث سے تیراٹا گنگار و درنگ تک ہر اس مقام سے ریاست اور بودوباش قوم درانی کی شروع ہوئی پندرہویں منزل قلعہ تیراٹا سے شہر غناک ہر کہ بنایا ہوا قاضی فیض اللہ خان دارالہمام تہویشاہی کا ہر سولہویں منزل شہر غناک سے شہر ہونہر کا ریزہ عہد دس قندہار تک ہر یہ تہذیبین اکثر یاہر تہوچودہ اور بعضی سولہ کوس کی ہیں اور قندھار کابل سے سو اٹھارہ کوس اور بعض کے نزدیک ڈھائی سو کوس جانب مغرب مائل بہ جنوب ہر کہتے ہیں کہ یہ شہر بہت قدیم ہر زمانہ سابق میں جب قلعہ ہلام ہوا تو چند مدت شاہان چین کے عمل میں رہا بعد اسکے سلاطین صفویہ اور تیموریہ کے تصرف میں آیا اور پہلے ریاست قندھار کی قوم افغان علیحدہ کے تعلق تھی اور شاہان نے غلیہوچ کے بیچے بی بی اور قوم ابدالی کو کہہ کر درانی مشہور میں وہاں آباد کیا اور شہر کو مع قلعہ و درن کو کہے قریب اوسکے شہر اور آباد کیا اور پانچا دار الحکومت مقرر کیا احمد شاہ درانی نے اپنے عہد سلطنت میں ایک شہر آباد کئے قویہ آباد کیا اوسکا نام اشرف الدار احمد شاہی قندھار رکھا اب کہ قلعہ گاجھی میں ہی شہر آباد ہر اور گرواس شہر کے قلعہ شہر اور میدان پر آباد و روکا فوج کے لئے جاری ہیں اور مدین کے کٹنا سے پرتوت کے درخت اور پتھر اور پتھر

اور سیکھ لارا اور اس کے اندر ایک گنبد بہت بلند بنا ہوا ہے اور ایک کھجور اور لکڑی کے قلم کا بہت خوب ہوتا ہے اور قندھار میں رہنے والے ہیں سب سے
اور اس شہر میں چھپک ایک امرش کی گلی ہے مین ہوا یہاں کی ہوا نہایت لطیف اور معتدل ہے یہاں زلزلہ بھی کم ہوتا ہے بلکہ بعض یہ کہتے ہیں
کہ یہاں زلزلہ کبھی نہیں آیا ہے

بیان اون منزلوں کا جو درمیان قندھار اور شہر ہرات کے واقع ہیں

پہلی منزل قندھار سے لوکران تک ہے جو ایک آباد گاؤں ہے دو سو مری منزل لوکران سے اشود تک ہے یہی آباد ہے تیسری منزل
اشود سے سکھار گاؤں تک ہے جو بہت آباد ہے چوتھی منزل سنگھار سے کشکی تک ہے کہ یہ گاؤں بھی آباد ہے پانچویں منزل
کشکی خود سے خاک چوہان تک ہے یہاں کچھ آبادی نہیں ہے گلابانی ہے چھٹی منزل خاک چوہان سے کرش تک ہے یہاں شہر ہے اور
ایک نوی بھی جاری ہے ساتویں منزل کرش سے شوراؤں تک ہے یہاں کچھ آبادی نہیں تمام پانی پانی ہے آٹھویں منزل
شوراؤں سے دچک تک ہے یہاں ایک قلعہ ہے جو دران آبادی کچھ نہیں تمام پانی پانی ہے نوین منزل دچک سے غاشر دھک ہے اور ایک
نئی جاری ہے دسویں منزل غاشر دھک سے پیکو ادھک ہے یہاں آبادی ہے گیارہویں منزل اس منزل میں دورا میں ہیں ایک
کوہ فتح اور نیز دھک سے ہو کر ہرات کو گئی ہے اس راہ میں فتح شاہی اور سو درگاہ کی آمدورفت ہے اور دوسری راہ سے آدمی جریہ اور
سوار کو باب سے ہو کر ہرات میں پہنچتے ہیں بارہویں منزل دورا ہی سے کہ ایک ہے یہاں ایک فقیر کا گناہ اور پانی بھی ملتا ہے تیرہویں
منزل کرہ سے کرانی تک ہے یہاں قلعہ اور آبادی اور قرباٹخان اخوند کی ہے جو دسویں منزل کرانی سے شرنیک ہے یہاں بھی دیکھا
ہے اور ہنگ بھی اس گلیہا ہوتی ہے پندرہویں منزل تھوڑے قلعہ علی زانی تک ہے یہاں بھی آبادی ہے سولہویں منزل تعلی زانی
سے قلعہ قاضی تک ہے جو کہ آباد ہے سترہویں منزل قلعہ قاضی سے رابطہ اول تک ہے یہاں آبادی نہیں ہے پانی ہے اس جگہ ایک مکان بنا ہے
کہ سا فلوگ وہاں ہونچو گرات کو دروازہ بند کر کے سو رہتے ہیں اٹھارہویں منزل رابطہ دوم ہے یہاں بھی آبادی نہیں ہے رابطہ اول
کی طرح یہاں بھی مسافروں رہتے ہیں اونیسویں منزل رابطہ ستونی سپر دیکل الرعا جا بھی تیسرا شاہی کی بنائی ہوئی ہے بیسویں
منزل رابطہ ستونی سے دو کوس قبرستان خان چھوٹے بنائی پیرزہ گوارا شہنشاہ درانی تک ہے وہاں سے دو کوس بلالان اور وہاں
سے دو کوس ہرات ہے سب منزلیں اکثر سو گیارہ بارہ اور بعضی پندرہ کوس کی ہیں اور سب مسافت ڈھائی سو کوس ہوگی اور آدمی جو
اور سوار دس روز اور پندرہ روز میں قندھار سے ہرات پہنچتے ہیں اور ان منزلوں میں فوج اور توپخانہ بھی جاسکتا ہے اور ہرات ایک شہر
مشہور ہے اور دین قلعہ شکر اور غیاث شہر اور مہراہن جاری ہیں سابق میں سلطان ایران سے تعلق رکھتا تھا اور اب کہ سلطانہ چوہان
اور سلطان محمود پسر شہر شاہ درانی کے قبضے میں ہے چند سال پیشتر شہزادہ کا مران خلف سلطان چوہان ہرات کا حاکم تھا شہزادہ کہ اس کے اوتار
میں سے کوئی دہاک حاکم ہوگا بعد شہزادہ کا مران بن باطل وہاں کا اختیار یا محمد خان وزیر کو تھا اور قبر خواجہ عبداللہ انصاری کی کہ
شاہجی کہار سے تھے ایک کوس کے فاصلے پر مغرب کی طرف قلعہ ہرات سے واقع ہے اور قلعہ کے چاروں طرف کی جانب بلکہ چاروں طرف
آبادی قوم تعلی خان تیموری کی ہے اور قلعہ کے دکن کی طرف قوم اعاق جمشیدی ہرات سے پندرہ کوس تک آباد ہیں اور اس قوم کے
سرور سابق کا نام افشوش خان جمشیدی تھا اور اس طرف میران میں ہمارے کہ باہر اور لاہی علی خان کو بھی شیعہ مذہب کی آباد ہے
اور وہاں سے نواح مشہد مقدس تک بھی قوم بہت ہے سابق میں یہ سب سردار طبع اور ذہن دار زمان شاہ بادشاہ درانی کے تھے
اب ہر شخص خود مفتی رہ گیا ہے اور مشہد مقدس کے دکن غرقا قلعہ الافا حضرت امام من موٹی رضا کا ہے ہرات سے دس منزل دکن

کی جانب واقع ہے اور ہرام خان فرزند گوجی اعلاق میں منزل ہرات سے درمیان مغرب اور جنوب کے ہے اور ہرات قوم نزارہ اہل سنت کی اسی طرف ہے اور اکثر یہ لوگ ملک ایران کی راہ میں بہرہائی اور غارت گری کرتے ہیں اور ہرات سے جانب شمال چالیس کوس کے فاصلے پر سواد کرامت بنیا و خط چشت ہے اور چشت کی طرف تمام کوہستان میں ریاست اور بوداوش قوم مابینی کے واقع ہوئی ہے اور مابین دامن کوہ کے نواح ہرات میں تمام قوم جا اعلاق کی سکونت رکھتی ہے اور جانب مغرب چشت کے حکمہ سے ہامر حدیمینہ اور بلخ میں ریاست ترکوں اور اوزبک کی ہے یہاں کے لوگ خواجگان چشت سے بہت اعتقاد رکھتے ہیں اور مقام تمام کوہ میں ریاست قوم نزارہ اور شید اور زخان کی ہے اور اوس طرف انصافوں کے کا فر یہ پیش رہتے ہیں اہل اسلام اس قوم پر ہمیشہ جہاد کیا کرتے ہیں اور چشت ایک مقام ہے جس کے بڑی غیر درکت کا پیشوایان ارباب حقیقت اور معرفت اوس مکان عرفان نشان میں زیر زمین خواب راحت میں ہیں اور امانت کے علم سے خاص و عام کی حاجت روائی ان کی روح پر فتوح سے ہوتی ہے اور ہر طرح کا فیض ظاہری اور باطنی ان کی خاک پاک سے بندگان کو حاصل ہوتا ہے

بیان منازل مابین ہرات و چشت

جب ہرات سے چشت کو روانہ ہوتے ہیں تو پہلی منزل قرینہ روان ہے دوسری منزل بیردان سے شہر آباد ہے تیسری منزل اباسہ قلعہ صیبر ہے چنگ مزار سلطان محمد دوم صاحب کا ہے چوتھی منزل قلعہ صیبر سے خطہ تبرک چشت ہے وہاں ایک بڑا ادب چاہا ہے اور اس پناہ میں اوپر چڑھنے کی راہ ہے اور اس پناہ کے درہ میں چشت کی آبادی ہے صابر زادگان مودود بھی کے تھمنا ایک سو سوس گھر ہوں گے اور سوائے اور آدمی بھی یہاں رہتے ہیں وہاں سے پناہ چڑھنے کی دورا میں ہیں ایک اوہن حضرت خواجگان مودود کا مزار ہے اور پہلو میں جنوب و مشرق کے درمیان میں ایک مدرسہ عالیشان اور ایک مسجد رفیع ہے جس کے حضرت مودود چشتی کے ایک عقیدے نے تعمیر کی ہے اور یہ مکان بہت بلند اور مستحکم ہے اور اس کے قرب میں ایک درخت اوگا ہے کہ اوس کا سیوہ عجیبہ فندق کی صوت ہے آدمی اس کے میوے کو تبرک مانگا کر دو درویشوں کے لیے دینا اور ان کو ان کے ہاتھ اور گلے میں حفاظت کے واسطے باندھتے ہیں اوس درخت کی طرف کیفیت ہے کہ سال بھر میں سات مرتبہ بیوٹا چلتا ہے کہتے ہیں کہ حضرت مودود چشتی نے دھنوک کے دقت اپنی مسک اوس جگہ گاڑ دی تھی وہی مسک یہ درخت ہو گیا شاید کہ وہ مسک فندق کی لکڑی کی ہوگی اور قریب اوس مکان کے ایک چھپرہ و مالک سبھی کہ انشا اللہ العباس حضرت خواجہ علیہ السلام اور سب کے لگا کر بیٹھے اور خواجہ مودود چشتی سے یہ کلام ہوتے تھے اب تک اوس حضرت خضر کے پیٹھ کے لگائے کا نشان ہو رہا ہے اور وہاں سے جب اوپر چڑھتے ہیں وہاں بہت سے مزار حضرت چشت کے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے پہلا مزار حضرت سلطان فرس نامہ قدس اللہ سرہ کا ہے وہ بزرگ سبب ظلم کی عباس کے کہ سادات پر کرتے تھے عرب سے چشت میں تشریف لائے تھے خواجہ ابدال چشتی کے والد بزرگوار ہیں دوسرا مزار حضرت زبدۃ الکاملین عمدة الواعظین درویش حقیقت اختر بن طریقت مالک ملک لارڈا حضرت خواجہ ابو احمد ابدال کا ہے تیسرا مزار ابو النور جناب سرور قرار باب ہدایت پیشوا اسی صحاب ولایت مقبول بارگاہ نزاری خواجہ محمد زبیر فرزند خواجہ ابو احمد ابدال کا ہے چوتھا مزار تبرک قدوة السالکین زبدۃ العارفين عارف معارف ربانی سالک سالک ربانی جامع کلمات ربانی لا یونی عاوی کرامات صوری و معنوی حضرت خواجہ ابو ناصر الدین یوسف والد بزرگوار خواجہ مودود چشتی کا ہے پانچواں مزار سونہر اور قدیم مظهر عقدا سے قاف لاہوت سلطان اقدیم ہرمت عمدة عارفين خدا گاہ زبدۃ عاشقین حقیقت پناہ شہناہ ملک عرفان فرمانروا اس دیوان بہر کاروان فقر قافا قافا سلا قوافل عرفا انفس فرق صوفیان والا جاد و بہر تارک محققان خدا نگاہ درویشی نبوت گھر ہر عروج قوت سلاسل سلسلہ مطہرہ نقاد و فاضل عالم علم غنی جعلی و مدیدہ نبی و علی شیخ الشیوخ تعلیق قرۃ العین حسن و حسین برگزیدہ

رب الودود خواجہ مودود کا جو چٹھا ہزار مخزن طریقت معدن حقیقت آفتاب سچر توحید چاہا نیک تعریف عمدہ سیرا بلان انکار بخشی خواجہ احمد ان مودود چشتی کا یہ حیدر مزار شریک ایک جگہ قریب متربہ بین اندر گرو اس مکان کے چار دیواری پہنچے اور قمر حضرت مودود چشتی کی ہمی پشت پر اور بنڈان اوپر پڑا رہتا ہے اور ایک گنبد کی مسجد ان فراروں کے قریب ہے آدمی اوسین نماز پڑھتے ہیں اور سوکے اس کے بہت سے خلفائے کرام اور اولیاء سے غلام اس خاندان کے اوس مکان میں مدفون ہیں اور دوسری راہ چشت سے بہار کے اورنگی چکر گنا سر پہ درہ چشت پر ایک چشمد آب شیرین کا اور مکان چلکشی خواجہ جی زاہر زندہ خواجہ احمد ابدال کا ہے وہاں ایک باغ ہے جو کا نام بخت خواجہ مودود ہے کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے سلاطین خراسان سے یہ باغ آپ کے نام نامی پر لگا کر سوسے اوس کے محتاجوں اور مسکینوں پر وقف کر دیئے اوس باغ کی دیوار کے نیچے بھی ایک راہ ہے جو کہ آپ کے مزار تک پہنچ گئی ہے اور چار کوس کی مسافت یہاں کے اور یہ مکان چلکشی خواجہ مودود کا ہے وہاں دونوں جاری ہیں ایک گرم دوسری سرد حق تعالیٰ نے اسے دو قسم کا پانی آپ کے واسطے وہاں پیدا کیا کہ جاری سے اور گرمی کے غسل میں کام آئے اور انہیں دونوں مذہبوں کا پانی سب فراروں پر پہنچتا ہے اور اس مکان سے سات کوس کے فاصلے پر جگہ چلکشی خواجہ ابو احمد ابدال کی قبضہ پر واقع ہوئی ہے جو کہ اہمیت عجیب جانب مغرب چشت سے دو ہزار ملے جو سے ہیں اون دونوں پہاڑوں سے شب جمعہ کو گھٹ اور خون بہتا ہے عینکو اطراف کے آدمی قریب اور بعید کے وہاں جا کر شہی اوس تر کے لیجاتے ہیں اور اسکو ناسور اور دہنل پر بطور رحیم کے رکھتے ہیں اللہ کے حکم سے صحت ہو جاتی ہے اور سب کھنکے اس خون اور کھٹ کا ان دونوں پہاڑوں سے ہے جو کہ ایک روز حضرت مودود چشتی اوس ندی کے کنارے پر کہ قریب اون پہاڑوں کے جاری ہے جو صوکر تھے یہاں ایک بڑا انڈا جو خود ایک غار سے نکل آیا اور باقی طرف چلا جب وہ اس ندی کے قریب مابین ان دونوں پہاڑوں کے پہنچا تب آپ نے اوس سے فرمایا کہ تمہارے کمان آتا ہے پھر اس کھنکے کے دونوں پہاڑوں نے حرکت کی اور اوس اندھ کو دایا انڈا چلا آیا کھنکے کا عین مجھے پہنچائے آپ نے فرمایا کہ اب اسی جگہ ہو تجھے بند کرنا خدا کو فیض پہنچے گا کہتے ہیں کہ آدمی شب جمعہ کو زور کے چاہتا ہے کہ دونوں پہاڑوں سے نکلے جب بامزنین جاسکتا خون اور کھٹ اوس سے جاری ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اون بزرگ کی دعا سے اوس کے خون اور کھٹ کو تاثیر مرہم کی عطا کی ہے کہ ناسور اور دہنل اوس کے لگانے سے اچھے ہو جاتے ہیں + دوسری کرامت یہ ہے کہ ایک بڑی چٹان پتھر کی ہوا میں سعلق کھڑی ہوئی ہے ایک راوی ثقہ اور متعبد کا بیان ہے کہ وہ پتھر دریاں رونڈ متبرکہ خواجہ مودود چشتی اور مکان چلکشی اوس بزرگ کے گنبدینا چار کوس کا فاصلہ ہوگا ہوا میں سعلق ہے جب آپ کے مزار شریف سے مکان چلکشی کی طرف جاتے ہیں تو داہنے ہاتھ کی جانب رہتا ہے اور لمبندی اوس پاڑ کی چٹان سے وہ پتھر جدا ہو کر نیچے کو آیا اور بیچ میں ایک سا تمینا ڈیڑھ کوس ہوگی اور بائیں طرف وہ پتھر آدھے کوس کی لمبندی میں سعلق ہے کہ دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پتھر مل رہا ہے قریب چکر گنا سر پہ درہ چشت پر کب خواجہ ابو احمد چشتی ہم توجہ اور دعا بواسطہ سامی اپنے مرشد سے میدا ہوئے تو ایک روز خواجہ ابو احمد موصوف اپنے بزرگوار رہنے سلطان فرس ناقد کی اجازت سے بطریق تکرار کے ایک پہاڑ کی طرف گئے تھے وہاں سے وہ گم ہو گئے بعد چند روز کے ایک شخص خبر لایا کہ میں نے خواجہ ابو احمد کو نکالنے میں اوس پہاڑ کے اوسا حق شامی کے ساتھ دیکھا تب حکم سلطان فرس ناقد کی اتھی اوس کے لائے کو گئے اور سر خندا نکو سمجھا یا اور اہل گروہ نہ آئے اور آٹھ برس کی عمر میں اسی شہت کی کہ نلیفہ ہو گئے اور جدا ہو کر مل پہنا اوسا دیکھے پر شہر خیر نے اؤکھا دی کبہ جگہ کے فرمایا کہ اچھا قمر اور فرزند پر محلو جو کچھ نعمت کہ بہران طریقت سے حاصل ہوئی ہے وہ سب میںے تجھ کو دی اور ہاتھ بڑے کے تبدیل کر کے دے دے اور اسی کی غیب سے آوارائی کہ ہنے ابو احمد کو اپنی دوستی میں قبول کیا اور جو شخص انکی صحبت میں رہے گا اوسکو بھی اپنا دوست سمجھ کرے گا ایک روز خواجہ ابو احمد نے خواجہ

اوجا حق شامی کو دیکھ کر اوسکے پاس آؤ تا مائیس اہل بیٹھے ہیں ابوالہجہ سے اوکو سلام کیا کہ شہر شدنے انکو بھی اجازت بخشنے کی کو
اوس جلسے میں شریک کیا گیا شہر شدت سے پورے چھل بعد ازاں ہو گئے جب شیخ کا وقت برابر ہوا ابوالہجہ کو میت سے مشرف کر کے
توجہ دیکر ایک طرف تاعین میں دلی کامل کر دیا تین روز تک شیخ کی خدمت میں حاضر رہے چوتھے روز شیخ نے اجازت دی کہ اپنے باپ سیفے
سلطان فرس نامہ کو جا کر مہارتیج کر کے شراب خواری کی کرو ابوالہجہ اپنے شہر شد کی خدمت سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور دروازہ اول
و دوم کے شراب خانہ ہمسار کے باپ کے دو خانے پر پونچھے اور وہاں کا میخانہ بھی ٹوڑ ڈالا اور سب مکانات گرا دیئے اوسکے باپ نے
یہ حال دیکھ کر اوسکے آنے سے تو کچھ خوش ہوئے اور غصے میں نہ آکر حبشی غلاموں کو حکم دیا کہ جب ابوالہجہ آئے تو ایک بڑا پیچر اوس پر ڈال دینا
خواجہ ابوالہجہ جب وہاں پہنچا ایک مسجد میں کہ غیر محبت کی تھی غار پر تھنے لگے حبشی غلاموں نے ابوالہجہ سے غماز اوسکے کے خوب زور کر کے
ایک بڑا پیچر اٹکے اوپر گرایا اوسخون نے اوس پیچر طیف دکھایا سب دیکھ کر ہنس پڑے کہ یہاں سے جدا ہوا تھا اوسیکہ جگہ علی پھر کجا جب سلطان
فرس نامہ نے اپنے بیٹے کی کرامت دیکھی شراب اور سب منہات سے توبہ کی اور بعض نفقات کا یہ قول ہی کہ خواجہ ابوالہجہ اہل ایک مسجد
میں کہ غیر محبت کی تھی غار پر تھنے لگے کہ بعض کفار نے یہاں سے ایک بڑا پیچر اویکی طرف اڑا دیا خواجہ نے اٹکھ اڑھا کر پیچر
نگاہ کی بس وہ اوسیکہ گہرا میں پھر گیا آٹھ سو برس گذرے کہ وہ پیچر اب تک اوسیکہ طیف ملک ہی ایک کندرہ اوسکا پہاڑ سے ملا ہوا ہے
نقل ایک درویش صادق القول تھی خدشاس شاہ عبد الستار نام نقل کرتے تھے کہ میں ۱۰۰۰ ہجری میں حضرت چشت کے خزار پر
اعتکاف میں تھا کہ چند صاحبزادے سو و دو دی مثل قابل خواجہ اور کن الدین خواجہ اور شرف خواجہ و اہل خواجہ سوئے خواجہ اور خواجہ اور
خادم خواجہ اور احمد خواجہ اور سوا ۱۰۰ کے اور بھی خواجگان سادات مودودی یہ سب ہمراہ تھے خواجہ صاحب فرقہ اور تجارہ نشین کے جوئے
لینے نذر و نیاز اپنے آباد اجداد کے اسم کو ہستان بالا پر شرف لے گئے وہاں یہ واقعہ غریب اور اعراب پر ہوا کہ کان جگہ شامی ہو جوتھی
سے تین کوس کے فاصلے پر ایک کوہ بلند تھا کہ اسے ایک پیچر اوس پہاڑ سے چلے ہو کر اگرا اوسکے الگ ہونے سے ایک کھڑکی نمودار
ہوئی اوسکے اندر ایک غار نظر آئی اوس غار میں قریب دو عالمی سو آدمی کے مرد و عورت مردہ پڑے ہوئے تھے لباس عربی بکھیرے
بدن میں سو جوتھا اور عرب کے آدمیوں کی طرح کرن ندی ہوئی تھیں اور اس کھڑکی کے کنارے پر ایک پوڑھی عورت بچان
وہاں تھی ہوئی اور اون میں سے کوئی بیٹھا ہوا اور کوئی لیٹا ہوا ایک آدمی کی ہل میں ایک تھیلی پائی اوسمیں پانچ روپیہ دیکھے اوسیکہ خاک لیا
ولید بن عبد الملک کے نام کا تھا اور ایک چھری فولادی لکھلاٹ اوسکا کل کر خاک ہو گیا تھا سب صاحبزادے مودودی نے اوسکے
لباس میں نقص کی حاجی بیخود مودودی کہ اوسیکہ بیٹھا کی چوٹی پر قریب اوس غار کے رہتے تھے اوسخون نے اوس کھڑکی کو خوب مضبوط
بنکر دیا شاہ عبد الستار کہتے ہیں کہ میں اوس چھری کو لایا تھا کہ قندھار کی راہ میں درساں شکر زمان شاہ بادشاہ درانی کے سینے اونٹ اپنی
سواری کا ڈال دیا تو وہ چھری میری کمرے لگی وانشین دن نے یہ تصور کیا کہ غار کے لوگ تو م سادات اور شرفاے عرب سے ہونگے سبب
غلو جی اسیکہ جگہ کا کہ اوس غار میں جا چھپے اور نہاب کہ با سے اپنی حفاظت کی دما کی مجیب العیون نے اونکی جان بولی کی اور انکی
میں ایک بوڑھا دراز مسر کہتا تھا کہ خباب پیچر آزلان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیشینہ نہی تھکے سے دیکھا اور جنگ اٹھ میں کھلا
تو پیش کاشمیر کے تھا دو تین زخم تیرہ اوپر تھے کہ وہ اپنے بازو اور پشت پر دیکھتا تھا کہ اسیلہ بکرام کے ہاتھ سے سینے اوتھائے ہیں یا
شیخ محمد ہاکم کو درویش کا نقل ہے اوسخون نے مذکورہ ایک چھان یہ دست زنی کہ اوس کا فر سے ملاقات رکھتا تھا اپنے پاس بلایا
جب رعاۃ اب استے تمام مجال جنگ اعد اور جنگ مذکوران عربی میں موافق معاوہ عرب کے کہ اوس عبد میں راجح تھا قسم کھا کر

بیان کیا اور کہا کہ جب میں عمر کو ترک جنگ سے نکالنا تو تمہارے پیغمبر کے چچا زاد بھائی یعنی حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے میری پشت پر چڑھا کر کہ میں سپیش ہو کر لڑا جاؤں گا جو پیش آتا تو اٹھ کر بھاگا اور اسے اپنی رشتہ دار ساتھ لیکر اس پہاڑ میں قیام اختیار کر لیا ایک مدت دراز گذری کہ وہ سب مر گئے مگر اونکی اور میری اولاد بہت سی باقی ہو اور میں اب تک زندہ ہوں اور میری سر سے درست چمن اور شاہ عید بہتار نے یہ بھی نقل کی کہ وہ بوڑھا کا فر قبل از واقعات میان شیخ عمر و دینش کے سید خلیفہ شاہ کے پاس بھی گیا تھا اور اسے بھی واقعات کی کچھ اور چیزیں کہیں اور اور اسید علی بن ہدی مشورہ پر ایسے میں انھوں نے اس کا فر کی بہت تعظیم اور توقیر کی اور اسے جانے کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو ایسے شقی کا فر کی کہ جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا اور ایمان نہ لایا کیا حضرت خلیفہ نما انھوں نے جواب دیا کہ میں اس امر کا پاس کیا کہ اس کا فر کی انھوں نے جمال بالکمال بنیامین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا یا نقل شیخا و میں بہت مشورہ پر کہیں شہیدہ قوم یعنی لکھاری پوش تو قریش سے ہیں کہ مجاہدین انصار اور مجاہدین کے خوف سے بھاگ کر کوہستان میں سکونت اختیار کی ملک اس قوم کا پناہ دے پچاس ساٹھ کوس کے فاصلے پر جان کوہ شمالی قریب ملک یوسف نئی اور دوسرے قوم بھٹانوں کے شروع ہو کر سرحدوں سے اور اندراب اور حدود و نشان اور قندھار اور کوہ پشت کے نیچے قریب ملک نزار کے واقع ہوا ہے بھٹان اور نزار کے شیعہ اس قوم سے لڑتے ہیں اور انکی عورتوں کو کہ بہت خوب صورت ہوتی ہیں لڑکا کر کے گران فرشتہ بھیجے ہیں لباس اس قوم کا سیاہ لڑیم سے پہنا ہے عورتیں انکی نہایت صاحب حسن ہوتی ہیں اور مرد بہت صوبت اور بد ترکیب ہیں + + +

بیان حال ترکستان اور نزبوتہ بے حاکم سابق اسجیکہ کا

قوم ترک اور ادوگ اور ایلیان اور قزاق سیاہ لباس گھوڑے کے پوست سے بناتے ہیں اور سردار اور رئیس سرداران تکریم اور سرگرد قوم ادوگہ کا نزبوتہ ہے کہ قزاق سر قند اور یا کند اور پشت کوکان سے سرحد خطا تک تمام ادوگ بھڑاقتین کہ تھینا ایک لکھ پچاس ہزار گھوڑوں کے اور کے زیر حکومت ہیں اور پچاس ہزار سردار ہستہ اور سکی رکاب میں سوا اور سکی قوم کے رہتے ہیں اور کان بود و پاش اور اس کا شہر قوقان ہے کہ حد خطا سے قریب تر واقع ہوا ہے بادشاہ ظلمے اور سکنا پناہ فرزند کیا تھا جس دور میں کے بعد علی نزبوتہ بے حاکم متسل گھوڑے اور رموز وغیرہ بادشاہ خطا کے لیے لیا تھا قزاق بادشاہ جیسی غلط رواری اور رعایت اسلئے اچھی کی کہ انچ اور سلطانین اور حکام کے قاصدوں کی ایسی یا سداری نہیں کرنا اور جب اچھی بادشاہ کے رو بہ وجاہت ہو تو اس سے تین بار پوچھتا ہے کہ میرا فرزند نزبوتہ بے خوش و خرم ہو کر آیا کی رو بہ کے تھے قسم طمانی اچھ وغیرہ اور اس کے لیے بھیجتا ہے اور بادشاہ بسبب اسکے کہ نزبوتہ بے جمعیت اپنی قوم کی بہت رکھتا ہے اور سکی غلام کمال کرنا ہر شاہ غفران اللہ سر نہی ملک اور اولاد انکی پناہ و زمین رہتی ہو ایک بار پوچھ چکے کہ شاہ زمان شاہ درانی کے قتلہ عجمی میں قوقان کو گئے تھے وہ لوگوں سے نقل کرنے تھے کہ ایک بار قاضی القضاہ شہر قوقان کا نزبوتہ بے کی طرف سے اچھی مقرر ہو کر بادشاہ خطا کی خدمت میں گیا تھا قاضی موصوف مجھے کہتا تھا کہ میں بندہ دن میں سرحد ظالمین پوچھتا وہاں میں نے ایک گاڑی گھوڑے کی گھڑی ہوئی کہ وہی آدمی اور سپر صاحب میں اور اس کے قریب پوچھتا وہ مجھے کہتا کہ ایک گاڑی میں کہ صدوقی کی شکل خبیثی تھا کہ روانہ ہوئے اور چونکہ تھوڑا پناہ نہ لکھا ایک سبب تھوڑے سے آگے لکھایا اور تھوڑے میں پناہ مل گئی تھی اور اسکی حرارت بن اور لباس کو کچھ نقصان نہیں کرتی تھی اور سبب مان کھانے چنے کا اور گاڑی میں موجود تھا اتنا سے راہ میں عیانت کا کھانا کھاتے تھے اور شام کو ایک مکان میں کہ پڑا ہوا ایک بچہ تھا اور اس کی بکارت میں پائے ہوئے تھے اور سبب طاعن اسباب اور ضروری چیزیں مہیا تھیں وہاں ٹھہرتے تھے اور وہ صندوق گاڑی کا چارون طرف سے بند تھا راد میں کمین آبادی فطرتی الفرائض جی صورت

حضرت خلیفہ شاہ صاحب
عالم علی و دینش کا
سفر میں اس شخص سے
ملافت کا بیان ہوئے کہ
میں خطا کندہ اور کان
عسائی سبب لکھا ہے کہ
تکون سے بیان کرتے
تھے اس خطبہ میں قزاق
بچا خان تھا
غایت میں غافل

مرحہ خاص شہر کو ایک ایک مہینے کی روز میں ہر منزل میں ہر طور دن اور رات کا کھانا کھاتے ہوئے اس شہر میں پہنچے اور اسی گھڑی پر چنگو چنگا کر دو تہیہ بادشاہ تک سینگے جب وہ اس کے قریب پہنچے تو میں یاد دہرا کر اندر گیا بیٹھ آیا ایک مکان دیکھا خاتمہ زبیا اور دلکش دیواروں اور چھت پر سب سہرا کام اور آئینہ بندی اور اسکے درمیان میں ایک بنگلہ نقس سہرا تھا بہت حسین کے مین نے سلام بطور سجدہ کیا بنگلہ کے اوپر سے ایک ہاتھ نکلا اور ایک شخص نے آواز بلند سے زبان ترکی خطائی میں کہا کہ بادشاہ کو مانتے ہیں کہ میرا فرزند زبوتہ بے قوتیت خوش و خرم اور اچھے طرح سے پریشانی یہ سنا کر سجدہ کیا اور کہا کہ زبوتہ بے قوتیت میں منتظر ہو کر جب بنگلو حضرت کیا تو بہت سی چیزیں نادر اور مختلف طرح کے کد قیمت اور کئی دس لاکھ روپیہ کی جوگی میرے حاکم کے لیے عنایت فرمائی اور میں ہزار روپیہ کا سونا اور اسکے ساتھ ہر قسم کی چیزیں بنگلو بھی دین پھر بادشاہ کے لوگوں نے بنگلو بہت روپیہ گھڑی پر چنگا کر اس وقت ہمت میں مرحہ خود قوتان تک پہنچا دیا یہ بیان قاضی القضاۃ کا تھا کہ جسے کہا اب بیٹے کا شہادہ غائبانہ اس کے کہنے کے لیے تمام ایک لکھ کی سیر کی کوئی حاکم مثل نزویہ بے کے مصنف اور عادل و جیم المزاج صاحب بنگلے میں نہ گیا اوستے ایک مکان بہت چھت نقس اپنے رہنے کے لیے بنا تھا وہیں جلوس کرتا تھا اور وہاں کوئی مانتے نہ تھا پچاس ساٹھ غلام اس مکان کے گرجا پانی اچھی باری سے کھڑے رہتے ہیں وہی لوگ عزیان ارباب حاجت کی بادشاہ کے پاس لیا کر دستکار لاسے میں جمعہ کے دن بادشاہ جامع مسجد میں جاتا ہر دس ہزار غلام اور دوسری فوج بھی مسل اس کے ہمراہ ہوتے ہر وہاں پہلے اور سادات حاضر ہر عزیان حاجتہ دن کی گذارتے ہیں جو مقدمے کے سہل ہوتے ہیں اوکو بادشاہ خود فیصلہ کرتا ہے اور بڑے مقدمے کے شکل اور وقت طلب مفتیان عدالت کے سپرد کرتا ہے کہ ہر شرع کے موافق فیصلہ کیا کریں بعد اسکے ایک مکان میں کہ قریب دس ہزار آدمی کے ہوتے ہیں ان سب کے ساتھ کھانا کھاتا ہر اکثر کھانا اور کا اذکی گوشت ہر بلا و کھڑا ہر چوب کھانے سے فارغ ہوا پھر اپنے اسی مکان معین میں جاتا ہے پھر جمعہ کے دن ٹکھنا ہر لوگوں کا سلام اور سوال و جواب اور انچون کی ملاقات بطور سلاطین کے ہوا کرتی ہے اور وکیل سرداران کرستان مثل شاہ مراد بی اور اسکے نظریہ وغیرہ کے وہاں حاضر رہتے ہیں اور عزیان دیتے ہیں اور خان کا لفظ چٹا لون کے نام میں لگا جاتا ہے اور چونکہ یو زبونی یہ پشتر بہت قوی اور حیت و جلالک ہوتا ہے اور بے محنت یک کا ہر کہ آفریام ترکوں اور غول میں لاتے ہیں اس سبب حاکم شہر قوتان کو کہہ کر حکومت اور ریاست اس کی نہایت قوی اور سختی قوی زبوتہ بے اسکا نام رکھا گیا اس وجہ سے کہ بعض نام توصیفی میرے ہیں خصوصاً نام اول لقب بادشاہوں کا کام اسی قسم سے مشہور کرتے تھے اور شاہ مراد بے عمدہ رئیسوں اور حکام کرستان سے ہر اولاد و فتنش خان سے کہ زمانہ اسیر ہو کر گدگان میں حاکم کرستان تھا اور بعد مغلوب ہونے کے اوستے اطاعت اسیر ہو کر کی قبول کی اور خدای نظر بے عمدہ فرماں او دیکھتے ہیں اور ابا میں زمین سے کوس کا بل سے درمیان مغرب اور شمال کے ہر استقامت رکھتا ہے دس ہزار اشکر کا مالک ہے ایک مرتبہ شاہ مراد بے کو شکست دیکر شہر خاراگت پہنچا ایتھ شخص مودی اور مہمان دوست ہے بارہ ہزار سکھوں کے ساتھ کراٹا میں ہزار روپیہ میں ہر سال غلام و فضلا اور شاخ اور ساخرن کے واسطے تقریکے میں تیمو شاہ درانی پرخان شاہ مراد بے کے طے طرح کے کتھے فلوٹ اوستے واسطے بھیجتا تھا فلوٹ بلک اوستے قبضہ میں تھے ہر در زمان شاہ درانی بھی اس کی رعایت کرتا تھا اوس ایام میں شاہ مراد بے صلح بھی لیکن خود مختار تھا ایک شخص اس کے مرشد را دون میں سے قتل کرتا تھا کہ باوجود بڑے جالبے کے ایک بکری کا گوشت ہر دیکھتا تھا دن کو سو یا کتا خارات کے وقت ایک بکرے کے گوشت کی بجائی بکا کر اور وولٹ میں رکھنے اس کے پاس رکھ دیتے تھے وہ تمام رات اس گوشت کو آہستہ آہستہ جوڑی سے کاٹ کر کھاتا تھا اور کھاتا تھا کہ اب میری عمر میری حکومت بہت کم ہو گئی ہے اور شجاعت اس کی اس مرتبہ بھی کہ دوسو سوار اس کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے اور نیزہ اسکا اس قدر مٹا اور لانا تھا

کوسلو اور کے کوئی اور سکوا وٹھا نہیں سکتا دوسرے میر محمد شاہ بادشاہ و نشان کہ دس پندرہ ہزار آدمی تباہ کیا کہ کدوا اور پادے سن پناہ دہشت اور قصبہ کے اسکے ہمراہ ہونے گریغ از کوئیکہ کا مغلوب ہو اپنے ملک کو کہیں صلح اور کہیں لڑائی سے محفوظ رکھتا ہو اور قوم سادات سے ہزار مسکن اور کاشہ فیض آباد و واقعہ نشان ہوا اور ملک کا بل سے شیعہ و سونگنی کو مناسبت شمال و میان بلخ اور قندھار و صدارت کو لایا واقعہ ہوا کہ نسل ہندو کش سے کہ کابل سے باغیض ایک سونگنی کو مناسبت کرکستاک ہو شروع ہوا اور انہما و سکی انون قندھار و کولاسکے ہون و ران ملکوں میں ہر شخص باجوہ و خراب ہر ایک غلام ہون بادشاہ و نشان کی اطاعت کرتے ہون اور کسی کبھی بطور خرچ کے کچھ دیا کرتے ہون بلجوہ و راجہ کی کہانیاں ملک ہن ہر قریب شہر فیض آباد کے لنگر بھی ہرین چھوٹے چھوٹے سرائے اور دیکھ کر شیعہ علی خان و زعفر علی خان قندھار و صدارت کو لایا غیر ہون جسے شخص فیض آبادی علاقے کے قلعہ اور ملک کا حکم چھوٹے حکم زبردست چھوڑ کر باجوہ و قندھار کی لیاقت سے نڈر اندر دیکھنے ملک کا پانچویں بادشاہ ہوا کہانی کے محمد علی خان قندھار و صدارت کے بر قندھار کیساتھ اسکے تعظیم با با علی خان میں فصلی خان چارے چرہ ہون محمد سلسلہ شیعہ میں بادشاہ شیعہ چرہ ہون قندھار و صدارت کو لایا ہوا کہانیاں بلجوہ و صدارت کے مذکورہ ملک اور تھانوں پر تہذیب سرور اور زمین ایران کے اور سے ہڑا کرتے تھے اکثر آدمیوں کو اس وقت قتل کیا کہ وہ ہریان یا زندران تھا کہی ہڑا آدمی اسکے ساتھ رہتے تھے بادشاہ کے قتل میں بھی شریک تھا کسی شخص نے اسکو دیکھ کر ڈالا تھا اور کسی بت بڑی قبیحی کرکھڑا رکھات قلعہ بنا یا ہوا سلاطین کیلئے کہ تھا اور زادشاہ نے اسکو اور سرفروست کہ کے اعجاز اناموس میں رکھا تھا جب قلعہ خان مذکور کے کہتا آیا یسبل اسکے خرچ کا ہوا کہ وہ فی الفور میرخان اپنے چچا کو قتل کیسے تمام ایران کا حاکم ہوا و اتعج ہو کہ ایک شخص امام الدین محمد حسنی نسب شیعی طریقت کو ملک ہریان وغیرہ میں بت رہا تھا یہ سب حال و مشاہدے سلطنت احمد شاہ و رانی سے قلم بند کیا تھا اور اکثر یہ حالات اس نے پیش خود بھی شاہ کو لے کر خالی کے پیشخص سرکار سلاطین و رانیہ میں زمرہ اہل قلم سے ہوگا اس وجہ سے لافتمہ نظر صداقت قبول اور شخص کے سلسلہ بھی یہ کہ یہ تمام ہر اہل طریق انتخابی او سکی کتاب سے تحریر کیا اور بعد سندہ مذکور کے ہوا کہ کہ باشندگان کابل اور قندھار سے کہہ لوگ شہر و صدارت القول اور واقف حال تھے کہ زمرہ سے پاس اکثر آیا کرتے تھے جو کہ چہرے نے سنا تھا بقیہ حال زمانہ شاہ اور سلطان محمود اسکے بھائی کا لکھا اب واضح ہو کہ جب انشاہ بادشاہ سلطان محمود کو ہریت دی وہ اپنا بل و عیال اور طبعی فیروز الدین خان باجوہ و قندھار کے ساتھ تہذیب قلعہ بادشاہی سے بھاگ کر کرکستاک پہنچا اور میں چلا گیا اور وطن میں ہر قصہ ہندوستان راہ کابل لاہور میں داخل ہوا غلام محمد خان پوتامل محمد خان و ہیکہ کا کاس بلجری لکھا بادشاہی کے ہوا کہ بادشاہ و صدارت کو کہ ہندوستان میں لیجائے کہ اگر زردن اور صوبہ اوہ کی طرف سے بغیر تھا بہت اصرار رکھتا تھا اور زمانہ شاہ چاہتا تھا کہ بعد اتعظام کاس پنجاب کے جرمہ کہ یہ فوج خزا لیکر شاہ جہان آباد کو روانہ ہو اس حصہ میں اخبار اور عارضہ و تفتوا ہو جسے دریافت ہوا کہ سلطان محمود ہرات کی طرف سے نکالا ہو اور بعض سرائے قندھار و کو ملا کر چاہتے ہون کہ یہ اور سکھ ہرات میں لایا ہون بلکہ قندھار کو اسکے حاکم الہی جب یہ غیرین ہر تہذیب پھونچیں پھر تہذیب نامیں جا کر دو تین سرائوں کو جو سلطان محمود سے شفق ہو گئے تھے قتل کیا اور سرائے پانہ خان کے انگوٹھ سے اور بیت امداد و قلعہ ملک کیا باقی ماندہ جب حال دیکھا تو سخت حیران ہوئے اور سمجھ کہ پانہ و خان ملک بھی زندہ چھوڑے گا وہ یہ چاہتا ہو کہ جب ہم سب لوگ باغیین تو ہیں اور لاوا کو کہتے ہیں اور سلطنت میں خیل کے پسے اتفاق کر کے اسکی ہر گونی اور ہریانیاں کچھ سیج اور پچھوٹ زمانہ شاہ کے ساتھ شیعہ کین اور اسکے حرا ج کو اسکی طرف سے کہہ کر ایمان تک کہ بادشاہ نے تمام اسلام اور چار پانہ خان کا نیکو کیا اسکے لڑکوں نے ترہ و فرجوان و رچیلون اور شجاع بطین زواج مختلفہ سے تھے چنانچہ تفصیل اور کی ذیل میں لکھی جائے گی اپنے آپ سے کہما کہ بادشاہ کا فران آپ کی طرف سے یہ گیا اور ہر سہ ہر قبل اسکے کہ اسے قتل کا حکم ہو تہہ مارے بھاگ کر شہر کرکستاک پہنچے وطن اپنی قوم میں جا رہیں پانہ و خان نے جواب دیا کہ کچھ تم کہتے ہو چہرہ ہوا کہ قرن ملاح اور میں بھی بادشاہ کی طرف سے سلطان نہیں ہون مگر بات یہ ہو کہ جب ہم تم میان سے بھاگ کے کسی میر لکھی چلن کے گھر میں ہو رہیں گے تو وہ سب تمکو ہمیشہ لکھنے و دیکھنے کے کہ پانہ و خان تمہارے ما پنے خوف جان سے بھاگ کر ہمارے گھر میں پناہ دلی تھی اس سے پہلے

میں نہیں چاہتا ہوں کہ میان سے بھاگ جاؤں یا وشا کے ہاتھ سے قتل ہوں اس عار سے میں بہتر چاہتا ہوں کہ تم غلنے نہ بی سے بچو آخر کار زمانہ
نے سبب در اندازی سرداروں کے کہ اوکے در پی قتل تھے پائیدہ خان کو قتل کیا تب فتح خسان اسکا لڑکا کہ بلبست اور بھائیوں کے
صاحب جرات اور محبت تھا اپنے سب بھائیوں کو لیکر تھڑا رستہ سما گا اور کرکٹ اپنے وطن میں چلا گیا اور وہاں سے سلطان محمود کے پاس
جاکر کہا کہ میں اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں چونکہ آپ بادشاہ کے بیٹے بھائی ہیں اور سلطنت کے مستحق ہیں چاہتا ہوں کہ آپ کو پاد
کردن سلطان محمود نے کہا کہ میں کیونکر سلطنت کا دامیر کروں نہ میرے پاس فوج نہ خزانہ تب فتح خسان نے عرض کیا کہ فوج اور خزانہ کی
طرف سے آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں سب بھیم بھونچاؤں گا سلطان محمود تو نہ اسے چاہتے تھے کہ میں بادشاہ ہو جاؤں فتح خسان کو اپنا
وزیر کیا اور فوج کے سامان میں مشغول ہوئے اور اس طرف زمانہ شاہ نے جب پائیدہ خان اور دوسرے سرداروں کو کو اور یہ لگان مخالفانہ
قتل کیا اور خاطر جمع ہوئی تو شہزادہ حیدر کو قتلہ ہار میں ولی عہد کر کے کچھ فوج اور بعض سردار معتد علی راہ سکود کر برات میں بھیج دیے اور خود
متوجہ ہندوستان ہوئے اور قتلہ ہار کے قلعہ کو فتح کر کے پنجاب کو روانہ ہوئے اس عرصہ میں فتح خسان نے مہاراجہ اور پکچہ اور پکچہ لاون کو جمع کر کے ایک
فوج بنائی تہ ہم بھونچائی اور سلطان محمود کا ساتھ لیکر قتلہ ہار پر حملہ کیا اور وہاں بھونچکرات کے وقت کندھال کے نوبت خانہ شاہی قتلہ
پر چڑھ گیا اور پانچ دن سے جوتہ اتار کے بجائے چوب کے تھا رسے پر مارا اور آواز بلند سے کہا کہ دور دور سلطان محمود بادشاہ دریائی کا ہی
اور قلعہ کے دروازے کو اندر سے کھول دیا یہاں تک کہ سلطان محمود شاہ فتح قلعہ میں داخل ہوئے فوج متعین شہر و محافظ شہزادہ حیدر اور تمام
اہل شہر نے غلبہ اور قلعہ محمود شاہ کا دیکھ کر حیدر چور چور کا اظہار کیا محمود شاہ کی قبول کی اور اندرین گذرانی محمود شاہ نے حیدر شہزادہ کو قتل کیا اور خود
تحت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور اپنے نام کی سنادی تمام شہزادہ ہار اور اس کے نواح میں کرادی فتح خسان نے فریے خزانہ قتلہ ہار کو لیکر قریب
چالیس چاس ہزار سوار اور ایک کورکھے اور بقصد غر کر کل کے مع جو شاہ روانہ ہوا زمانہ شاہ کو تب یہ حال معلوم ہوا تو لاہور سے بارہ ہنگ
محمود شاہ مفضل اور ستر ہستہ متوجہ کاہل ہوئے اور وقت روانگی کے لاہور سے اپنے سردار ان بھڑائی سے فرمایا کہ جس کو لاہور میں نہانے
ہو اور اسکو ہم بیان کہ حکم مقرر کریں کسی نے سردار ان ہلایت سے اس بات کو قبول کیا آخر کار زمانہ شاہ بھجوری رعیت سنا سکون کے
سردار کو کہ اسنے پاس حاضر ہو کر تا قتلہ لاہور کا حکم کر کے خود کاہل کر دیا نہ ہونے اس آئین محمود شاہ فتح خسان نے زیر کے کاہل میں بھونچکر
تحت پر بیٹھ گیا اور رعیت نظام کے زمانہ شاہ کے مقابلہ کے دست پڑا کر دیا نہ ہوا قریب دھیر کے دونوں لشکروں کا سامنا ہوا اور جنگ
واقع ہوئی آخر کو محمود شاہ غالب آیا اور زمانہ شاہ دستگیر ہوئے محمود شاہ نے بعض بھونچاؤں اپنے بھائی کے زمانہ شاہ کو مہاراجا یا اور
شجاع الملک جلد تحقیق زمانہ شاہ کا بھگ کر اپنے فسکے گھر کہ سردار غیر بیان تھا جا چھپا محمود شاہ مظفر و صفو ہو کر وسطہ بند و بست ملک
اور تہذیب اور تادیب کشوں کے پھرتہ ہار میں آئے جب یہ حال حافظ شیر محمد خان بانی رسمی و دلہر شرف الہور شاہ و بھانچا وزیر احمد شاہ دریائی مر دہایت
شجاع اور دلہر نے دیکھا تو مقام تہذیب میں بت سی فوج غیر لیون اور قوم بانی کی تھی کہ او شجاع الملک کو تخت سلطنت پر بٹھا کر محمود شاہ دریائی
فوج کشی کی اور بت سی لڑائیوں کے بعد محمود شاہ پر غالب آئی شجاع الملک محمود شاہ کو قید کر کے چا کر اپنے بھائی زمانہ شاہ کے بے او کو بھیجا
انہما کہ کسے مگر زمانہ شاہ نے اسکو اس راہ سے منع کیا اور کہا میرے عوض محمود شاہ کی نگین نکلو مانسا بنیں ہیکر اپنے بھائی جیو کا
بدلاجی ہے یا اور وہ عوض تمام ہو گیا اب لازم نہیں ہیکر سب سلاطین دریائے اندھ بوجا ہیں تب شجاع الملک مان شاہ کے بھانچے سے اس شخص
باز رہا مگر محمود شاہ کو نظر نہ کیا کہتے ہیں کہ زمانہ شاہ نے ہار میں شاہ کی نگین جاتہ خیم سے نکلا ڈالیں تھیں اور محمود شاہ نے فقط گرم سلاخی
کی آنکھوں میں پھر وادی تھی اس سبب دونوں نگین ہار میں شاہ کی نگین میں صحیح معلوم ہوتی تھیں مگر مینا کی مطلق تھی شجاع الملک تبار برس گئی مینا
بادشاہ متقل باجب کشمیر کی تیسرے لیے گیا اور ساتھ ساتھ داندہ خان برادر اور ساتھ لہر فتح خسان نے زیر کے کو مان کا صوبہ دار تھا راہو بند اندھ

شیخ الملک پر غالب آیا اور اسکو دہان کے قلعہ میں قید کیا محمود شاہ نے وقوع اس واقعہ سے قید سے رہائی پا کر پھر زور اور قوت کھائی اور ملک
 میں بے امنی پھیل گئی۔ فیروز الدین اپنے بھائی کو ہرات اور خراسان کا حاکم کر کے قندھار اور سلطنت قسیم سلطین دہان میں قیامت
 قبول کی۔ پھر چند روز کے ساتھ کامران سے محمود شاہ نے قندھار میں آگے ہٹا تھا لیکن بارہ اپنی باپ سے لکھا کہ ہرات کو حاجی فیروز الدین سے لے کر
 نہیں آئے کیونکہ چونکہ اگر غالب شاہی ہرات میں تھے محمود شاہ خوب جانتا تھا کہ حاجی فیروز الدین بغیر لڑنے اور مغلوب ہونے کے ہرات کو نہیں چڑھے گا
 اس لیے اس نے باپ میں تامل کرنا تھا جب فتح خان وزیر صوبہ کشمیر وغیرہ اور حاکم محروسہ کا انتظام بخوبی کر کے محمود شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر
 نے شہزادہ کامران کی خواہش مقدمہ ہرات میں اوس سے ظاہر کی وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں ہمت عملی سے ہرات کے قلعہ
 خالی کر سکتا ہوں پس ظاہر میں محمود شاہ سے بھی ہو کر بطور جنگ زرگری کے قلعہ قندھار میں محمود شاہ سے لڑائی شروع کی اور دس ہفتہ رہ کر
 دونوں طرف سے خالی تو ہیں چنانچہ بیان تک کہ سب لوگوں پر کیا قریب اور کیا بعید ثابت ہو گیا کہ فتح خان نے محمود شاہ سے بغاوت کی اور اوس
 کو تباہی پہنچا کر نہ مخالفت جمل کے نسبت محمود شاہ کے مقابلہ فتح شاہی سے بھاگ کر گویا پناہ لینے کے لئے ہرات میں پھونچا شہزادہ فیروز الدین کو قندھار
 سے معلوم ہوا کہ فتح خان کو قریب سے ہرات پر قبضہ کیا جا چکا تو اس سے پہلے بارادہ قلعہ کچھ فوج لے کر شہر کے باہر آیا اور آٹھ ہفتہ ہو کر مذکور ہونے
 دوست محمد خان اپنے بھائی اور ایک اور اپنے بھائی کو قلعہ ہرات کی تعمیر کے واسطے مقرر کیا اور خود حاجی فیروز الدین کے مقابلہ کے لیے شہر کے باہر پھرا
 دوست محمد خان اوس فوج سے قلعہ کی حفاظت کے لیے مقرر تھے مگر اوس پر غالب آیا اور تمام مال و اسباب حرم بادشاہی قلعہ کا لوٹا لے گئے۔ کہ
 خواجہ سراہوں کے ذریعہ سے اذرنہ قیمتی دولہا کو روپیہ کا شہزادہ کامران کی بن سے چھین لیا اس ضمن میں فتح خان قاجار والی ایران کو طلب کیا
 سازش حاجی فیروز الدین کے تین لاکھ فوج سے ہرات کی تسخیر کو متوجہ ہوا فتح خان وزیر اور حاجی خان کا کہ فوج ایران سے لڑ کر غالب آئے اور اسکو ہزیمت
 دی اور شہد مقدس تک لڑتے ہوئے اسکو قاتل کیا بیان تک کہ والی ایران اپنے ملک کو چھین لے اس ضمن میں جرنل مال و اسباب حرم بادشاہی
 خصوصاً چھین لیا اذرنہ کا شہزادہ کامران کی بن سے سنکر شہزادہ کامران کو غصہ آیا اور ہرات میں پھونچ کر کشتی اٹھایا پناہ دوست کر لیا فتح خان کو
 کو بھی یگستانی اور بنی دوست محمد خان کی نسبت ستورات بادشاہی کے نہایت ناگوار ہوئی اور دوست محمد خان کو لکھا کہ میں نے جیسے قسم
 بادشاہ ایران اور حاجی فیروز الدین سے فائز ہو کر پھر چون کاوتھ جو کمان سے قتل کر دینا تو اس نے حرکت ناشایستہ سے جھگو اور سیکر خان کے بیڑیاں
 اور روسیہ کیا دوست محمد خان یہ بات سنا کر اپنی جان کے خوف سے بھاگا اور کشمیر میں جا کر پناہ پکڑی صوبہ دار کشمیر نے بوجب لکھنے فتح خان کو
 کو ایک کان میں کہ تالاب دول شہر ہو قید کیا فتح خان فوج ایران اور حاجی فیروز الدین پر فیتاب ہو کر خوش خوش ہرات میں پھونچا اور روسیہ
 شہزادہ کامران کی خدمت میں حاضر ہو کر نہ رنج نہ گدائی چونکہ شہزادہ مصوف کو لوگوں کے طعن و تشنیع اور شخص اپنی بن اور ستورات خرمی
 کہنے سے بے گناہ کیا تھا اور اسکو شہر بھرتا تھا کہ دوست محمد خان اسی فتح خان کے اشارہ سے قتل کیا یہی حرکت کا ہوا ہو دوسرے وزیر فتح خان شہزادہ
 سلام کو قلعہ میں آیا تو شہزادہ مصوف نے اسکو قید کر کے اندر کر دیا اور قندھار میں بھیج دیا محمود شاہ کو اس بات سے نہایت قلق ہوا اور افسوس
 اور شہزادہ کامران کو بہت سی فزیر اور طاقت لکھی کہ تو نے ایسے وزیر تک ظلال اور بارادہ کو قلعہ قندھار میں لے کر دیا پھر جب فتح خان محمود شاہ کے پاس
 حاضر ہوا تو بادشاہ نے اسکی بیت نشینی اور درجنی کی اوچا لکھ پھر اسکو خلعت دیکر بستور عمدہ وزارت عنایت کر کے فتح خان نے عرض کیا کہ تیرا
 شوم اب کمین آگھو سے معذور ہو گیا امور وزارت کے کیونکہ انعام کسوں کا میر جہا میوں میں سے جسکو آپ لائق بھیجیں اسکو وزیر پناہ تیر
 فزیر میں سے کسی بھائی کا جس نہایت سرفراز ہو گا تو لے کر میرا ہی تو اب بھی تیرے کہ اصل سبب عداوت اور کینہ کا میر دوست محمد خان اور اس کے بھائی
 غافلان درانیک ساتھ ایک قتل ہوا سزا پر پانڈہ خان باپ دوست محمد خان کا زمانہ شاہ کے حکم سے دوسرے اندھا کیا جا تا فتح خان وزیر پر غلہ بھائی
 دوست محمد خان کا بھگت شہزادہ کامران جس ہی باعث تھا کہ شہزادہ میرا دران وزیر مذکور کے اوس وقت میں قتل اور عیض تھے یہ سب غافلان اپنے

